

عمران سیریز

لیڈی کلارک

منظر ہریم احمد



چند باتیں

ان نکال کے تمام تمام کرنا واقعات اور
چشم دیدہ پڑھنے والی نئی نئی کتاب کی ترقی
یا کوئی محنت آقا کی ہوگی جو کچھ نے پڑھنے
مصنف پڑھنے والی نئی نئی کتاب کی ترقی

معزز قارئین! سلام مسنون! عمران کا نیا ناول لیڈی کنز حاضریہ
یہ ان مجرموں کی کہانی ہے جو جرم کرتے ہوئے انسانیت کی معمولی سی
ترقی بھی اپنے اندر باقی نہیں دیتے۔ ان کا مقصد فطرتِ دولت
ہوتی ہے۔ چاہے یہ دولت انسانی لاشوں سے گذر کر ہی کیوں حاصل
ہو۔ چنانچہ یہ مجرم بھی عورتوں کو قتل کر کے ان کے جہول میں منشیات بھر کر
انہیں سٹکل کر دیا کرتے تھے لیک باکل انوکھے اور عجیب انداز میں۔ اور پھر
جولیا ان کے سچے چڑھ گئی۔ جی ہاں! جولیا نافذ وارٹر۔ اور اس کے بعد کیا ہوا
یہ سب کچھ اس قدر حیرت انگیز اور دلچسپ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ آپ
آخری سطر تک پڑھ کر ناول کو ماتحت سے نہ چھوڑ سکیں گے۔ میری ہمیشہ
بہی انگیزش رہی ہے کہ آپ کو منفرد اور متنوع کہانیاں پڑھنے کیلئے پیش
کروں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ نئے طرز کی کہانی بھی آپ کو دلچسپ
آئے گی۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ پڑھنے کے منتظر ہیں
میں لیکن ناول شروع کرنے سے پہلے ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے
تاکہ میرے نام آنے والی ڈاک میں آپ بھی شامل ہو سکیں۔

سیدہ خمداد صاحب گول چکر برکھو دھاسے لکھتے ہیں کہ میں ان پڑھنے
والوں میں سے ہوں جو صرف اپنی جہمی (مجموعہ) کی کتابوں کے علاوہ کسی اور
مصنف کی کتاب پڑھنا گناہ سمجھتے تھے لیکن پھر ایک دوست کے احساں پر
میں نے آپ کا ناول پڑھ لیا۔ یہاں پر غریب اور بے پڑھنے کے بعد واقعی میری

ناشران — اشرف قریشی
یوسف قریشی
پرنٹر — محمد یونس
طابع — میڈیولین پرنٹر لہور
قیمت — روپے ۹۵/-



قسم ٹوٹ گئی اور میں اب تک آپ کے کم از کم پچاس ناول پڑھ چکا ہوں۔ واقعی آپ بچہ منقروانماز میں ناول لکھتے ہیں اور نثر داروں کے ساتھ کافی حد تک انصاف کرتے ہیں لیکن مجھے آپ کے چند شکایات بھی ہیں۔ سچی کتابوں میں انکیشن اور بارو حاشا کافی سے زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا اگر آپ علان سے کوئی ایسا کیس حل کروا رہے ہیں وہ بے ضابطہ طور پر حل کرے۔ اور جس میں کوئی غیر ملکی مجرم یا تنظیم نہ ہو تو بہت نطفہ آئے گا۔

تو یہ سب سے محترم ازاد قاری سعید مختار صاحب خط ہو گا لیڈر ڈیوٹی مکمل کالج کے سال چارم کے طالب علم ہیں۔ جہاں تک انکیشن اور بارو حاشا کا تعلق ہے۔ اگر انہیں یہ بات پسند نہیں ہے اور وہ صرف خالص شراک ہونے شائبہ جاسوسی کہانیاں پسند کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا مزاج ہے البتہ بطور مشورہ مکمل طالب علم انہیں آغا خضر معلوم ہو گا کہ جہاں پہلے کیسے بعض اوقات جسم کے فاسد حصوں پر نشتر بھی چلا کر ضروری ہو جاتا ہے اسی طرح جہاں ایک ملک کے کروڑوں افراد کی سلامتی کا تحفظ کرنا ہو تو وہاں اس سلامتی کے خلاف کام کرنے والے دہزدوں کا بھی مصفا کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ جہاں تک عمران کے بے ضابطہ کیس حل کرنے کا مشورہ ہے تو میں کوشش کروں گا کہ ایک ناول اس انداز میں بھی لکھوں۔ اب آپ ناول پڑھتے اور اپنی قیمتی آرا سے مجھے آگاہ کریں۔

والسلام
منظر عظیم۔ ایم اے

عمران نے کار موٹی اور سوہریا فیاض کے دفتر کے سامنے جا کر اس نے اتنے دوسرے بریک لگا کے گڑھا تروں کی چیخوں کی آواز سے پوری عمارت گونج اٹھی۔ اور دفتروں میں سے لوگوں نے بے اختیار باہر نکل کر دیکھنا شروع کر دیا مگر عمران بڑے اطمینان سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور براہ راست اس کے سر پر فیاض کے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بس ویسے ہی تفریح کے لئے نکلا تھا کہ سرک سے گزرتے ہوئے اس کی نظریں سنٹرل نیپلش کی شاندار عمارت پر پڑیں تو اس نے سوہریا فیاض کو تنگ کرنے کا منصوبہ کر لیا۔ اور تنگ کرنے کا آغاز اس نے لائروں کی چیخوں سے کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فیاض کے دفتر تک پہنچتا آچانک ایک چوڑی سی تقریباً بھاگتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ چھوٹے صاحب! — چھوٹے صاحب! — آپ کو بڑے صاحب بلا رہے ہیں۔ — اے اے اے نے تیز تیز بچے میں کہا اور عمران اُسے

دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ شہزادہ جہان کا چہرہ اسی ہے۔

تو سبھی جاکر گئے جاؤ چھوٹے صاحب کو بڑے صاحب کے پاس۔
میں تو نہ چھوڑا ہوں نہ بڑا۔ بلکہ درمیانہ ہوں۔ یقین نہ آئے تو کسی
ڈاکٹر سے پوچھ لو۔ میں نے تو بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ڈاکٹر مجھے
لمبے قدم والوں میں شمار کر لیں۔ لیکن وہ اسی بات پر اڑے ہوئے
ہیں کہ تم ہمارا قدر نہ چھوڑاؤ۔ نہ بڑا بلکہ درمیانہ ہے۔ عمران نے
مرگ کر باقاعدہ فلسفہ منجھکا نہ شروع کر دیا۔

بڑے صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ چہرہ اسی نکھیں نکالتے
ہوئے جواب دیا۔ وہ بوڑھا چہرہ اسی طوفاں عرصے سے شہزادہ جہان کے پاس
تھا اس لئے عمران کی طبیعت اور مزاج کو اچھی طرح جانتا تھا۔
مجھے!۔ تو کیا اب تمہارے بڑے صاحب نے نجوم سیکھ لیا ہے۔
اور اندر دفتر میں بیٹھے رازچھپنا کرتے رہتے ہیں کہ کون باہر آ رہے۔ اور
کون جا رہا ہے۔ عمران نے حیرت بھری نگاہ میں کہا۔
آپ کی بھاری بریکوں کی آواز انہوں نے سن لی تھی اور مجھے بلا کر بچھا
کہ کس نے ایسا کیا ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ چھوٹے صاحب
یعنی آپ ہیں۔ تو انہوں نے بڑے غصے میں کہا کہ بلا کر لاؤ۔
چہرہ اسی نے پوری وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کمال ہے۔ بڑے تیز کان ہیں ڈیڈی کے اس پر بھاپے میں
بھی۔ وہ نہ اس عمر میں تو کان کے اندر بھی چیخ ماری جاتے۔ تب
بھی وہ مرگوشی سنا ہی جاتی ہے۔ عمران نے کہا اور کندھے اچکاتے
ہوئے شہزادہ جہان کے دفتر کی طرف مڑ گیا۔

فیاض صاحب بھی وہاں موجود ہیں۔ آج صبح سے ہی ان کو جھڑپیں
پڑ رہی ہیں۔ بڑے صاحب شدید غصے میں ہیں۔ چہرہ اسی نے
مزید معلومات مہیا کر کے ہوئے کہا اس کے چہرے پر مٹی مگر ٹھٹھکی
اچھا!۔ ایک نہ شدہ دوشدہ۔ چوڑے سمی دیکھ لیتے ہیں۔
نسل کے کہ جھڑپیں ٹھکانے کے بعد اسی کا خشن بکھر آتا ہے۔ جس طرح
لکڑی ستاروں کا حسن ایک مخصوص صابن سے نکھرتا ہے۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور بوڑھا چہرہ اسی عمران کی بات سن کر بے اختیار
ہنس پڑا۔

اچھا ایک بات بتاؤ اللہ بخش!۔ جب فیاض کو جھڑپیں پڑتی ہیں
تو تمہیں نکلتے کیوں آتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
فیاض صاحب اکثر اتنے بھی تو بہت ہیں۔ بڑے صاحب کے
سامنے تو جھگی جلی بنے رہتے ہیں۔ لیکن وہ لیں جلتے ہیں جیسے
ساری خدائی کے ٹانگ ہوں۔ میرا تو دل جانتا ہے کہ بڑے صاحب
سارے دفتر کے سامنے ان کو جھڑپیں پڑیں تاکہ انہیں اپنی حیثیت کا تو
علم ہو۔ بوڑھے چہرہ اسی نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہنس
پڑا۔ اب وہ شہزادہ جہان کے دفتر کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اس نے دروازے
پر پڑا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہو گیا۔

السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا بڑے دھوٹے صاحبان!۔
کیا بندہ صاحبان کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کر سکا
ہے۔ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی رکاوٹ کے بل
جھکتے ہوئے بڑے لمبے فصیح عربی لہجے میں کہا۔

کیا تم انسانوں کی طرح اندر نہیں آسکتے۔۔۔ عکرمحمد خان نے
 استہائی غصیلے لیے اور میز پر ہنگہ مارنے ہوئے کہا۔
 انسان کس طرح اندر آتے ہیں ڈیڈی!۔۔۔ میرے خیال میں مرن
 فیاض کو میری آپ انسان سمجھتے ہیں۔۔۔ اب مجھے فیاض سے آپ کے
 دفتر میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھنا پڑے گا۔ ویسے ڈیڈی۔۔۔
 آجکل کی خود غرض دنیا میں اب انسان کہاں باقی رہ گئے ہیں۔۔۔ اب
 گونا گوں میں انسانوں کا ذکر ملتا ہے۔۔۔ عمران نے بڑے مودبان
 لہجے میں جواب دیا اور بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر میز کے سامنے
 بڑی کرسی کو زور سے گھسیٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیاض
 کرسی پر اٹھوں بیٹھا ہوا تھا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔
 تو شاید آپ نائنس۔۔۔ عکرمحمد خان نے شدید غصے سے
 میز پر ہنگہ مارنے ہوئے کہا۔

سعدی ڈیڈی!۔۔۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ میں انگریزی میں ہمیشہ
 کمزور رہا ہوں۔۔۔ اور جب بھی میں نے آپ سے انگریزی کو کوئی
 سوال پوچھنے کی کوشش کی۔۔۔ آپ نے ہمیشہ نائنس کہہ کر مجھ
 بات نال دی۔۔۔ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور عکرمحمد
 کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو گیا۔ انہوں نے مرن غصے سے کہنے لگے۔ وہ
 یقیناً اپنے غصے کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ڈیڈی!۔۔۔ میں برسوں کو بھی گیا تھا تو شاید بارہی مئی کو آپ کا
 بلڈ ریشٹر ڈالانی رہا ہے تو میں نے اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ سو پر
 فیاض کو مستقل گھر میں رکھ لیں۔ یہ بھی ایک اچھا علاج ہے۔

یہ آپ دفتر میں تو یہ علاج کرتے رہتے ہیں۔ مگر کبھی یہی۔۔۔ عمران
 نے بڑے غصے سے غصاؤ اظہار میں کہا۔
 تو تم میرا مضحکہ اڑا رہے ہو۔۔۔ ہونہر۔۔۔ عکرمحمد خان نے ہونٹ
 جھینٹے ہوئے کہا۔

ڈیڈی! اتنے تفصیل لفظ نہ بولا کریں۔۔۔ اس قدر خراب جوتا
 مضحکہ۔۔۔ اور پھر آدمی کو چوران کی کاٹش میں ڈالا مارا پھرتا رہا ہے۔۔۔ عمران
 نے مزید مشورہ دیتے ہوئے کہا۔
 پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم یہاں آئے کیوں ہو۔۔۔ اور پھر تم نے کل
 کی آتش فگوت سے بچنے کیوں لگائی میں۔۔۔ یہ وقت ہے
 یا کوئی جھگڑا خانہ۔۔۔ عکرمحمد خان اصل موضوع پر آسکتے۔ انہوں نے
 شاید جان بوجھ کر موضوع بدلاتا تھا مگر عمران کو جھار پلانے کا موقع مل
 سکے۔ ورنہ وہ عمران کی عادت جانتے تھے کہ وہ فیاض کی موجودگی کا
 بھی کاٹ نہ کرے گا۔

ڈیڈی!۔۔۔ پہلے سوال کا جواب تو میں صرف سو فیاض کو ہی دے
 سکتا ہوں۔۔۔ دراصل ڈیڈی!۔۔۔ آپ نے کبھی پوچھا ہی نہیں کہ
 میرے ساتھ کیا لگندنی رہتی ہے۔۔۔ وہ سیلان ہی جان نہیں چھوڑتا
 باورچی خانے کا بل رنڈر بڑھتا جا رہا ہے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ
 نہیں۔ اس لئے جبراً مجھے دلالی کرنی پڑتی ہے۔۔۔ عمران
 نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

دلالی۔۔۔ کیا کجواس کر رہے ہو۔۔۔ عکرمحمد خان نے غصے
 سے دعا کرتے ہوئے کہا۔

آہستہ بولنے لگی ڈیڑی! — اس میں آپ کی بھی بے عزتی ہے۔ — عمران نے منبر اتار دیا۔ —
آخر میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی تو آتا ہے۔ — چنانچہ اسی بار
کھڑا ہے۔ — حسن نے لگا کر کیا کہے گا کہ سر محمد عثمان کا اکھوتا لڑکا دلائی کہ
ہیٹ پالتا پھر رہا ہے۔ — عمران نے کہا اور سر محمد عثمان نے کہا کیا فیاض سے مخاطب ہوئے۔

بار پھر ہونٹ پیچھنے لگے۔ اب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا
کہ وہ اس لڑکے کو کچھنا رہے ہیں جب انہوں نے عمران کو اپنے وفد کے اچانک مخاطب ہونے کی وجہ سے ہلکا کر دیا۔
بلا لیا تھا۔

میں پوچھتا ہوں یہ دلائی سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ — اور میرے
سور پر فیاض کے پاس دلائی کے لئے آئے۔ — سر محمد عثمان کی آنکھوں
سے ششے نکل رہے تھے جب کہ سور فیاض پر چارے کا برا حال ہو رہا
تھا۔ اس کی جان پر بن گئی تھی اس کے ذہن میں شائد یہ خیال آ رہا تھا کہ
عمران اس کے محاشقوں کی تفصیل بتانی شروع کر دے گا اور
پھر سر محمد عثمان نے جو حشر فیاض پر کرنا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

عزیزی کو دلائی ہی کہنا چاہئے ڈیڑی! — ادھر کی معلومات
آؤ اور اور نہ تم ادھر۔ — عمران تھے بڑے پرسکون۔ بلکہ میں کہا تو سور
فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے زور پڑنے پر چہرے
پر تیزی سے اطمینان کے آثار اُبھر آئے تھے۔

ہوں تو سور فیاض کو معلومات فروخت کرتے ہوں۔ — سر محمد عثمان
نے ہونٹ پیچھنے لگے۔ — یہ ایک خبر جو سوس آدمی
فروخت کہاں کرنا ہوں ڈیڑی! — یہ ایک خبر جو سوس آدمی
ہے۔ — ڈیڑیوں معلومات دو، تب جا کر دو چار روپے دھیلے کرنا

بکواس مت کرو۔ میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتا۔
فیاض نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

تمہاری سرمنی۔ میں وہ معلومات ڈیڑی کو بیچ دوں گا۔ مجھے
تو رقم ملنی ہی نہیں۔ چلو حکومت کا ہی نام لے کر جاؤ گے۔ عمران
نے بھی فیاض کی طرح ہی منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔

معلومات!۔ کیسی معلومات؟ سوپر فیاض نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔

یہی ستنے کھٹتے والے ڈیولپمنٹ بینک میں ایک کھانے کی جو کہ
میں نے حالہ رضا کے نام سے کھولا گیا ہے۔ اور جہاں تک مجھے یاد
ہو کہ یہ نام تمہاری والدہ ماجدہ کا تھا جنہیں وفات پانے بھی عرصہ
ہو گیا ہے۔ عمران نے بڑے مصمم سے بوجھ میں کہا اور
سوپر فیاض عمران کو یوں دیکھنے لگا جیسے کرسی پر عمران کی بجائے کوئی
بجرت بیٹھا ہو۔

یہ بتاؤ عمران!۔ آخر تمہیں یہ معلومات کیسے مل جاتی ہیں؟
سوپر فیاض کا لہجہ واقعی ایسا تھا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران کوئی بہت
بڑی ہوتی ہے۔

یہ پیشہ ورانہ راز ہے۔ ویسے تم دوست ہو اور مشکل وقت
کا کام آنے والے دوست ہو اس لئے پہلو بٹاؤ۔ تم
نے اس کھستے پر ضمانتیں جن جگہ افسر کی درج کرائی ہے۔ وہ افسر
دوست ہے۔ کل اس سے ہوائی شیڈان میں ملاقات ہو گئی
ہاں توں باتوں میں تمہارا ذکر مل نکلا۔ اور پھر ظاہر ہے اس اکاونٹ

دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ بڑے اطمینان سے سوپر فیاض کے
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ محترم خان اب فیاض کو
وہاں سے جگہ دیں گے۔ کیونکہ جب ان کا غصہ دانی گرڈ پر پہنچتا ہے
تو پھر اس کا علاج یہی ہے کہ وہ تنہا ہو جائیں اور ہوا بھی ایسے ہی
عمران سوپر فیاض کے دفتر میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ سوپر فیاض کمرے
میں داخل ہوا۔

یہ آخر تمہیں مصیبت کیا ہے۔ تم مذاق کرنے سے باز رہنا
اچھے۔ فیاض نے سحر عمران کا غصہ عمران پر بھارتیہ کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

باز کا یہاں کیا کام سوپر فیاض!۔ وہ بیچارہ تو آسمان پر اڑ
چڑیاں تلاش کرنا پھر رہا ہوگا۔ البتہ یہاں تو گدھ وغیرہ پائی جاسکتی
ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

تم آج صبح صبح ادھر کہاں آچکے۔ سوپر فیاض نے اپنی
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

یار!۔ آج سیوان نے ناشتہ دینے سے جواب دے دیا۔
بڑی منت۔ خوشامد کی۔ لیکن تم جانتے ہو کہ وہ آخر ڈیڑی کا بار چار
ہے۔ بس کروگیا تو کروگیا ہی گیا۔ مجبوراً مجھے ہی فرمان کرنا
پڑا۔

کار میں پٹرول بھی کم تھا۔ بس تمہارے دفتر تک آنے
اور پھر یہاں سے کسی پٹرول پمپ تک جانے کا تھا۔ میں نے
سوچا کہ چلو مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے ہیں۔ عمران
نے مسکے سے بوجھ میں کہا۔

میں سوچ سوچ کر جھوٹا ہی ختم ہو جائے گی۔ ہر آنکھ کا ریت
میں کارڈ پر پڑھتا ہوں گا اور حساب جوڑتا رہوں گا۔ اور آنا تو
تم جانتے ہی ہو کہ میں حساب میں بڑا کمزور ہوں۔ اس لئے تمہارا
ساتھ جانا ضروری ہے کہ میں اعلیٰ نمان سے ناشتہ کروں اور تم بل جوتے
رہنا۔ کیا خیال ہے؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
لیکن میں نہیں جا سکتا۔ تمہارے ڈیڈی نے میری جان کھا
دیکھی ہے کہ فوراً پورٹ تیار کر کے پیش کر دو کہ گنتی عورتیں پچھلے ایک
بغضتے میں شہر میں ایسی فوت ہوئی ہیں جن کی لاشیں غیر ملک کو بھیجی
گئی ہیں۔ سو پر فیاض نے منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔
عورتیں مری ہیں اور لاشیں غیر ملک کو بھیجی گئی ہیں۔ مسکرا
مضب۔ کیا ڈیڈی نے ریٹائر ہوئے کے بعد عورتوں کے کشتہ و فتن
کے اشتکات کا ادارہ کھولنے کا پروگرام تو نہیں بنایا؟ عمران نے
واقعی حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

تمہیں نہیں معلوم کہ ہم کس عذاب میں آتے رہتے ہیں۔ ایک
مفتے پہلے ویشن کا دامن میں ایک ایسی لاش پکڑی گئی ہے جس سے
پیش کے اندر نشیات بھری ہوئی تھی۔ اور یہ عورت کی لاش تھی
اور اسے پاکویشا سے ویشن کا دامن جو اجا جا رہا تھا۔ عورت بھی
غیر ملکی تھی۔ جب اس رپورٹ پر یہاں تحقیقات کی تو کچھ پتہ نہ چل
سکا۔ نہ اس عورت کے کوائف کا۔ اور نہ اس کے بھینے والوں کا۔
سب پتے فرضی پچھلے۔ سو پر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
وہ عورت تو اصلی تھی؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

کی بات بھی سامنے آگئی۔ اب اس غریب کو کوئی پتہ کہ میرا تو پیشہ ہی
دلانی ہے۔ عمران نے کہا۔ اور سو پر فیاض ایک غویل سا
کے کرکری کی پشت سے ٹک گیا۔
ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ جہاں بھی جا کر کوئی کام کرو۔ وہاں
تمہارا کوئی نہ کوئی دوست بھی نکل آتا ہے۔ اور پھر وہ تم
بل بھی لیتا ہے اور سب کچھ تمہیں بتا بھی دیتا ہے۔ آخر وہ
کرے کیا۔ سو پر فیاض نے واقعی رو دینے والے لمحے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

معلومات غریب لیا کرے اور کیا کرے؟ منافع بخش دھندہ
ہے۔ اب دیکھو کہ جیسے ہی ڈیڈی کو پتہ چلے گا۔ اکاؤنٹ میں موجود
لاکھوں روپے حکومت کو فراست ہو جائیں گے۔ تمہارے خلاف
انکوائری شروع ہو جائے گی۔ نوکری سے ڈسبس ہو جاؤ گے۔
شرکیں نہ پتہ چھوڑ گے۔ چڑچڑی بھی کسی نے نہیں رکھنا۔ آج کل
ویسے بھی بے روزگاری کا دور ہے۔ اس سے بہتر یہ سودا نہیں
کہ گنگڑا سا ناشتہ کراؤ۔ کار کی ٹینگی پٹرول سے فل کراؤ۔ اور لبر
معاذ ختم۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے۔ تم فجر سے رات کو اور جا کر ناشتہ بھی کرو اور
پٹرول بھی ڈلو اور۔ میری جان چھوڑو۔ فیاض نے حاش
پیشے ہوئے کہا اور جیب سے جڑ نکال لیا۔
سو دی سو پر فیاض! میں اکیلا ناشتہ کرنے کا قائل نہیں
تو میں ساتھ بلتا ہوں گا۔ اور پھر پٹرول میں ناشتہ۔ میری تو بل کے بارے

چند لمحوں بعد عمران کی کار آسے لئے ہوتے ہی کدوڑ کی عمارت سے باہر نکل آئی۔

یہاں قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے وہاں ناشتہ اچھا ملتا ہے۔ فیاض نے ایک سہتے سے قریبی ریسٹوران کا نام لیتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں! میرے چھپے صوف شاذن کا ناشتہ لینے کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے پجوم میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا، اور سویر فیاض نے یوں سیٹ کی پشت سے سر نکرا دیا جیسے اس کی ساری جائیداد حکومت نے ضبط کر لی ہو۔

”تم میرا بیڑہ غرق کر اگر ہی دم لو گے۔“ غضب خدا کا شاذن والے تو کیشرے میں۔ وہ تو دس ڈنر کی قیمت میں ناشتہ دیتے ہیں۔ اور پھر اس کا بلک تمہارے ڈیڑی کا گھر اور دست ہے، وہ نقص چودھری۔ اس لئے میں بھی اس کا گلہ نہیں دبا سکتا۔ فیاض نے ردوینٹ والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اب دیکھو نا سویر فیاض! میں تو تمہارے نقصان میں راضی نہیں ہوں۔ آخر تم میرے دوست ہو۔ مشکل وقت میں کام آتے ہو۔ لیکن ان پجوموں کا کیا کروں۔ بڑے مہذب چھپے ہیں۔ شاذن سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لعنت ہے تمہارے ان چھپوں پر! سویر فیاض نے لہجہ پڑھتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ وہ اصلی تھی۔ لیکن یہاں کہاں رہتی تھی۔ کون تھی بہت مرمار، لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اور اب نگر حمان نے جابر عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ کہ فوراً اس گروہ کو تلاش کرو۔ اب تم خود تباہ و کومین انہیں کہاں سے تلاش کروں۔“ فیاض نے تقریباً ردوینٹ والے لہجے میں کہا۔

”اگر نگر حمان ناشتہ تمہارا تو محل میں تباہ دیا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عل!۔۔۔ اوہ۔۔۔ تم ناشتہ کب رہے ہو۔ میں تمہیں ڈنر کا سکتا ہوں۔ جلدی تباہ و کس کا عل۔“ فیاض نے بڑی حرص چمکتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو میرے پیٹ میں بخوبی چھپے جھوک کے مارے قلابا بازار کھا رہے ہیں۔ ناشتے کے بعد وہ اطمینان سے بیٹھیں گے ناچہ بنائیں گے۔ چھری پتہ لگ سکتا ہے۔“ عمران نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”خراٹو تو نہیں کر رہے۔ سویر فیاض نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

”خراٹو!۔۔۔ کیسا خراٹو!۔۔۔ اگر لہجہ نہ آئے تو ایک آؤہ جو ہاں مسئلہ کروں تمہاری طرف۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے آؤ۔ سویر فیاض نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سینڈ پر لٹی ہوئی پی کیپ اٹار کر اس نے سر پر رکھی اور دفتر سے باہر گیا۔

”اے ارے! نہیں غصہ آگیا تو رات بچے میں گزار کر دیں گے۔“
 عمران نے کہا اور فیاض نے اسے زور سے ہونٹ کاٹنے کو خون رس آیا
 عمران اس کی حالت اچھی طرح سمجھ رہا تھا اس لئے وہ اسے مزید چھیڑ
 جا رہا تھا۔ لیکن پھر شرع آگیا اور اس نے لاکر پارک میں موڑ دی۔
 عقلمندی ویر بعد وہ شارٹ کے خوبصورت ہال میں بیٹھ ہوئے تھے۔
 ”یس سر۔“ باور دی ویر نے انتہائی مہذبانہ انداز میں قریب
 آکر کہا اور ساتھ ہی مینو بھی رکھ دیا۔
 ”جوہوں کا ناشتہ لے آؤ۔“ فیاض نے تقریباً دھاتے
 ہوئے کہا۔
 ”جی!۔“ کیا فرما آپ نے۔؟“ ویر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے
 پوچھا۔
 ”دفعہ نہ جاؤ۔“ ناشتہ لے آؤ ایک آدمی کا۔ اور نہ ناشتہ لانا ناشتہ
 ڈرنے لے آؤ۔“ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”یس سر۔“ ویر نے مڑتے ہوئے کہا۔
 ”سنو ویر!۔“ عمران جو اب تک خاموش بیٹھا تھا اب ہلکا ہلکا پڑا۔
 ”یس سر۔“ ویر نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔
 ”صاحب کے لئے تو جو ہے کا ناشتہ لے آؤ۔“ اور میرے لئے
 شیرکا۔“ آج جاری دوستی ہوگئی ہے اور ہم سرکس والوں سے چھپ
 کر یہاں آگئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”جی۔ جی۔“ ویر کے چہرے پر لکھ بٹ لاپٹنے لگی۔ وہ اس
 طرح عمران اور فیاض کو دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ یہ دونوں کہیں

پگل خانے سے تو فرار ہو کر نہیں آئے۔
 ”میں کہہ رہا ہوں ایک آدمی کا ناشتہ لے آؤ۔“ جاؤ۔“ فیاض
 نے زور سے میز پر ہلکا مارتے ہوئے کہا۔
 ”چلو ایک کا ہی سہی۔“ لیکن شیرکا۔“ چہرے کا نہیں۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ویر سر ہلکا ہوا یوں تیزی سے بھاگا
 جیسے پاگلوں سے جان بچا کر بھاگ رہا ہو۔
 چند لمحوں بعد ایک شیر وائر تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔
 ”سر!۔“ آپ نے کہا آؤ وہاں ہے۔“ ویر سمجھ نہیں سکا سر!
 پلیز ذرا وضاحت کر دیجئے۔“ شیر وائر نے بڑے مہذبانہ انداز
 میں کہا۔
 ”کتنی شیر دیکھا ہے۔“ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔
 ”یس سر۔“ یس سر۔“ دیکھا ہے۔“ شیر وائر کی آنکھیں
 جی ویر کی طرح پینے لگی تھیں۔
 ”کہاں دیکھا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”سرس۔“ سر!۔“ چڑا گھر میں۔“ سرکس میں۔“ شیر وائر
 نے بے اختیار سر ہلاتے پھرتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اے ناشتہ کرتے دیکھا ہے۔“؟ عمران نے تیسرا سوال
 کیا۔ فیاض جونٹ بھینچے ہاتھوں میں بیٹھا رہا۔
 ”ناشتہ کرتے۔“ نہیں۔“ نہیں سر۔“ شیر وائر اب
 پوری طرح بوکھلا گیا تھا۔
 ”تو نہیں یہاں شیر وائر کس نے بنا رکھا ہے۔“ جاؤ پہلے

”لعلت بھیجوا سیکے پر۔ میری آدھی ٹخوہ اس نائے میں خرچ ہو رہی ہے اور تمہیں زانچے کی پڑی ہوتی ہے۔“ فیاض نے پھر سے ہونے بچے میں کہا۔ اور جلدی سے جیب سے بھاری اور چھوڑا ہوا بٹوہ نکال کر اس میں سے بڑے نوٹوں کی کافی تعداد پھینچ کر اس کے پیٹ پر جیسے چھینک دی۔
 ویٹرموشی سے واپس چلا گیا۔
 اور اسی لمحے عمران نے اچھٹ پھینچ لیا اور نیکن سے اچھٹ صاف کرنے میں مصروف ہو گیا۔

”کیا ہوا؟“ فیاض نے جھوک کر پوچھا۔
 ”بس یار! یہ شارٹن والوں کا بس نام ہی چڑھا ہوا ہے۔ اچھا ناشتہ نہیں بناتے۔ جھوک جی مرگتی ہے۔ میرے خیال میں اب تم مری ہوئی جھوک کا پیٹ چاک کر کے دیکھو۔ کہیں اس میں تو بارہ لوگوں نے منشیات نہیں بھردیں؟“ عمران نے کہا اور فیاض اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے جھوکا شیر معصوم ہرن کو دیکھ رہا ہو۔

”ت۔ ت۔ ت۔ تم۔ تمہیں آخر مجھ سے دشمنی کیا ہے؟“ فیاض کے منہ کے کونوں نے غصے کی شدت سے جھگ سی پھٹنے لگی۔
 ”دشمنی۔ کمال ہے۔ تم تو میرے دوست ہو۔ اور جس کے تم دوست ہو البتہ اس سے کسی نے کد دشمنی کرنی ہے۔ ہاں تو وہ زانچہ۔ لیکن یار ناشتہ تو خلیک نہیں ہے۔ اب زانچہ کیسے خلیک بنے گا۔ میرے خیال میں فورٹ مارٹن چلا جائے“

”میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔“ سمجھے۔ غصہ خدا کا۔
 بٹول کا پورا کچن ہی ناشتے میں آگیا ہے اور تم ابھی۔۔۔۔۔ فیاض نے فرار کے ہوئے کہا۔

”جاؤ بل لے آؤ۔“ عمران نے فیاض کی سنی ان سنی کرتے ہوئے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر ہٹا ہوا واپس مڑ گیا۔
 ”کیوں!۔“ ناشتے سے پہلے بل منگوانے کا کیا مطلب؟“ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس نے کر مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے۔ میں ناشتے میں مصروف ہو گیا اور تم جھگ گئے تو۔“ عمران نے کہا۔
 ”جلدی کرو۔ اسے ختم بھی کرو۔ میں لے آؤ جی کام کرنے میں۔“ فیاض نے کہا۔

”دیکھو فیاض!۔“ ناشتے کے وقت جلدی کا لفظ استعمال نہ کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ زانچہ جلدی میں غلط بن جائے۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ دو سلاٹس اور ایک انڈیا ہی اس لیے کھایا تھا کہ ویٹر بل لے کر آگیا۔

فیاض نے ویٹر کے اچھٹ سے بل چھینا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک بار پھر غصے اور بے بسی سے پھینچنے لگیں۔
 ”انابل۔ یہ ناشتہ کابل ہے۔ میں تمہاری انکوائری کر آؤں گا۔“ فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ وہ زانچہ۔“ عمران نے ایک اور سلاٹس پر پکھن لگاتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر سر! آپ نے خود تو آڑ دیا تھا“ — ویدر نے اور زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔
”اگر میں آڑ دوں تو کہ اپنے فیئر کو دوست کر کے لے آؤ تو لے آؤ گے۔“
عمران نے کاکٹ کھانے والے بچے میں کہا۔

ویدر نے اس بار کوئی جواب دیتے بغیر خاموشی سے پلٹیں اٹھا اٹھا کر واپس ٹرائی پر رکھنی شروع کر دی۔ جب وہ ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس لے گا تو فیاض نے بڑی طرح چیختا ہوا۔

”اگر تم نے کھانا نہیں تھا تو میری اتنی رقم انہیں دلائے گا ناندہ؟“
سورج فیاض کے دوبارہ پھرے ہوئے بچے میں کہا۔

”تو کیا کرتا۔ تمہارا منہ آنا چھوٹا ہوا تھا کہ جیسے کسی مہاجرین کا پیٹ اور مجھے ایسے چھوٹے ہوئے لوگوں سے بے حد نفرت ہے۔“
یوں گتا ہے جیسے نچلنے اندر کتنے پہلے گناہ پھٹک رہے ہوں گے؟
عمران نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”اس سے تو اچھا تھا کہ تم خود لے لیتے۔“ فیاض جو بدری کے موٹے پیٹ میں توڑ پھس ہاتھ۔“ فیاض اپنا مسند بھول کر اس چکر میں پڑ گیا۔

”موتے پیٹ۔ کیا مطلب!۔“ سرفیاض جو بدری تو بڑا سا مٹ آدمی ہے۔“
عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”خاک مارٹ آدمی ہے۔“ کب دیکھا تھا تم نے اسے؟“
فیاض نے منہ نہاتے ہوئے پوچھا۔

”میں بھی کوئی چار پانچ سال تو ہو گئے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

عمران نے بڑے غصہ سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فیاض اس طرح جھٹکے سے اٹھا کر سی ایک دھماکے سے پیچھے جا گری اور دوسرے لمحے وہ پیر نور زور سے چٹخا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران مسکرا دیا۔

”سورج!۔“ مجھے اس عورت کے کوائف کا علم ہے جس کی لاش سے نشانات ملی ہیں۔“
عمران نے اونچی آواز سے کہا تو نور فیاض نے بیخفت ایک جھٹکے سے مڑا۔ وہ چند لمحے مزٹ بیٹھنے کھڑا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ڈھیلے قدموں سے واپس آکر کرسی پر بارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھ گیا۔

”میں کسی روز خود کشتی کر لوں گا۔“ یہ بات یاد کر کھنا۔“ فیاض نے انتہائی افسردہ سے بچے میں کہا۔

”اچھا!۔“ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ یہ لوسا راناشہ کیا نو۔ امید ہے دوپہر تک خاتہ خواتی کی نوبت آجائے گی۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے دیر کو بلایا۔

”یہ سب لے جاؤ۔“ عمران نے کہا۔
”لیکن صاحب یہ تو سارا۔“ ویدر نے گھبراتے ہوئے بچے میں کہا۔

”ہاں یہ سارا۔“ ایک ایک چیز اٹھا کر لے جاؤ۔“ تم نے مجھے انسان سمجھ رکھا ہے یا ماتی۔“ غصہ خدا کا آنا نانشہ ایک آدمی کر سکتا ہے۔“
بللا کہاں ہے تمہارا عیجر۔“ عمران نے انتہائی غصے سے بچے میں کہا۔

تو اب دیکھو۔ ایسے لگتا ہے جیسے پیٹ میں پورے ایک درجن بچے ہوں۔ فیاض نے کہا۔
 یہ بات ہے۔ پھر تو واقعی رقم اس کے پیٹ میں نہیں جانی چاہیے
 عمران نے کہا کہ اس نے اتنے زور سے میز پر ہاتھ مارا کہ بال میں بیٹھا
 ہوا ہر شخص چونک پڑا۔

عمران نے دوسری بار چپٹے سے بھی زیادہ زور سے مکہ مارا اور بال میں
 موجود ہر شخص کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار ابھر آئے۔ ظاہر ہے
 اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ اس قسم کی حرکت کو کیسے پسند کرتے اور وہ بھی شکار
 جیسے اعلیٰ ترین برٹل میں لیکن عمران تھا کہ مسلسل میز پر مکہ مارے جا رہا تھا
 سب سہرا۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ اعلیٰ سوسائٹی کا برٹل
 ہے۔ اسی لئے دیر نہ ڈر کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔
 اس بار اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار تھے اور چہرے سے
 ایسے ملامتور ہاتھ کا وہ بڑی متعلق سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہے
 ورنہ عمران کو کچا چاہتا۔

برٹل چاہے اعلیٰ سوسائٹی کا ہو یا ادنیٰ سوسائٹی کا۔ جب رقم دے
 دی جائے تو جیسے حق ہے کہ میں اسے جس طرح چاہوں استعمال کروں
 میں اداں گانگے۔ آخر اتنی بڑی رقم دی ہے ہم نے۔ عمران
 نے چپختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر مکوں کی بارش کر دی۔

پلٹر! سب سہرا۔ دیر نہ ہونٹ دانتوں سے کاٹتے
 ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اس میں اتنی محنت تو نہ تھی کہ وہ عزت کا ٹکڑا
 کو زبردستی روک دے۔ جب کہ اس کے ساتھ پولیس کا اتنا بڑا افسر باور دی

بیٹھا ہو۔ اسی لمحے سپر وائزر اور اس کے چھ ممبر بھی جھاگتے ہوئے آگئے۔
 کیا بات ہے سہرا۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ سپر وائزر
 نے عمران جوتے جوتے کہا۔

میز پر مکے مار رہا ہوں۔ کیا شائن میں آنکھوں سے نکلنے آئے
 والوں کو سپر وائزر رکھا جائے ہے۔ عمران نے بڑے مطمئن جیسے
 میں کہا۔

چھوڑو عمران! ختم کرو۔ فیاض جو بے بسی سے بیٹھا ہونٹ
 کاٹ رہا تھا آخر برٹل پڑا۔ اسے لوگوں کی نظروں سے جھکنے والی صاف
 صاف نظر آ رہی تھی۔

کیوں ختم کروں۔ رقم نہیں حلال کرنی۔ جتنی رقم ناشتے میں
 دی ہے اس سے اس میں دس میزیں آسکتی ہیں اور ناشتے میں نے
 صرف ایک پلٹے جتنا کیا ہے۔ لہذا دس میزیں اسی طرح مکے
 مار کر توڑوں گا۔ البتہ ایک پارہ پھوڑوں گا۔ آخر انصاف بھی تو
 کوئی چیز ہے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی زور
 زبور سے مکے مارنے شروع کر دیئے۔

ختم کرو یہ کون! کیا تم نے اس برٹل کو جھگڑنا نہ سمجھ لیا ہے۔
 اسنے میں منبر کے قریب آکر نری طرح چپختے ہوئے کہا۔
 تم منبر پر۔ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔

بال!۔ میں منبر ہوں۔ اور اب اگر تم نے میز پر ہاتھ مارا تو
 دیکھو کہ کب باہر نکلاؤں گا۔ یہ شارٹن برٹل ہے شائن۔ منبر

نے حق کے بل چیتے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر بنجر کا بیج لگا ہوا تھا۔
 "شارٹن کے مدنی جانتے ہو۔ ہماری زبان میں شارٹن جیگنٹا سفا
 کو کہتے ہیں اور اس کے بیج کو جیگنٹا کہا جاتا ہے۔" سمیے جیگنٹا
 کے جیگنٹا۔" عمران نے کہا اور آدھنر عمر بنجر کا چہرہ اس قدر تیزی سے
 مسخ ہوا کہ جیسے ابھی چھٹ رہے گا۔

"اکرم۔" میجر نے مڑ کر بڑی طرح چیتے ہوئے کہا۔
 "آہستہ برو جیگنٹا!۔ کیوں گلا چاڑھ رہے ہو۔ اور نوا اپنے
 اس بٹے جیگنٹا کو جلاؤ۔" برید جیگنٹا۔ واہ جیسے ہیڈ مارٹر ہوتا ہے۔
 عمران نے بات کا مزہ لیتے ہوئے کہا۔

اور میجر غصے کی شدت سے بڑی طرح ناپسنے لگا۔ اسی لمحے ایک
 سینڈوسا نورجان دوڑتا ہوا میجر کے قریب آکا۔ ٹنگ اور آدھے بازوؤں
 والی زبان میں اس کے بازوؤں کی پھیدیاں بھر دیں رہی تھیں۔ اور چوڑا
 سینہ چٹان کی طرح نظر آ رہا تھا۔
 "میں کس۔" اکرم نے قریب آکر کہا۔

"اس جیگنٹا کو اٹھا کر بڑل سے باہر پھینک دو۔ اور سنا! جا کر
 سرفضل چوہدری سے کہو کہ علی عمران آیا ہے اور وہ تمہیں ال میں جلا رہا
 ہے۔ جلدی جاؤ۔" اباؤٹ ٹرن اینڈ لوک مارچ۔" عمران
 نے میجر کے بونے سے پیٹے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ہلچے میں
 بگائے کیا بات مٹی کو اکرم بے اختیار مڑ کر دوڑنے لگا۔

"علی عمران!۔" اودہ!۔ تو تم سرگرم خان کے بیٹے ہو۔" اچانک
 میجر نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں!۔" سرگرم خان میرے والد ہیں۔ سمجھے۔" عمران نے
 غصیلے لہجے میں کہا۔

"اودہ!۔" تو اس لئے آپ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ دیکھئے پلیر!
 یہ اعلیٰ موصاف کی کا جڑل ہے۔" میجر جیگنٹا نے کہے نہ صرف آپ پر
 آگیا بلکہ اب پلیر کا لفظ بھی نعرے کے آخر میں لگ گیا۔

"تم دارالحکومت میں نہ آئے ہو اس لئے اڑا رہے ہو۔ میرا حال
 ابھی وہ تمہارا ہیڈ جیگنٹا آجاتے۔ پھر میں اس سے پوچھتا ہوں کہ
 اس لئے تم جیسے میجر کیوں بھرتی کر رکھے ہیں جنہیں معزز لوگوں سے
 لفظ کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری جناب!۔" مجھے آپ سے تعارف نہ تھا۔ میں
 واقعی پہلی بار دارالحکومت آ رہا ہوں۔ اس سے پہلے میں غیر ملک
 میں رہا ہوں۔ ویسے آپ کا تعارف میرے کانوں تک پہنچ چکا
 ہے۔" میجر نے اس بار گنگھیا ہے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تعارف تمہارے کانوں تک پہنچا ہے۔" عمران نے
 کاسٹ کھلنے والے لہجے میں کہا۔

"یہ کہ آپ بہت احمق۔" اودہ سوری!۔ مطلب ہے کہ آپ
 مسخرے۔" بزم۔" جی۔" وری سوری!۔ میرا مطلب ہے کہ آپ
 بڑی شوخ طبیعت کے مالک ہیں۔" میجر نے بڑی طرح پھنسنے
 ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس سے تعارف ہے۔" رینڈرلی، ٹیلی فون بورڈ کا پرنسپل
 لگا لگا مشرب ہے۔ دیکھو! کس طرح اپنی بے عزتی کروانے کے باوجود

عمران نے کاٹ کھانے والے بچے میں کہا۔
 پانچ ہزار کابل۔ — میں سلاٹیں اور ایک انڈے کا۔ کیا
 مطلب۔ — میں سمجھا نہیں۔ — سرفضل چودھری دانسی حیران
 رہ گئے۔

پوچھ لیجئے اپنے ویٹر سے۔ — میں نے تین سلاٹیں اور ایک
 انڈا کھایا ہے۔ — اور اس نے پانچ ہزار روپے وصول کئے ہیں
 یا نہیں؟ — عمران نے منہ ہاتھ دھوئے۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں میٹر؟ — کیا تم میرا جوتل بند کرنا چاہتے ہو؟
 سرفضل چودھری کے بچے میں بے پناہ غصہ تھا۔

جب ا۔ — انہوں نے پانچ ہزار روپے کے ناشتے کا آرڈر دیا تھا
 اور پھر کھانا صرف تین سلاٹیں اور ایک انڈے۔ — باقی ناشتہ واپس
 کر دیا۔ — ویٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

یہ تمہارے ملک تو شاید پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتے ہیں۔ ان کا
 پیٹ دیکھا ہے۔ — میں نے پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتا ہوں۔
 میرا پیٹ تو کمر سے لگا ہوا ہے۔ — عمران نے برا سامنہ
 بناتے ہوئے کہا۔

میٹر؟ — عمران کو ساری رقم واپس کر دو۔ — یہ چارے بہترین
 دوست کا بیٹا ہے۔ گو ملائق اور بے ادب ہے۔ لیکن ہمیں
 سڑک خان کا منہ دیکھنا ہے۔ — اور آئندہ جی جیہ کھایا کرے اس
 کابل نہ لیا کرو۔ — سرفضل چودھری نے منہ ہاتھ دھوئے
 تحقیق کر کے سب سے کہا اور میز پر سے واپس مڑ گئے۔

منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھا ہے۔ — عمران نے سوہنیاؤں کی
 اشارہ کرتے ہوئے کہا جو تنہا کیوں خاموش اور صمت بیٹھا ہوا تھا
 وہ نفسیان طوری پر اسے اپنی رقم کا انتقام سمجھ رہا تھا۔

اسی لمحے ایک انتہائی مٹا آدمی چھڑی ننگا ہوا ایک راہداری
 اندر داخل ہوا۔ اس نے بچہ تعینت لباس پہن رکھا تھا اور جال و حال
 اور شکل و صورت سے ہی انتہائی متمول نظر آ رہا تھا۔ چھڑی کے پکڑ
 والا حصہ خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔

اس مرنے آدمی کے پیچھے وہ سینڈو اکرم بڑے موڈ بانہ انداز میں
 چل رہا تھا۔ یہ شارٹ جینس عظیم الشان جوتل کا ملک اور دار الحکومت
 کا مشہور آدمی سرفضل چودھری تھا۔ جس کے متعلق مشہور تھا کہ اس
 کے تعلقات صدر ملک سے اس طرح کے ہیں کہ اگر وہ صدر کو اشارہ
 کر دے تو صدر روزِ غم سے اسٹیفے لگا لیں۔

کیا بات ہے مشر میٹر؟ — آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟
 سرفضل چودھری نے بے کوہنگامہ بے جہت میں کہا۔

یہ مجھے میز پر تنگ مارتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ — عمران
 نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ زور زور سے میز پر تنگ
 مارنے شروع کر دیئے۔

اوہ یہ کیا کر رہے ہو تم۔ — کیا پاگل ہو گئے ہو؟ — سرفضل
 چودھری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

پاگل نہ ہوں تو اور کیا کروں۔ — میں سلاٹیں اور ایک انڈے
 کا بل پانچ ہزار روپے آئے تو پھر پاگل پن میں کوئی شک رہ جاتا ہے

لی تھی اور اس کا ذہن بار بار زیر و لوٹانٹ کی گردان کر رہا تھا وہ منہ نہ لے
کب سے مرنے کی تاڑ میں تھا۔ اور آج اس کے ہاتھ سرفضل چوہدری
کی کمزوری آگئی تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اب سرفضل چوہدری کے مرنے
پہلے میں موجود تمام دولت خود بخود اس کے جیب میں پھینکے گئے گی۔
تنت۔ نت۔ تمہیں زیر و لوٹانٹ کے متعلق کیا معلوم ہے۔ اور
کیسے معلوم ہے۔ سرفضل چوہدری نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا
تھا اس لئے ان کے بچے میں بھی کسی سستی تھی۔

بڑی اچھی فلم ہے۔ میں نے خود دیکھی ہے اور میں نے آپ
کو بھی دیکھا تھا۔ آپ اپنی لیدی سیکرٹری کے ساتھ آکس میں بیٹھے دیکھ رہے
تھے۔ اور آپ کا یہ ہاتھ لڈی سیکرٹری کی نازک کمر میں تھا۔
ویسے میرا دل تو چاہتا تھا کہ بڑی بیگم کو فون کر کے بلا دوں۔ لیکن
پھر میں بے سوچا کہ پلوٹو بڑی کے دوست ہیں۔ معاف کر دو۔ ویسے
فلم کیسی تھی۔ سنا ہے کہ بڑی پانچ فلم تھی۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور سرفضل چوہدری کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا تھا
اور سر پر فاض کا چہرہ بھی دکھ گیا تھا۔

جول تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ سرفضل چوہدری
نے ایک جھٹکے سے کہنے ہوئے ہوئے کہا۔
اسی لمحے میمنج جیب کے کران کے قریب پہنچ چکا تھا۔
اب ضرورت نہیں۔ صرف ان کی رقم انہیں واپس کر دو۔
سرفضل چوہدری نے خشک اور سٹاتہ بچے میں کہا اور چمک لے کر اپنی
جیب میں ڈال کر واپس مڑ گئے۔

پانچ کی بجائے دس لاکھ روپے دینے میں گئے۔ اور جب
میں نے زیر و لوٹانٹ کا ذکر ڈیڑی سے کر دیا تو آپ کی بھانجے ڈیڑی
آپ کا منہ دیکھنے دوڑے آئیں گے۔ عمران نے اونچی آواز
میں کہا اور سرفضل چوہدری اس قدر تیزی سے مڑے جیسے انہیں
لاکھوں ڈیڑی بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

لگ۔ لگ۔ ترکا کہہ رہے ہو۔ تمراٹھو بہاں سے اور
میرے دفتر میں آؤ۔ سرفضل چوہدری کی آواز پکھلت پکھلت مانگنے
جیسی ہو گئی۔ وہ انتہائی خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔
ان کی حالت ایسی تھی جیسے چور اپنے پران کا بھانڈا مچوٹ گیا ہو۔

تمہیں۔ یہیں سووا ہو گا نہیں۔ اسی میمنج پر۔ بلو! دس
لاکھ روپے دیتے ہو۔ یا پھر ڈیڑی کا منہ دیکھنے آؤ۔ یہ تو
آپ کو پتہ ہی ہو گا کہ ایسے معاملات میں ڈیڑی اولاد کو بھی لانا نہیں
کرتے۔ آپ تو صرف دوستی ہی کھیم کرتے ہیں۔ عمران نے
کھٹ کھانے والے بچے میں کہا۔

سس۔ سس۔ سنا۔ تم میرے جیتے ہو۔ میرے جیتے!
جتنے چاہے پیسے لے لو۔ پلیز میمنج! جلدی سے دس لاکھ کا چیک
کاٹ کر لے آؤ۔ اس کا تو پورا ہونے ہے۔ سرفضل چوہدری
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے کرسی گھیسٹ کر عمران
کے پاس بیٹھ گئے۔

فاضل حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سارا مناشہ دیکھ رہا تھا ویسے
اس کا دل ملیوں اچھل رہا تھا۔ اس نے سرفضل چوہدری کی حالت دیکھ

اس دوران پانچ ہزار کی رقم لے آیا تھا۔ سو پر فیاض نے چھپا مارا اور رقم اس کے ہاتھ سے لے کر جلدی سے عمران کے پیچھے چل پڑا۔
 "رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔" ایک ایک سر فضل چوہدری حلق کے بل دھاڑے۔

"یہ رعب اپنے ملازموں پر جھڑا کیجئے سر فضل چوہدری! میں آپ کو ملازم نہیں ہوں۔ سمجھو! اور سنو! آج شام سے پہلے خودکشی کر لیا۔ ورنہ عمران نے پھنکا دے گا۔" فیاض میں مڑ کر کہا اور تیزی سے من گیسٹ کراس کر کے باہر نکل آیا۔ فیاض بھی اس کے پیچھے تھا۔

"یہ تمہیں آخر کس قدر معلومات کیسے مل جاتی ہیں۔ مجھے تفصیل ساف جلدی سے ملین۔ میں اس موٹے کا ایسا پیٹ چھانوں گا کہ فیاض نے تیر تیز قدم اٹھاتے ہوئے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"جلدی سے نکل چلو۔ تمہاری رقم مل گئی اور میں نے ناشتہ مفت کر لیا ہے۔" پس اتنا ہی کافی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ فیاض نے دوسری طرف کی سیٹ منجالی اور عمران نے گاڑی اٹھائی۔ بڑھا دی۔ بڑوں کے گیسٹ سے نکل کر وہ تیزی سے دائیں طرف کو مڑ گیا۔

"سر فضل چوہدری! جانتے دھندوں میں غوث ہے، اور تمہیں سب اطلاعات ہیں۔" پلیز مجھے بتاؤ۔" فیاض ابانہ عودہ

"تو ٹھیک ہے۔ بڑی بگم کو وہ غم پہنچا دیتا ہوں۔ کروڈ جالا۔ پہلی منزل والی۔" عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سر فضل چوہدری ایک بار پھر جھٹکے سے مڑے۔

"تست۔ تم۔ تم کیا بلا ہو۔ کیا مصیبت ہو؟" سر فضل چوہدری کے لہجے میں شدید بے بسی نمایاں تھی۔

"مجھے معلوم ہے یہ بڑوں اور باقی عیال و آدم کی والدہ بڑی بگم کی ملکیت ہے۔ اور وہ ملازج کی انتہی سخت پس کر جب وہ قسم دیکھیں گی تو آپ کو زندہ دفن کرنے سے بھی نہ چوکیں گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ تم زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو۔ یہ لوچیک اور دھن ہو گا اور کہاں سے۔ اور سنو! آجندہ اگر میں نے تمہارے منہ سے ایسے الفاظ سنے یا تم نے کوئی حرکت کی تو یقیناً کرو دوسرے ساتھی نہ لے سکو گے۔" سر فضل چوہدری نے انتہائی تفصیل لہجے میں کہا۔

"اور تو دھکی بھی ساتھ دی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب کوئی غیر ترین سوئیہ رکھنا نہیں ہے۔" عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سر فضل چوہدری کی آنکھیں خوف سے پھٹی پھٹی گئیں، ان کا چہرہ سیکھت اس طرح زرد پڑ گیا تھا جیسے وہ صدیوں کے رعب ہوں۔

"یہ لیجئے اپنا چیک۔" عمران نے چیک کو پھاڑ کر سر فضل چوہدری کے سینے پر اچھا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سپر وائر

پر اتر آیا۔ اچھا تو نہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ واہ میرے شیر! اب تم اخبار میں تبدیلی نام کا اشتہار دے دو۔ سوپر گھاسٹ بہترین رہے گا۔ عمران نے کار چلاتے ہوئے کہا۔
 بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ فیاض نے فیصلے

لے لیے میں کہا۔
 بار خود ہی تو کہتے ہو کہ ان عورتوں والا مسئلہ حل کرو۔ جب میں نے حل کر دیا ہے تو کہتے ہو بکواس مت کرو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سوپر فیاض اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی جبروت ہو۔
 اسی لمحے اچانک کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو ایک لمحے کے لئے لوں محسوس ہوا جیسے اسے کسی نے کھولتے ہوئے تیل کے تالاب میں ڈبکی دے دی ہو اور اس کے بعد ذہن سے ہر احساس مٹ گیا۔ تاریک چادر سی ہر طرف چیلٹی چلی گئی موت کی سی تاریکی۔

جولیا بڑے اطمینان سے شاہنگ پلازہ میں شاہنگ کرتی پھری تھی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب ناریخ ہوتی تو شاہنگ کو مکمل کھڑی ہوتی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ غریبی بہت کم۔ لیکن تقریباً ہر دوکان گھومتی۔ شوکیبوں میں سبھی ہوتی ہر چیز کو غور سے دیکھتی نئے سے نئے فیشن کے طبعیات سے لے کر فریومز اور جیرلری وغیرہ دیکھتی۔ ان کی قیمتیں معلوم کرتی۔ اور پھر اطمینان سے سب کچھ چھوڑ کر یوں آگے بڑھ جاتی جیسے وہ صرف جائزہ لینے آئی ہو۔ اسے سیلر مینوں کے اس وقت پہرے دیکھ کر بے حد لطافت آتا جب بولیا اس طرح پوز کرنے کے بعد کہ اس نے بے پناہ خریداری کرنی ہے اچانک سب کچھ چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی۔
 آج بھی وہ اسی طرح وڈو شاہنگ میں مصروف تھی کہ اچانک اسے چائے کی طلب سی محسوس ہوئی تو وہ بازار کے عین درمیان میں

موجود ایک رستوران میں گھس گئی

مجھ کو اس سے دوستی کرنا پڑتا ہے۔
شکر یہ میں نے غیر ملکی نے منگواتے ہوئے کسی پر میٹھے
ہوئے کہا۔

جولیا نافرمانہ — جولیا نے اپنا نام بتایا۔

اودہ تو آپ سوسن ہیں — میرا نام جیمز مرنی ہے اور میں
ایک لینڈ کار چننے والا ہوں — یہاں ایک انجینئرنگ فرم سے
متعلق ہوں — آپ کو میں نے دیکھا تو یقین کیجئے میرا دل زور
زور سے دھڑکنے لگا — جیمز مرنی نے ہنسے ہوئے بولے
میں کہا۔

اچھا! — تو آپ نے ای سی جی کرائی —؟ جولیا نے
منگواتے ہوئے پوچھا۔

ای سی جی — کیا مطلب میں جولیا — میں سمجھا نہیں۔
جیمز نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

جب دل زور زور سے دھڑکنے لگے تو اس کا مطلب یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ آپ پر دل کا دورہ پڑنے والا ہے — چنانچہ
بہتر یہی ہے کہ آپ فوراً کسی مارٹ سپیشلسٹ سے رجوع کریں۔
مجھے سڑ جیمز مرنی! — اور دوسری بات یہ کہ میں فلٹر نہیں
ہوں اس لئے بلتر! — اب یہاں سے اچھڑ کر کسی دوسری میز پر
بیٹھ جائیں — جولیا کا لہجہ سخت سرد پڑ گیا۔

اسی لمحے ویٹر نے چائے اور سینڈویچ لاکر رکھ دیئے اور
یوں انتظار میں کھڑا ہو گیا جیسے وہ جیمز کے متعلق آ کر دینا چاہتا ہو۔

لیس میڈم — ویٹر نے مودبانہ انداز میں پوچھا۔ ظاہر ہے
جولیا شگ و صورت سے غیر ملکی تھی اور ویسے بھی اس وقت اگر
نے ایک شوگر رنگ کا سکرت پہن رکھا تھا۔

چائے لے آؤ اور کچھ سینڈویچ بھی — جولیا نے آدو میر
جواب دیا تو ویٹر اس طرح حیران ہو کر دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین
نہ آ رہا ہو کہ یہ غیر ملکی عورت واقعی اتنی صاف آدو بول رہی ہے۔
"جو میں نے کہا ہے وہ کرو — میری شگ بعد میں دیکھ لینا
بلکہ میں نہیں اپنا فوٹو دے دوں گی۔ جی بھر کر دیکھتے رہنا —"
جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اودہ لیس میڈم — ویٹر نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر
تیزی سے واپس ہٹ گیا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟ — اچانک ایک بھاری سی آواز
سنائی دی تو جولیا نے چونک کر دیکھا۔ میز کے قریب ایک لمبا رنگ
اور خاصا شکیل و وجہ غیر ملکی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر بڑی
فلٹر کشم کی مسکراہٹ تھی۔

اودہ! — تو تم یہاں بھی آپہنچے — ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ اور
مجھے بتاؤ کہ تم اتنی دیر سے میرے پیچھے کیوں چلائے پھر رہے
ہو — جولیا نے منہ نہاتے ہوئے کہا کیونکہ واقعی وہ کافی
دیر سے اس غیر ملکی کو اسے قاتل میں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اس
نے اُسے اس لئے نظر انداز کر دیا تھا کہ شاید وہ اُسے غیر ملکی عورت

”یہ شہاد لوکیاں۔ میں بے صدا چھا دوست ثابت ہوا ہوں؟“
 جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اچھا۔ ویری گڈ!۔ لیکن آسن لوکیوں سے دوستی کے
 بعد تو آپ کا دل بھر جانا چاہیے۔“ جولیانے مسکراتے ہوئے
 کہا۔ ”وہ بھی اب لطف لینے کے موڈ میں آگئی تھی۔“
 ”آپ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بھی یہی محسوس ہوتا تھا۔ لیکن
 جیسے ہی میں نے آپ کو دیکھا۔“ یقین کریں دل پورے کا پورا
 خالی ہو گیا۔“ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”گڈ۔ ویری گڈ!۔ تو آپ جیسے ہیں کہ میں آپ سے
 دوستی کروں۔“ آپ کو اپنی رائٹس نگاہ پر بلاؤں؟۔ جولیانے
 نے دوسرا سینڈویچ کھاتے ہوئے پوچھا۔
 ”یہ میری خوشکس بچی ہوگی میں جولیان؟۔“ جیمز نے خوشی
 سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔
 ”اور کے!۔ آپ شام کو کنگ روڈ فیلڈ نمبر دو سو پچاس
 وہاں میرا ملازم علی عمران اور باہرچی سیماں میں سے کوئی نہ کوئی
 ضرور موجود ہوگا۔“ اگر میں نہ موجود ہوں تو آپ وہاں میرا انتظار
 کریں گے۔ میں بہر حال آجاؤں گی۔“ جولیانے شرارت
 بھرے لبوں میں کہا۔
 ”کنگ روڈ۔ فیلڈ نمبر دو سو۔“ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا یہ
 فیلڈ بہت بڑا ہے کہ آپ کا ملازم بھی وہیں رہتا ہے؟۔“
 جیمز نے ہنستے ہنستے پوچھا۔

”یہ دل کے مرض میں اس لئے ڈاکٹر نے انہیں کھانے سے
 منع کر دیا ہے۔“ تم جاؤ۔“ جولیانے مسکراتے ہوئے
 اور دیر سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔
 ”آپ کی شہادنگی مجھے بے حد پسند آتی ہے میں جولیان۔
 ویسے مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ چائے پی رہی
 جب کہ سوسن لوکیاں تو شیر پی پانی کی طرح پیتی ہیں۔“ جیمز
 بھی شائد پرے درے کا ڈھیٹ واضح ہوا تھا۔
 ”میں سوسن لوکی نہیں ہوں مشر جیمز مرنی!۔“ پاکستانی ہوں
 یہاں کی شہری ہوں۔ سمجھ گئے۔“ جولیانے کہا اور پھر اعلیٰ
 سے سینڈویچ کھانے میں مصروف ہو گئی۔
 ”اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن یہاں آپ کیا کرتی ہیں؟۔“
 جیمز نے حیرت بھرے لبوں میں کہا۔
 ”یہاں میں ایک فرم میں سٹینڈنگرافر ہوں۔“ جولیانے چاہے
 کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اوہ تو یہ بات ہے۔“ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ
 رائٹس نگاہ پر آسکتا ہوں۔ یقین کیجئے مجھے سوسن لوکیاں
 پسند ہیں۔ میں کافی عرصہ سوشلائز لینڈ میں رہا ہوں۔“
 واضحی ایک نمبر ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔ یا پھر ان کی معاشرت
 ایسی تھی۔
 ”کتنی لوکیوں سے آپ کی دوستی رہی ہے؟۔“ جولیانے
 نے پوچھا۔

”اوسے چھ کھروں والا لکڑی فلیٹ ہے۔ ملازم بے چارہ
 احسن سا آدمی ہے۔ پڑا رہتا ہے ایک کونے میں۔ اور
 باورچی نظر سے چھٹی میں بڑا ہے۔ لیکن ہاں ایک بات
 ڈول کر میرا غلام علی عمران عقل سے بالکل خالی ہے۔ وہ ہر دوسرے
 بڑی کہتا رہتا ہے کہ میں اس فلیٹ کا مالک ہوں اور سلیمان میرا مالدار
 ہے۔ آپ اس کی باتوں پر کان نہ دھری بلکہ اس سے سخت
 سے بٹل آئیں۔ جیسے ہی آپ سختی کریں گے وہ یہ جانو جائے
 گا۔ آخر آپ میرے دوست ہیں۔“ جولیانے پورا ڈرامہ مکمل
 کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”کتنے نیچے پہنچوں۔“ جیمز نے دانت نکالتے ہوئے کہا
 ”میں ڈیوٹی سے آٹھ بجے فارغ ہوتی ہوں۔ آپ سائے سے
 نیچے پہنچ جائیں۔ کیونکہ اگر میں پہلے فلیٹ پر پہنچ جاتی تو پھر میری
 عادت ہے کہ میں بعد میں آئے والے سے کسی صورت نہیں ملتی
 پس یہ میری عادت ہی ہے۔ اور ہاں! اگر آپ پہلے وہاں
 پہنچ گئے تو پھر غائب ہو گئیں ہوں گی اور جو سکتا ہے کہ میں رات کو
 بھی آپ کو واپس نہ جاتے دوں۔ کیونکہ کل دفتر سے جیسی ہے۔“
 جولیانے پوری طرح شرارت پر آمادہ ہو چکی تھی۔

”اور شکریہ جو جولیانے! آپ واقعی بہت اچھی ہیں۔ آپ
 کے ہیں بیٹھے سکے بعد جانے کو دل ہی نہیں چاہتا۔“ بہر حال
 میں ٹھیک ساڑھے سات بجے پہنچ جاؤں گا۔ اُد کے۔ ٹھیک نو
 جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر آٹھ گھنٹہ کی تری سے

گیت کی طرح بڑھ گیا۔ جولیانے بیٹی ہوتی شرارت بھرے انداز میں
 آئے جا آہوا دیکھ رہی تھی۔ وہ قصور ہی قصور میں اس پرکوشش سے
 لطف اندوز ہو رہی تھی۔ جب جیمز عمران کے پاس پہنچے گا اور پھر
 اس سے سختی سے بھی پیش آئے گا اور اپنے آپ کو جولیانے کا دوست
 بھی بتائے گا۔ پھر صبح لطف آئے گا۔ اس نے ویسے فیصلہ کر لیا تھا
 کہ وہ ٹھیک ساڑھے سات بجے پہلے دروازے سے اندر داخل ہو
 کر ان کی باتیں چُھب کر سننے لگی۔ یہ سوچتی ہوئی وہ اٹھی اور اس نے
 بل ادا کیا اور پھر سیڑھوں سے باہر نکل کر وہ اس پارنگ کی طرف
 بڑھ گئی جہاں کسی کی کار موجود تھی۔ اس نے جیمز کو کون انکھینوں سے
 تلاش کیا لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے کار نکالی اور سیدھی
 اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔

کار جولیانے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گراج میں بند کی اور
 پھر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر چل دی۔ لاک کھول کر وہ فلیٹ میں
 داخل ہوئی اور پھر لباس بدلنے کے لئے ہاتھ دھو میں چلی گئی۔ اور
 پھر ہاتھ دھو سے واپس آکر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا لیا اور
 عمران کے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔ وہ صدف یہ کنفرم کرنا
 چاہتی تھی کہ عمران آجکل شہر میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ خود کی دیر
 تک مضمونی نہ کرنے کے بعد دوسری طرف سے ریسیور اٹھا لیا۔

”کون صاحب ہیں۔“
 ”سلیمان! میں جولیانے کی بات کر رہی ہوں۔“ عمران کہاں ہے؟
 جولیانے کہا۔

دوسرے لمحے وہ نرمی طرح چونک پڑی۔ دروازے پر جیمز
انہد میں مکین گن لئے کھڑا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی جیمز انتہائی تیزی سے جولیا کو دھکیلتا ہوا اندر
آتا اور اس کے پیچھے ایک اور غیر ملکی بھی اندر آگیا۔ جیمز کے ہاتھ میں
ایک عجیب ساخت کا ہتھیار تھا۔

ہوں تو تم یہاں رہتی ہو۔ اور مجھے دلچ دے کر کہیں اور
بھیجا جاسکتی تھی۔ جیمز نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے
پر اس وقت ایسی سختی اور مسخ کی تھی کہ جولیا ایک لمحے میں سمجھ گئی
کہ جیمز کا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے۔

کیا مطلب؟ تم اس طرح یہاں کیوں آتے ہو؟ جولیا
کے دانتوں سے جھڑپ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

مجھے سوئٹزرلینڈ میں تمہارے رشتے داروں کا پتہ چلے گیا ہے۔
جیمز نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

لیکن کیوں؟ وجہ؟ جولیا نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔
وجہ اور کیوں کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔ جو کچھ میں پوچھ رہا

ہوں وہ بتاؤ تو شاید میں تمہیں کچھ کہے بغیر واپس چلا جاؤں۔ درجہ
میں زبردستی بھی کر سکتا ہوں۔ جیمز کے لہجے میں بے پناہ کرختی
غور کر آتی تھی۔

سنو جیمز! یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ تم مجھے کوئی عام لڑکی نہ سمجھ
لینا۔ میں زندہ رہنے کے گڑ جانتی ہوں۔ البتہ اگر تم اپنے سوال

کی کوئی معقول وجہ بتاؤ تو شاید میں پتہ بھی بتا دوں۔ جولیا نے

معلوم نہیں میں صاحبہ!۔ آجکل میں وہ آوارہ گردی کر رہی
ہوں۔ صبح ناشتہ کر کے نکلے ہیں۔ پھر ان کی کوئی اطلاع

نہیں۔ سلیمان نے جواب دیا۔
شام کو کتنے بجے تک آج آئے۔ جولیا نے پوچھا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مرضی کے مالک ہیں۔ سلیمان
نے اکتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اوکے۔ اچھا سنو!۔ آج شام ساڑھے سات بجے ایک
شخص جیمز مرنی آئے گا۔ عمران سے ملنے۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع

ملی ہے۔ وہ کوئی تھوڑا کلاس ٹائپ آدمی ہے اس
اس کو فلیٹ سے ہٹا دینا۔ جولیا نے کہا اور ریسور رکھ دو

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اب وہ امریکہ
طرح کل ہو چکا ہے۔ اب جیمز انہیں ملازم سمجھے گا اور وہ اس

جنگل کی کوشش کریں گے۔
ابھی جولیا یہ سوچ رہی تھی کہ کال بیل بجنے کی آواز سن

دی۔ اور یہ آواز سن کر جولیا چونک کر اٹھی اور دروازے کی طرف
بڑھ گئی۔

کون ہے؟ جولیا نے منت لہجے میں پوچھا۔
آپ کا ٹیلیگرام ہے مس۔ سوئٹزرلینڈ سے۔

یہ ایک مودبانہ سی آواز سنائی دی۔
سوئٹزرلینڈ سے میرا ٹیلیگرام۔ جولیا نے حیرت

بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چٹخنی کھول کر دروازہ کھ

گیا تھا کہ اس کا عقیقی حصہ کھٹا ہوا اور بیٹھیلوں کے ساتھ بالکل ملحقہ تھا۔ مادرِ جولیا کو اٹھائے دیگن کے عقیقی حصے میں داخل ہوا اس نے اُسے سیٹ پر لٹا کر ایک طرف پڑا کھل اٹھا کر اس پر ڈال دیا۔ صرف جولیا کا چہرہ کھٹا ہوا تھا اور پھر وہ تیزی سے واپس پلٹا اور دیگن سے اتر کر اس نے عقیقی دروازہ بند کر دیا۔ جولیا مفطورج حالت میں پڑی یہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ گھس کون ہیں اور کیوں سوئزر لینڈ میں اس کے رشتہ داروں کا پتہ پوچھنا چاہتے ہیں اس سے ان کا اصل مقصد کیا ہے اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آ رہی تھی البتہ اُسے اتنا مزور معلوم ہو گیا تھا کہ مادرِ جولیا جیمز کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے کیونکہ مادرِ جولیا جس ہسپتال سے اُسے مفطورج کیا تھا وہ انتہائی جدید ترین مفطورج عام مجرم اس قسم کے ہتھیار نہیں خرید سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے جیمز کی آنکھوں میں سے جھپکنے والی شیطانی ٹپک کا بھی احساس ہوا تھا اور اس ٹپک کی وجہ سے جولیا کا دل ڈوبا جا رہا تھا کیونکہ وہ مرد کی آنکھوں سے جھپکنے والی اس شیطانی ٹپک کے معنوں سے ابھی طرح واقف تھی۔

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
تو تم نہیں بتانا چاہتی۔ مادرِ جولیا۔ جیمز نے کہا اور ساتھ وہ اپنے ساتھ کھڑے سامتی سے مخاطب ہوا۔
نیش مارٹر۔ مادرِ جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوا سفلیتی، مادرِ جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہسپتال کا تحریر ختم رزدا میں دبا دیا۔

دیوالور سے نہ کوئی دھماکہ ہوا اور نہ ہی کوئی گولی نکلی بلکہ دھوپ کا ایک مخروطہ سا مکمل کریدھا جولیا کی ناک سے ٹکرایا اور پھر حکم جھپکنے میں جولیا کا جسم بکھنٹ شل سا ہو گیا۔ اُسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ ریت کی خالی برتی پوری کی طرح اپنی ٹانگوں نیچے گر رہی ہو۔

دوسرے لمحے مادرِ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر سبغالا اور اٹھا کر کاندھے پر ٹال لیا۔ جولیا کا جسم مفطورج ہو چکا تھا گو اس کی آنکھیں کھلی تھیں ذہن کام کر رہا تھا لیکن وہ نہ خود اپنے جسم کو حرکت دے سکتی تھی اور نہ بول سکتی تھی۔

تم اسے لے جا کر دیگن میں ڈالو۔ میں یہاں کی تلاشی لے کر رہا ہوں۔ شاید ہمیں اپنے مطلب کی چیزیں یہیں مل جائیں جیمز نے کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ اماردی کی طرف رخ مارتا جولیا کو کاندھے پر ڈالے غلیٹ سے باہر نکلتا اور تیز رفتاری سے بیٹھیاں اتر کر شریک رہا جہاں ایک بند باڈی کی دیگن موج تھی۔ دیگن کا پھیلا دروازہ کھٹا ہوا تھا اور دیگن کو اس طرح پارک

افراد کے بیوش ہوتے ہی ہم منصوبے کے مطابق فوراً پہنچے۔ اور انہیں اپنی آئیڈیولینس میں ڈال کر یہی ظاہر کر کے کہ ہم انسانی جنرل ہسپتال سے ہے۔ انہیں ساتھ لے کر بلو جاؤں گے۔ ہسپتال سے۔ ہم نے تعاقب کا خیال رکھا۔ کوئی تعاقب میں نہ تھا۔ اہلکار نے منصوبہ کے مطابق کار کو ٹریفک ٹرک کے ساتھ بانڈھ کر ایک دوران علاقے میں چھوڑ دیا ہے۔ کار کی تلاشی کی گئی ہے لیکن اس میں کچھ موجود نہیں ہے۔ کوئی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور کہے۔ انہیں سڑا لگ روم میں رکھو۔ میں تھوڑی دیر بعد پہنچ جاؤں گا۔ میں خود ان سے پوچھ کچھ کروں گا۔ ان نے کہا اور ساتھ ہی ریسورڈ رکھ کر اس نے پہلے اپنے سامنے ٹھکی ہوئی فائل بند کر کے میز کی دراز میں رکھی اور پھر دوبارہ ریسورڈ اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

نیس ہوٹل شائن۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔ سرفصل چوہدری سے بات کراؤ۔ میں ٹوک بول رہا ہوں۔ اس نے باؤنڈ لہجے میں کہا۔

اودہ اس صبر!۔ ہو لڈ ان کریں۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور اس نے ہونٹ پھینچ لئے۔ نیس چوہدری سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد سرفصل چوہدری کی آواز سنائی دی۔

ٹوک بول رہا ہوں مشر چوہدری!۔ ٹوک نے کزخت لہجے

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ایک بھاری چہرے والے غیر ملکی نے اٹھ کر ریسورڈ اٹھا لیا۔ نیس۔ بھاری چہرے والے کے لہجے میں فطری کزختگی موجود تھی۔

ٹوٹی بول رہا ہوں ہاں!۔ شائن ہوٹل والے دونوں افراد کو اغوا کر کے بلو جاؤں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔ تفصیل بتاؤ۔ ہاں نے اسی طرح کزخت لیکن سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

ہاں!۔ آپ کا حکم ملتے ہی ہم نے پہلے ہی پلاننگ کر لی تھی۔ جیسے ہی ان کی گاڑی چارے سے مطلوبہ سپاٹ پر پہنچی ہم نے کار پر سائیکل ورائڈ فائر کر دیا۔ اودہ کار جام ہوئے اور اس میں موجود دونوں

وہ میرا۔ یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوا۔ زیرو پوائنٹ
 ایک فلم ہے جسے دیکھتے ہوئے اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ میرا
 وہ میری سیکرٹری سامتہ تھی۔ اور میرا۔ آپ جانتے ہیں کہ
 اگر میری والدہ کو علم ہو گیا تو وہ مجھے قاتل کر دے گی۔ وہ
 بے حد سخت مزاج ہے۔ وہ اسی کی دھکی دے رہا تھا۔ اور
 سہرا۔ کو مینی مینجرین سو تیرہ پہلے میری نشاط گاہ تھی۔ آپ
 کی تعلیم میں شامل ہونے کے بعد وہ کو مینی میں نے تعلیم کے حوالے
 کی ہے۔ اُسے موجودہ پوزیشن کا علم نہیں ہے سر۔
 بر فضل چوہدری نے تیز تیز بلبے میں خواب دیا۔
 جھک ہے۔ فی الحال نو میڈیا اٹلینان ہو گیا ہے۔ لیکن
 میں اس کی مکمل انکوائری کراؤں گا۔ ویسے فوری طور پر میں
 نے زیرو پوائنٹ اور کو مینی مینجرین سو تیرہ کو بند کرنے کے احکامات
 جاری کر دیئے ہیں۔ تم محتاط رہنا۔ ڈک نے اس بار
 تو دے نرم بلبے میں کہا اور پھر ریسور رکھ دیا۔ ریسور رکھ کر اس نے
 انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔
 یس کس! ایک مراۃ آواز سنائی دی۔
 راجت کو حکم دے دو کہ سر فضل چوہدری کا خاتمہ کر دے۔ اور
 ایکسیڈنٹ شو کیا جائے تاکہ انکوائری نہ ہو سکے۔ ڈک نے
 کرخت بلبے میں کہا۔
 سر فضل چوہدری سر۔ ہوٹل شارٹن والا سر۔ دوسری طرف

میں کہا۔
 "اوہ یس کس! حکم ہے۔" سر فضل چوہدری کا لہجہ
 یکسویت بیسیک مانگنے جیسا ہو گیا۔
 "مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج صبح تمہارے ہوٹل میں دو افراد
 آئے تھے جن میں سے ایک سنٹرل ایشی جنس کا سپرٹنڈنٹ تھا
 دوسرا کوئی علی عمران۔ انہوں نے وہاں کھلے عام زیرو پوائنٹ
 اور کو مینی مینجرین سو تیرہ کا ذکر کیا۔ اور پھر تم نے انہیں نہ
 زندہ سلامت بھیج دیا۔ بلکہ مجھے رپورٹ ہی نہیں کی۔
 کا لہجہ بلبے پناہ کرخت ہو گیا۔
 "اوہ! اوہ! سر میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کو تفصیل
 بتاؤں۔ لیکن ایک پارٹی آج صبح ملی تھی جسے بات نہ ہو سکی
 وہ سہرا! علی عمران یہاں کی سنٹرل ایشی جنس کے ڈائریکٹر ہیں
 سر رحمان کا لڑکا ہے۔ ناخلف اور احمق سا نوجوان ہے
 سر رحمان نے اُسے گھر سے نکالا ہوا ہے اور وہ سو پر فاضل
 دوستی کر کے اس سے خرچہ وغیرہ لے کر گذارہ کرتا ہے۔
 وہ بالکل قطعی غیر اہم اور لابالی سا نوجوان ہے۔ اس کی کو
 اہمیت نہیں ہے سر۔" سر فضل چوہدری نے گھنگھریات
 ہوئے کہا۔
 "اگر اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تو اسے زیرو پوائنٹ
 اور کو مینی مینجرین سو تیرہ سے کیا کیسے علم ہو گیا سر چوہدری؟" ڈک
 نے کٹ کٹانے والے لہجے میں کہا۔

آسے ایئر وڈ سے مفلوج کر کے بلوچاؤں لے آیا ہوں۔ میرے خیال میں یہ بہترین شہنشاہ رہے گی۔ سوٹر لینڈ سے ہمیں آؤر بھی ملا ہوا ہے۔“ جیمز نے کہا۔
 ”تم نے کیا نام لیا تھا ابھی۔“ علی عمرانؒ۔ ”وگن نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یس ہاس! اس نے بھی نام لیا تھا۔“ جیمز نے جواب دیا۔
 ”اوہ! یہ معاملہ تو انتہائی گڑبگڑ رکھتا ہے۔“ علی عمرانؒ برطرف سے ہنک رہا ہے۔ ”تم ایسا کہو کہ فوراً اس فلیٹ سے جہاں علی عمرانؒ رہتا ہے، تفصیلات پتہ کرو کہ وہ علی عمرانؒ کون سے کیا شخص دی ہے جو یہاں کی سنٹرل ایٹلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا نوکرا ہے۔“ یا کوئی اور ہے۔“ وگن نے تیز لہجے میں کہا۔

”بہتر اس۔“ جیمز نے جواب دیا۔
 ”فوراً تفصیلات معلوم کر کے مجھے اطلاع دو۔“ اس کے بعد میں بلوچاؤں پہنچوں گا تاکہ اس بات کا جائزہ لے سکوں کہ کیا واقعی یہ لوگ شہنشاہ کے لئے مناسب ہے یا نہیں۔“ وگن نے کہا اور سیور رکھ دیا۔ اس کی پشتانی پر سنوٹیس سی ابھر آئی تھیں وہ علی عمرانؒ کی وجہ سے بری طرح الجھ گیا تھا۔

سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔
 ”ہاں دی۔“ اس کا آج بھی خاتمہ ضروری ہے۔“ وگن جس طرح میں نے کہا ہے بالکل اسی طرح۔“ وگن سنا کر سخت لہجے میں کہا اور مٹن آف کر دیا۔
 اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور وگن نے سیور اٹھا لیا۔
 ”یس۔“ وگن نے کرخت لہجے میں کہا۔

”جیمز بول رہا ہوں ہاس!۔“ میں نے ایک نیا شکار منتخب کر لیا ہے ہاس!۔“ سونٹس لوکی ہے۔“ دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔
 ”سونٹس لوکی!۔“ پوری تفصیل بتاؤ۔“ وگن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور جیمز نے آسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ایک لڑکی اُسے بازار میں نظر آئی اور پھر اس کے گلگ روڈ پر ایک فلیٹ کا پتہ بتایا کہ وہاں اس کا ملازم علی عمرانؒ اور باورچی سلیمانؒ رہتا ہے۔
 اس کی اس بات سے میں کھٹک گیا کہ ایک عزیز علی عورت ایک مقامی ملازم عام طور پر نہیں رکھتا کرتی۔ چنانچہ میں نے مارکر کی مدد سے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک اور فلیٹ میں رہتی تھی۔ میں اور مارکر آسے وہاں سے اٹھا کر کے لے آئے ہیں۔ میں نے اس کے فلیٹ کی تلاشی لی ہے۔ وہ غیر شاہی شدہ ہے اور اکیلی رہتی ہے۔ اس کے فلیٹ سے اسلحہ بھی ملا ہے۔ میں

یہ ایک بڑا مال کمرہ تھا جس کی سائیدوں میں الماریاں موجود تھیں ایک آدمی ہاتھ میں انجکشن سرخ اٹھائے پیچھے مٹ رہا تھا۔ عمران نے سر جھٹکا کر اپنا جسم دیکھا تو وہ صبح سلامت تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ دھماکے میں کار تباہ نہیں ہوئی بلکہ کسی مخصوص انداز میں بیہوش کیا گیا ہے اور اب انجکشن لگنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں تحلیل کی جو تیز لہر دوڑی ہے اس کی وجہ سے اس کا شعور بیدار ہو رہا ہے۔ انجکشن لگانے والا مڑ کر تیزی سے باہر نکل گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر گیا۔

عم۔ عمران! ہم کہاں ہیں؟ سو پر فیاض نے غور غور بلجے میں کہا۔

فی الحال تو یہ جہنم ہی لگتا ہے۔ شکار کرو کہ قبر میں آنکھ نہیں کھلی سیدھے جہنم میں ہی پہنچ گئے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ درد کی شدت ویسے بھی اب کافی کم ہو گئی تھی۔ لیکن عمران تو ظاہر ہے کہ شدت کے باوجود بھی اپنے آپ پر کنٹرول کرنا چاہتا تھا۔ اوہ! یہ کون لوگ ہیں۔ دھماکہ تو اتنا خوفناک ہوا تھا کہ میں یہی سمجھا تھا کہ میرے جسم کے پرچے اڑ گئے ہیں۔ فیاض نے آہستہ سے کراہتے ہوئے کہا۔

ہو سکتا ہے اڑ گئے ہوں اور انہوں نے اکٹھا کر کے انہیں گوند سے جوڑ دیا ہو۔ اور یہاں ہمیں باندھ بھی اسی لئے دیا جوتا کہ گوند پختہ ہو جائے۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھٹکا اور دوسرے لمحے عمران

عمران سے کی آنکھیں کھلیں تو درد کی ایک تیز لہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ یہ درد اتنا شدید تھا کہ بے اختیار عمران کے منہ سے کسی سی نکل گئی۔ اسی لمحے اسے قریب ہی سو پر فیاض کے چہینے کی آواز سنائی دی تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا جسم ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر ستون سے منسلک ہوئے گئے گندلوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح اس کے دونوں پیروں کو بھی ستون کے ساتھ منسلک گندلوں سے جکڑ دیا گیا تھا۔

اس نے سر گھٹا کر دیکھا تو پاس ہی دوسرے ستون سے سو پر فیاض بھی اسی طرح بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے منہ سے اب کراہیں نکل رہی تھیں۔

یہ سب کچھ کیا ہے۔

جواب میں جولیلمے بھی پلکیں جھپکنا شروع کر دیں اور پھر کچھ دیر تک ان کے درمیان آبی گوڑے کے ذریعے باتیں ہوتی رہیں۔ اور جولیلمے مختصر طور پر اپنے ساتھ گزرنے والے واقعات آبی گوڑے میں عمران کو بتا دیتے اور عمران ایک طویل ماسٹیلے کر رہ گیا۔ جولیلمے تباہی مچاتے واقعات نے اسے ایک مخصوص انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھٹ اور ایک لمبا تڑنگا اور خالص لمبے چوڑے اور ٹھوس جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اس قدر بھاری تھا کہ وہ بلڈاگ کی طرح لگتا تھا۔ اس کے پیچھے تین افراد تھے جن میں سے دو کے پاس مشین گنز تھیں وہ بڑے موہبانہ انداز میں اس بلڈاگ کے پیچھے چلے گئے۔ عمران کو اس بھاری چہرے والے شخص کی شکل کچھ جانی پہچانی کسی لگتی تھی لیکن ذہن میں کوئی واضح بات نہ آ رہی تھی۔

ان میں سے عمران یہ ہے۔ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا بیٹا۔ بلڈاگ چہرے والے نے عمران کی طرف سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

نیس ہاں! — یہی علی عمران ہے۔ اور میں نے تحقیقات کر لی ہے ہاں! — جولیلمے واقعی اس شخص کو اپنا ملازم تھا ہر کیا تھا۔ یہی تنگ روٹ کے فلیٹ میں رہتا ہے۔ اور یہ دوسرا پرنسٹنٹ فیاض ہے۔ سنٹرل ایٹمی جنس کا پرنسٹنٹ!

کی انکسیرت سے مصیبت چلی گئیں۔ کیونکہ ایک آدمی ایک اسٹریچر دھکے لٹا ہوا اندر داخل ہوا تھا اور اسٹریچر پر جولیلمے بیٹھ جاتا تھا۔ انکسیرت سہلی ہوتی تھیں اور چہرے پر اس طرح اطمینان تھا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے بیٹھ جاتا تھا۔

جولیا! — یہ تو جولیا ہے۔ اسی نے فیاض کی چینی برلی اور سناٹی دی۔

لیکن جولیا پر اس آواز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور نہ ہی وہ چرکی اور نہ اس نے سر موڑا۔

عمران حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت واقعی اس کا ذہن بھونچال کی زد میں تھا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ پیکر کیا چل رہا ہے۔

اسٹریچر کو لائے والے نے اسٹریچر کو ایک سائیڈ پر لگایا اور عمران اور فیاض کے سامنے ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چونکہ اب جولیا کا چہرہ سائیڈ پر ہو گیا تھا اس لئے اس کی اور عمران کی نظریں ملیں اور دوسرے لمحے جولیا کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھرے لیکن اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ اور نہ کوئی حرکت کی۔ تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا کے جسم کو کسی مخصوص دوا یا گیس سے مفلوج کر دیا گیا ہے۔

عمران نے بجائے کچھ کہنے کے فوراً ہی پلکیں تیزی سے اور غصہ میں انداز میں جھپکنا شروع کر دیں وہ آبی گوڑے میں جولیلمے سے پوچھ رہا تھا کہ

”اوہ! تم تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی باخبر لگتے ہو اور سنو! مجھے ان باتوں پر غصہ نہیں آیا کرتا۔ یہ واقعی میرا اپنا آئینہ ہے اور آج تک انتہائی کامیاب بھی رہا ہے۔ لیکن اب تمہیں مرنے سے پہلے یہ ضرور بتانا ہو گا کہ تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے معلوم ہوئیں۔“ ڈاک نے جواب دیا۔

”پوری معمولی سی اور سبھی جیسی بات ہے۔ تمہاری ایک شہینٹ بکری گئی۔“ اس کے بعد کئی انکوائری کے لئے سوال آتی تھیں جن کے پاس آگیا۔ فیاض آجکل ایسی کئی پر تحقیقات کر رہا ہے اور تمہارا آدمی تجیز مرقی جس طرح جولیا کو اغوا کر کے لے آیا ہے اور یہاں تم نے جو باتیں کی ہیں ان سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ تم جولیا کو جتنی ہی مقصد کے لئے اغوا کر کے لائے ہو۔ اور جہاں تک ڈاک مین اور تمہارا تعلق ہے۔ میں نے تمہیں ایک بار ڈاک مین کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس لئے مجھے تمہاری کچھ کچھ شکل یاد آرہی تھی لیکن جب تم نے اپنا نام بیا تو مجھے یاد آگیا کہ ڈاک مین کے تمہارا تعارف اس نام سے کرایا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ یہ میرا اسسٹنٹ ہے۔“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوری وضاحت کر کے کہے ہوئے کہا۔

”تم ڈاک مین سے کب ملے تھے اور کس حیثیت سے۔“ ڈاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو ڈاک مین زیادہ بتاؤ وہ تمہیں بتاؤ کہ میری کیا حیثیت ہے البتہ اتنا یاد دل کہ جب ڈاک مین سونے کی تلاش کے چکر میں بلوئسٹار کے باضوں چھن گیا تھا تو میں نے ہی اپنی جان پر کھیل کر اس کی جان

ایک ایک سیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا ہے۔ اور میں سرفصل ہو رہا تھا۔ منہیں ہوں کہ تمہاری فلم والی بات سے پہلے جاؤں۔“ میرا ڈاک سے ڈک۔“ اس نے چھپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈک!۔ اوہ تو تم وہی ڈک ہو ڈاک مین کے اسسٹنٹ۔“ عمران نے بے اختیار چورنگے ہوئے کہا اور ڈاک کو عمران کو بات کرنا کہ اس طرح جھٹکا لگا جیسے کسی نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت سے چھلنے لگیں۔

”تم مجھے اور ڈاک مین کو کیسے جانتے ہو۔“ ڈاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے ڈاک مین مر گیا ہے۔ ورنہ کم از کم وہ تمہیں اس قسم کی بیچ حرکتوں کی اجازت نہ دیتا۔“ عمران کے لہجے میں یحیئت پسندی کی عود کر آئی۔

”تمہارا یہ خیال تو درست ہے کہ ڈاک مین مر گیا ہے اور اب میں ڈاک مین تنظیم کا چیف ہوں۔“ لیکن بیچ حرکتوں کا تمہارا کیا مطلب ہے۔“ ڈاک نے بوڑھے کاٹھنے ہوئے کہا۔

”یہی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کے مردہ جسم میں منشیات جود انہیں ڈیڈ باڈی کے طور پر پٹرنگ ملک میں منتقل کرنا۔ یہ نہ صرف نیس قسم کا جرم ہے بلکہ انتہائی گھٹیا حرکت بھی ہے۔“ کم از کم ڈاک مین اس قسم کا آدمی نہ تھا۔ یہ تمہاری استہزاء گئی ہے۔“ تمہاری اس حرکت سے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم کسی گھٹیا غاند کے آدمی ہو۔“ عمران کا لہجہ یحیئت سرد ہو گیا۔

گھٹیا عزم ہو۔ تم سے بات کرنا بھی میں اپنی تو بہین سمجھا ہوں۔
 عمران نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 اور کہے!۔ سزا پر عمل درآمد کیا جلتے؟ — ڈوک نے
 یکجہت ہو کر مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ جید تھا
 تھا۔ وہ واقعی انتہائی سرد مزاج مجرم تھا اور عمران کے نقطہ نظر سے
 اس قسم کے مجرم سب سے خطرناک مجرم سمجھے جاتے ہیں۔
 پس ہاں۔ اس مسلح شخص نے کہا اور اس نے مشین گن بکلیت
 سیدھی کر کے اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ اور اس کی انگلی تیزی
 سے ٹیچر کی طرف رہ گئی۔

عمران اسی طرح بے بسی کے سسے انداز میں بندھا ہوا مشین گن
 کی نال کے سامنے کھڑا تھا۔ فیاض اور جویا دونوں نے آنکھیں بند
 کر لیں۔ دوسرے لمحے مشین گن چلتی کی آواز میں انسانی چیخ کی آواز
 بھی شامل ہو گئی۔

بھائی تھی اور ڈاگ مین نے میرے پیر جھوکر قسم کھائی تھی کہ وہ مجھے ہوا
 اپنا محسن سمجھے گا۔ عمران نے ساٹ کچے میں جواب دیا۔
 اودہ۔ اودہ تم کہیں برٹش آف ڈھب تو نہیں ہو۔ نیچے
 ہے کہ ڈاگ مین بطور سٹارڈ کا قصہ اکثر سنایا کرتا تھا اور وہ بتاتا تھا
 برٹش آف ڈھب نے اس کی جان بھائی تھی اس طرح کہ اسے آجکل
 لیٹن نہیں آتا کہ کوئی شخص دوسرے کی خاطر اس قدر خطر میں لے
 آپ کو خدائیں سناتا ہے۔ ڈوک کے لہجہ میں بے پناہ حیرت تھی
 یہ میرا پرانا نام ہے۔ بہر حال میں نے سو پر فیاض سے وعدہ
 کیا تھا کہ اسے زرا سچہ بنا کر اس کیس کے بارے میں بتاؤں گا اور اس
 میں کم از کم اس سے شرع ہو گیا ہوں۔ زرا سچہ تو ایک طرف
 میں نے تو اصل مجرم معصومت اس کے سامنے کھڑے کر دیئے ہیں
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سنو!۔ میرا نام ڈوک ہے ڈوک۔ میں ایسے معاملات میں
 صرف برٹش پر نظر رکھتا ہوں۔ اگر تم نے ڈاگ مین کی جان
 بھائی تھی تو ڈاگ مین مر چکا ہے۔ اس لئے ڈاگ مین کا نام لے کر
 مجھ سے کوئی رعایت حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اب تمہارا زندگی
 چونکہ میرے اور میری تنظیم کے لئے خطرناک ہو گیا ہے۔ اس لئے
 میں تمہیں اور تمہارے ساتھی سو پر فیاض دونوں کو موت کی سزا سناتا
 ہوں۔ ڈوک نے تیز لہجے میں کہا۔
 تمہارا خیال غلط ہے۔ میں نے کبھی کسی مجرم سے کوئی رعایت
 طلب نہیں کی۔ اور تم تو ویسے بھی زلیل ترین اور کمینگی کی حد تک

کہ وہ ہمیشہ اچھے پیر ہیکر کام کرتا اور نظاہر تو وہ رعب و اب نہائے رکھتا
لیکن اس نے علمی عہد پر ایسی کسی سرگرمی میں حصہ نہ لیا تھا جس سے
وہ تک و قوم کا مجرم بن جاتا۔ کیونکہ اسے پوری طرح علم تھا کہ اگر وہ
کسی ایسی سرگرمی میں غوث ہو گیا اور عمران کو اس کا پیٹہ چل گیا تو
اس نے ایک لمحے میں اس کی گردن اپنے ہاتھوں سے توڑ دینی
ہے۔ وہ عمران کی فطرت اور اس کے اصولوں سے اچھی طرح
واقف تھا۔ زیر زمین سرگرمیوں میں بھی وہ صرف اس لئے حصہ
لیتا تاکہ عمران کے کسی مشن کے لئے وہ کوئی کام کر سکے اور اس
دنیا سے متعلق ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ایسی باتیں اس کے
کالوں تک پہنچ جاتی تھیں جو باہر کا آدمی کسی صورت بھی نہ سن
سکتا تھا۔

گزشتہ کئی ماہ سے وہ طبعی ناروغ تھا۔ عمران نے اس سے
رابطہ قائم نہ کیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ عمران صرف ضرورت کے وقت
ہی اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ ورنہ وہ ناروغ تھا۔ گزشتہ کئی
ماہ سے بیک کو برا زیر زمین دنیا میں خاصا سرگرم تھا۔ آج بھی وہ
حسب معمول راتیں کلب میں وقت گزارنے آیا ہوا تھا۔ یہ کلب اسے
اس لئے پسند تھا کہ یہاں زیادہ تر زیر زمین دنیا کے گزر گئے آتے
جلتے رہتے تھے۔ اور بوڑھا راتیں جو اس بار کا مالک تھا، وہ
بیک کو برا سے خاصا متاثر تھا۔ اس لئے وہ اپنا زیادہ تر وقت
راتیں کلب میں ہی گزارتا تھا۔

بارندہ میں داخل ہوتے ہی وہ جیسے ہی اپنی مخصوص میز کی طرف

ٹائیسگر نے اپنی موٹر سائیکل راتیں بار کے سامنے روکی اور پچھل
اچھل کر بیچہ اتر ا۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا بار کے مین گیٹ کی طرف
بڑھ گیا۔ اس وقت وہ غنڈوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ بھرت اور
آدھے بازوؤں والی بنیان، جینز کی ٹگس پٹوں اور گھٹے میں شیشے رنگ
کا رومالی اور پھر چہرے کا میک اپ الیا کہ دیکھتے ہی محسوس ہو جائے
کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس کی یہ عادت سی بن گئی
تھی کہ وہ جب بھی ناروغ ہوتا۔ زیر زمین دنیا کی سرگرمیوں میں باقاعدہ
حصہ لیتا۔ اور اب تو اس نے یہ بیک آپ مستقل طور پر اپنا لیا تھا
اور اس میک آپ میں اس کا نام بیک کو برا تھا۔ اور کسی ماہ تک
مستقل اوومہ جانے کے بعد اب زیر زمین دنیا میں اس نے اپنی
ایک باقاعدہ حیثیت منوالی تھی۔ اور اچھے اچھے لوگ اب بیک کو
کے نام اور سرگرمیوں سے واقف ہو چکے تھے۔ لیکن یہ اور بات ہے

بڑھا جو رالنن کے حکم کے مطابق اس کے لئے مستقل طور پر رہ رہتی تھی کہ ایک دیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

آپ کو بڑے باس یا کر رہے ہیں؟ — دیر نے موڑ لیجے میں فائینگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ بڑے باس سے اس نے مخاطب رالنن تھا۔

اوه اچھا! — کہاں ہیں وہ؟ — فائینگر نے چونکا ہونے پر پوچھا۔

وہ اپنے دفتر میں ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ جیسے ہی آپ آئیں۔ آپ کو پیغام دے دیا جائے۔ دیر نے اسی طرح موڈ بان لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ ٹھیک ہے۔ فائینگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی سائیڈ پر موجود راہ چار کی طرف بڑھ گیا۔ جس کی انتہام پر رالنن کا دفتر تھا۔ دفتر کا دروازہ کھد کر وہ اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھا بڑھا رالنن جیکیفون پر سے باتیں کر رہا تھا۔ فائینگر سائیڈ پر کرسی پر جا کر اطمینان بیٹھ گیا۔

اسی لمحے رالنن نے گفتگو ختم کر کے سیور رکھ دیا اور پھر غور فائینگر کو دیکھنے لگا۔

تم آگے کو برا! — میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ رالنن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

بات کیا ہے؟ — فائینگر نے سپاٹ لیجے میں کہا۔

بات بڑی گہری ہے۔ ایک شرط پر تانا ہوں کہ اگر تم سے یہ بات چیت نہ بن سکے تو تم نے اسے ایک آؤٹ نہیں کرنا۔

رالنن نے اس طرح تعذیب بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرتے ہوئے ہنسیا رہا ہو۔

تم کھل کر بات کرو رالنن! — بلیک کو برا کا سینہ رازوں کا مدفن ہے۔ فائینگر نے منہ بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

یہاں ایک غیر ملکی پارٹی ایک نیا دھندہ کر رہی ہے اور وہ اس میں کافی کامیاب جا رہی ہے۔ اس کی مخالفت پارٹی نے مجھ سے بات کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں نوڈ کر اس دھندے پر خود قبضہ کیا جائے۔ رالنن نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے آگے کی طرف جھک کر بڑے راز دارانہ انداز میں کہا۔

تہمین کو کسی جاسوسی فلم میں کوئی کردار ادا کرنا چاہیے رالنن! — تم اب خواہ مخواہ کا سسپنس پیدا کرنے کے عادی ہو گئے ہو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ کیا دھندہ ہے۔ کوئی پارٹی ہے۔ ہم نے کیا کرنا ہے۔ کتنی رقم کی آفر ہے؟ — فائینگر نے بڑا سا منہ بند کرتے ہوئے کہا۔

ڈاگ میں کا نام کبھی سنا ہے؟ — رالنن نے اور زیادہ دھیمے لہجے میں کہا۔

ڈاگ میں! — وہ کون ہے؟ — میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا۔ ادھر ویسے بھی کچھ عجیب سا نام ہے۔ فائینگر نے چند لمحے سوچنے کے بعد انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

Scanned By Waqar Azeem Pakistanipoint

میں کوئی مشتبہ چیز ہوتی ہی نہیں۔ پھر وہ عورت اصل ہوتی ہے اور تازہ مردہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ کہ ان فی جلد کی وجہ سے منشیات کو چپک کر لے والے آلات بھی نیل ہو جاتے ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ کسی کے تصور میں بھی یہ منبہیں آسکتا کہ اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر باقاعدہ سنگٹنگ کی جا رہی ہے۔ ہر شخص مردے کو احترام دیتا ہے زیادہ سے زیادہ چنگاک بھی ہوتی ہے تو نابینائی کی۔ اور کبھی راتیں نے کہا اور نائیکو کی آنکھیں حیرت سے پھیلی چلی گئیں۔ واقعی اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس حد تک کمینگی پر بھی کوئی اثر سکتا ہے۔ اودہ!۔ بڑا ہی عجیب اور ظالم انداز طریقہ ہے راتسن۔

بال!۔ کسی حد تک اسے ظالمانہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کے لئے کسی کو مارنا یا خود مر جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انسانی جان کی بجائے مال ہماری نظر میں ہیں۔ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور تم خود سوچ سکتے ہو کہ ایک فیمینٹ کے ذریعے کتنا بڑا مال آسانی سے منگلی ہو جاتا ہے۔ راتسن نے کہا۔

بالکل ہو جاتا ہے۔ بڑا کامیاب اور محفوظ طریقہ ہے ان ایڈی کلرز کا۔ ٹائیکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیڈی کلرز!۔ اودہ اچھا نام ہے۔ بہر حال فلک مین تنظیم آجکل بھی دھندہ کر رہی ہے اور انتہائی کامیابی سے۔ آج تک

کچھ عرصہ پہلے ڈاک مین یورپ کا ایک نامی گراوی جرم تھا۔ اس کی تنظیم کا نام بھی فلک مین تھا۔ ہر قسم کے جرائم کا شہنشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اب وہ مرجھا ہے اور فلک مین تنظیم کا سربراہ اسس کا اسٹنٹ ڈاک مین چکا ہے۔ اور فلک نے گزشتہ چند سالوں میں صرف منشیات کی سنگٹنگ میں اپنے آپ کو محصور کر لیا ہے۔ اور وہ اس دھندے میں خاصا کامیاب بھی رہا ہے۔ اب اس نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے منشیات کی سنگٹنگ کا۔ انتہائی عجیب و غریب۔ راتسن نے کہا۔ کیا طریقہ نکالو گے؟۔ ہائیکر نے فحشپ لیتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ یہ اس کے مطلب کی باتیں تھیں۔

انتہائی عجیب و غریب اور انتہائی کامیاب۔ وہ ایسی عورتیں ڈھونڈتا ہے جن کا آنت پتہ پوچھنے والے کم ہوں۔ پھر انہیں ہلاک کر کے ان کے پیٹ سے ہر چیز صاف کر دیتا ہے۔ اس کے بعد اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر پیٹ کو بڑے ماہرانہ انداز میں سی دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ غیر خاک کو ڈنڈا بازی کی صورت میں پیچھی جاتی ہے۔ جہاں اسس کے فرقی رشتہ دار آئے وصول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد باقاعدہ تمام کارروائیاں کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے اور دفن کرنے کے بعد رات کو قبر کھودی جاتی ہے۔ منشیات نکال لی جاتی ہیں اور قبر دوبارہ بند کر دی جاتی ہے۔ اس طرح کسی کو کٹھنوں کا ان خبر نہیں ہوتی اور مال منگلی ہو جاتا ہے۔ اس مہارت

تہذا مطلب ہے کہ ہم نے ڈاگ میں تنظیم کا اس طرح خاکہ کرنا ہے کہ کسی کو کانوں کا نخرہ نہ ہو۔ ڈاگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ مطلب یہی ہے۔ ہماری پارٹی کا تعلق بھی یورپ سے ہے اور اس کا پاس کسی زمانے میں میرا بہترین دوست رہا ہے اور وہ میری صلاحیتوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے گو میں اب لڑھکا ہوں مگر خود عملی زندگی چھوڑ چکا ہوں۔ لیکن وہ بڑا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ڈاگ میں کا خاکہ کر سکتا ہوں چنانچہ اس نے مجھ سے بات کی ہے اور میں نے حامی بھر لی ہے کوئی نہ یہ میرے مطلب کا کام ہے اور آخر میری بہت لمبی ہے۔ اور لاہری محمد و سنا ہے۔ رائسن نے کہا۔

کام کیسے محدود ہو گیا۔ ڈاگ میں جیسی بین الاقوامی خیرم تنظیم کا خاکہ معدود کام ہے؟۔ ڈاگ نے حیران ہوئے ہوئے پوچھا۔

اودہ!۔ پوری تنظیم کا خاکہ تو ناممکن ہے۔ ہم نے تو صرف اس کے چھت پاس ڈک کا خاکہ کرنا ہے۔ ڈک کا خاکہ نہ ہوتے ہی اس تنظیم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اسے اس تنظیم کو چلا سکے۔ چنانچہ تنظیم کا محالہ خود بخود ٹوٹ جائے گی۔ اور چونکہ میری پارٹی ڈاگ میں کسی بعد نہیں ہے اس لئے لازماً اس کے علاوہ ڈاگ میں کے باقی دھندوں پر بھی وہ قبضہ کر لے گی۔ رائسن نے جواب دیا۔

اس کی ایک شینٹ بھی نہیں کپڑی گئی۔ ایک شینٹ پر ذرا سا مسکے ہوئے تھا تو ڈاگ میں کے آدمیوں نے وہاں سارا معاملہ ہی صاف کر دیا تھا اور یہ بھی بتا دیا کہ ڈاگ میں یہ دھندہ یہاں پکڑ گیا میں کمرہ ہی ہے۔ رائسن نے کہا۔

یہاں پکڑ گیا میں۔ اچھا۔ ڈاگ نے اس اطلاع پر واقعی چونکا پڑا۔

ہاں یہاں!۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ یہاں سے اگر منشیات کی ایک جہادی کھچپ بھی یورپ یا ترکی یا فتنہ ملک میں تنگی کی جا تو کتنا بڑا مال بن جاتا ہے۔ رائسن نے کہا۔

میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔ اب آگے لو! ڈاگ میں یا ڈک نہ یہ دھندہ نہ رہے۔ تم یا تمہاری پارٹی کیا چاہتی ہے کیا وہ بھی یہی دھندہ کرنا چاہتی ہے؟۔ ڈاگ نے کہا۔

میری پارٹی کو اس کامیاب دھندے کی اطلاعات مل گئی ہیں۔ گو وہ پارٹی بھی منشیات میں غوث ہے۔ لیکن وہ ڈاگ میں تنظیم سے بہر حال کم درجے کی ہے۔ اس لئے وہ ڈاگ میں کے مقابلے میں یہ دھندہ نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ بات ظاہر ہوتے ہی ڈاگ میں اسے چیں کر رکھ دے گی۔ اس لئے وہ یہ چاہتی ہے کہ اس دھندے کی کسی سرکاری آدمی کو بھی اطلاع نہ ہو اور ڈاگ میں کا پتہ بھی صاف کر دیا جائے۔ اس کا خاکہ ہوتے ہی اس دھندے پر میری پارٹی کام کرنا چاہتی ہے۔ رائسن نے جواب دیا۔

تو ڈک کا خاتمہ کرنا ہے۔" مائیگ نے کہا۔
 ہاں!۔ صرف ڈک کا۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ ڈک ڈاگر
 کا اسسٹنٹ رہا ہے۔ انتہائی ٹھنڈے دماغ کا سفاک تو
 مجرم ہے۔ ذہنی طور پر حد سے زیادہ شاطر اور عیار آدمی۔
 بڑے بڑے مجرم اور بڑی بڑی تنظیمیں اس سے جھکا کر ختم ہو چکی
 اس لئے ڈک کا خاتمہ کوئی محسوس بات نہیں۔ میرے خیال
 دنیا کا سب سے کھشن کام ہے۔ رائنن نے بات کا
 ڈک کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ ہو گا۔ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔" مائیگ
 منہ بناتے ہوئے کہا۔
 بات یہ ہے کہ میں اس مسئلے میں کسی گھٹیا درجے کے آدمی
 سے نہیں ڈال چاہتا۔ اور کسی گروپ کے ذریعہ بھی یہ کام نہ
 لگانا چاہتا۔ یہ ایسے آدمی کا کام ہے جو فری لانس بھی ہو۔
 اصول پسند بھی ہو۔ اور تیزی سے کام کرنے کی صلاحیتیں بھی
 ہو۔ اور ان سب باتوں کو سوچتے ہوئے میرے ذہن میں
 ہم آ رہا ہے اس لئے میں نے تم سے بات کی ہے۔ اگر تم
 کام کی جانی بھر دو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر میں اور کوئی لائحہ
 سوچوں گا۔ رائنن نے کہا۔

"کتنی رقم دو گے؟" چند لمحے سوچنے کے بعد مائیگ نے
 ایک لاکھ ڈالر مجھے دو لاکھ ڈالر کی آفر دینی ہے۔ ایک
 لاکھ تہہا ایک میرا۔ اور باقی جو کوئی بھی آخر بات ہوں گے

بھی میں ادا کروں گا۔ بولو منظور ہے؟ رائنن نے کہا۔
 دیکھو رائنن!۔ آفر تو خالص معقول ہے اور میں مقبوری
 طبیعت سے بھی واقف ہوں کہ تم کھرے اور صاف آدمی ہو۔ اس
 لئے تم جھوٹ بھی نہیں بول رہے۔ لیکن تم نے آفر بھی بہت
 کم قبول کی ہے۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے سربراہ کو ٹرین
 کرنا ہی اصل مسئلہ ہے۔ وہ کوئی عام یا مشہور آدمی تو نہیں
 ہے کہ بس ہیکر اس کے سینے میں گولی مار دی جائے گی۔ اس
 لہذا کم سے یہ آفر بہت کم ہے۔" مائیگ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن مسئلہ صرف خاتمے کا
 سے ٹرین کرنے کا نہیں۔ میری پارٹی کا ایک آدمی ڈاگ میں
 تنظیم میں شامل ہے۔ تم جانتے ہو کہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس
 لئے اس آدمی کے ذریعے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ڈاگ میں نے
 یہاں ماڈل کا کوئی کی ایک کو بھی کو اپنا خفیہ آڈا بنا رکھا ہے اسے
 وہ لوگ بلو جاؤں کہتے ہیں۔ لیکن ڈک خود کہاں رہتا ہے۔
 اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ وہ بلو جاؤں میں آتا گا یا ضرور رہتا
 ہے۔ اس لئے اگر کسی طرح بلو جاؤں کو کوہر لیا جائے تو ڈک
 کو آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ رائنن نے کہا۔

اگر یہ اتنا ہی سیدھا کام ہے تو رائنن!۔ کم از کم رولڈ اور گارگر
 مانا تو تم بھی جانتے ہو۔ پھر ایک لاکھ ڈالر کی رقم ضائع کرنے
 کا کیا فائدہ؟ مائیگ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

یہ بات نہیں!۔ ڈک انتہائی شاطر آدمی ہے وہ ہر طرف

سے ہوشیار رہتا ہے۔ اس لئے اسے ٹرین کر لینے کے باوجود اس کی قتل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کیلئے زبردست اہتمام کی جگہ کی ضرورت ہے اور میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ بہر حال اگر تم یہ کام نہیں کرنا چاہتے تو مجھے بتادو۔ رالن نے اس پر تدریسے ساٹھ لہجے میں کہا۔ اس کام کے لئے وقت کی پابندی تو نہیں ہے۔ ہاں! تیرے چند ملے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

تجس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اگر تم یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تو میرے لیے تصور سے بھی جلد ہو جاتا گا۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف ہے۔ رالن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور کے! — ٹھیک ہے۔ اس کو بھی کا پتہ ناؤ۔ میرے حوالہ کرو۔ اور اس ڈاک میں تنظیم کے سربراہ ڈک کا بتادو۔ میں اس کام کے لئے تیار ہوں۔ ٹائیگر نے ایک غولی سانس لیتے ہوئے کہا۔

دیر ہی گئی! — مجھے یقین تھا کہ تم ضرور یہ کام کرنے کی حامی گے۔ اور اب میں مطمئن ہوں کہ کام ہو جائے گا۔ میری ساری عمر اسی دھند سے میں گزری ہے۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بھی علم ہے جن کا شاید تمہیں بھی علم نہ ہو گا۔ حصول کے مطابق آدمی رنم پہلے۔ اور آدمی کام ہو جانے کے بعد۔ اور یہ لو آدمی رنم۔ یہ اس کو سٹی کے پتے کا کارڈ۔

یہ ڈک کا فوٹو۔ ویسے وہ ایک آپ کا ماہر ہے۔ اور اہل اس جی بتادوں کہ اسے آسان شکار سمجھنے کی کبھی غلطی نہ کرنا۔ اس کا نشانہ بنے خطا ہے۔ اور وہ فائل آرٹ کے ٹاپ ماہرین میں سے ایک ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ٹیشٹ پر بھی جکھیں رکھتا ہے۔ رالن نے میز کی دروازہ کھول کر ایک بریف کیس باہر نکالا اور میز پر رکھ کر اسے کھول دیا۔ بریف کیس میں نوٹ جبرے ہوئے تھے۔

کارڈ اور فوٹو اس کے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہنا۔ رالن نے بریف کیس ٹائیگر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

اور کے! — ویسے بار بار رپورٹ دینے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ میرے خیال میں ایک ہی رپورٹ فائل ہوگی۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بریف کیس بند کر کے وہ اٹھا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بلد سے باہر آکر ٹائیگر نے بریف کیس کو موٹر سائیکل کی سائیڈ میں لٹکایا اور دوسرے لمحے وہ موٹر سائیکل لے کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی بھی مونی تھی۔ منشیات کی سمجھنا تو بہر حال بڑھ چکی تھی۔ لیکن اس طرح کے گناہ عورتوں کو قتل کر کے منشیات کی سمجھنا اس کے نزدیک انتہائی گھٹیا اور ناقابل معافی جرم تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ نہ صرف وہ اس ڈاک میں کاغذ نمکریں گا بلکہ بعد میں وہ رالن کی پارٹی کے خلاف بھی کام کرے گا۔ لیکن

وہ پہلے اس سلسلے میں عمران سے بات کر لیا جاتا تھا۔ اگر وہ
 نے دلچسپی لی تو پھر ظاہر ہے وہ اس کی ہدایات کے تحت ہی کا
 لیکن اگر اس نے دلچسپی نہ لی تو پھر وہ اکیلا ہی یہ کام سر انجام
 ایک سربکافون ہونے کے قریب جا کر اس نے موٹر سائیکل
 اور بے اثر کردہ ہونے میں داخل ہو گیا۔ اس نے بکے ڈال کر
 کے فلیٹ کا نمبر گھمایا۔ لیکن دوسری طرف سے سلیمان نے اسے
 کہ عمران موجود نہیں ہے۔ تو وہ رستہ روک کر باہر آ گیا۔ پہلے تو
 نے موٹر سائیکل اپنے ہونٹ کی طرف موڑ دی تاکہ وہ تم بھی بخشنے
 اور پوری تیار لی کر کے ماڈل کالونی جاتے۔ لیکن پھر ایک خیا
 آئے ہی اس نے موٹر سائیکل کو ماڈل کالونی کی طرف موڑ دیا
 اس کو سنی کو دیکھ لے اس کے بعد اطمینان سے پلاننگ کر

عمران سے بڑے اطمینان سے ہرے بدھا ہوا ہواڑوں
 کی ساتھی کی انگلی میٹین گن کے ٹریگر کی طرف بڑھتی دیکھ رہا تھا۔
 سو رہا تھا اور چاروں دونوں نے خوف کی شدت سے آنکھیں بند
 کر لی تھیں۔ کیونکہ صورت حال ایسی تھی کہ اس صورت میں عمران کے
 ہلنے کا ایک فیصد بھی امکان نہ تھا۔ لوہے کے کڑوں کو ہڑال
 میں لگے ہوئے بلیڈوں سے نہ کاٹا جاسکتا تھا۔ لیکن عمران
 ہرے پر اس طرح گہرا اطمینان تھا جیسے میٹین گن کا ٹریج اس
 طرف ہونے کی بجائے کسی اور کی طرف ہو۔
 ڈک بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا اور پھر
 اس کے لمحے جب عمران نے محسوس کیا کہ ڈک کے سامنے کی انگلی
 پر حرکت کر لے والی ہے تو عمران نے یکجہالت دائیں پر میں
 ہونے لوث کے پچھلے حصے کو ستون سے مارا۔ اور عین اسی

کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھوں کو بازوؤں کی طرح پٹہ دی اور
فضائیں اٹھا ہوا ٹوک کا بھاری جسم بیکھوت کسی لشو کی طرح گھومنا اور
ٹوک کا الیہ جسم بیکھوت سیدھا ہو کر عمران کے سینے سے آگیا۔ اب وہ
عمران کے آگے اس طرح کھڑا ہوا کہ عمران کا ایک بازو اس کی گردن
میں اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد مضبوطی سے جما ہوا تھا۔
خبردار! اگر غلط حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔ عمران
نے بیکھوت غرات سے کہہ کر گردن میں موجود بازو کو زور سے
جھٹکا دیا۔

لیکن دوسرے لمحے ٹوک کا جسم اس طرح ڈبیا جس طرح مچھلی پانی
سے باہر نکلنے پر پہلی بار تڑپتی ہے اور وہ عمران سمیت اچھل کر
مڑ کے بل بیٹھے فز پر گرا۔ اس بار عمران کا جسم اس کے اوپر تھا۔
اسی لمحے جب بیکھوت حرکت میں آیا، اس نے تیزی سے رو اور
نکل کر عمران کی پشت پر ناز کرنا چاہا۔ لیکن نیچے گرتے ہی بیکھوت
عمران کا جسم مڑ گیا۔ حالانکہ اس کے دونوں پیر بدستور کھڑوں میں
پھنسے ہوئے تھے۔ اس طرح اس کی ٹانگیں تو مڑ گئیں لیکن اس کا
جسم نیچے آگیا اور ٹوک آٹ کر اس کے اوپر آگیا اور جینے نے بیکھوت
باندھ روک لیا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پوری قوت سے
عمران کی پسلیوں پر ضرب لگائی۔ عمران کے جسم نے تیزی سے
جھٹکا کھایا۔ لیکن جھڑبھڑبھ کے باوجود اس کے مڑنے سے کسی بھی
نظمی اور اس نے ٹوک کے گرد جمے ہوئے اپنے بازو سے ڈھیلے ٹکے
ٹوک بار بار تڑپ کر نکلتا رہتا تھا۔ لیکن عمران اپنی ٹانگوں کے تیزی

لمحے مٹھیں گن کا ٹرگر بھی دب گیا اور گولیوں کی توڑا ہٹ کے
ہی ٹوک کا ساتھی بیکھوت تیزی طرح پریچ پڑا۔ عمران کے بوٹ
ٹو سے نکلنے والی ایک باریک سی سولی بندوں سے نکلنے والی
طرح اس آدمی کی پنڈلی سے ٹکرائی تھی اور اچانک جھٹکا گھٹا
سے مٹھیں گن کا رخ بے اختیار ایک جھٹکے سے اوپر ہو گیا
مٹھیں گن سے نکلنے والی گولیاں عمران کو گھٹنے کی بجائے چھری
جاکر ماریں۔ جب کہ وہ آدمی تیزی طرح چھینٹا ہوا اچھلا اور بھڑبھڑ
نیچے فرشتے پر جاگرا۔ مٹھیں گن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا
اور وہ فرش پر پڑا تیزی طرح تڑپنے لگا۔

ٹوک اور جینے جیت سے جیت نے اپنے ساتھی کو فرش پر
تڑپتا دیکھ رہے تھے۔ ان کے ذہنوں نے اس سچو لکھن کی
فوری طور پر سمجھنے سے انکار کر دیا تھا۔

عین اسی لمحے گھر گھر ہٹ کے آواز ابھری اور ٹوک اور
بیکھوت جو ٹوک کے عمران کی طرف دیکھا تو عمران کے ہاتھ ان
سے آٹا ہو چکے تھے اور دوسرے لمحے عمران کا جسم کسے
شہتیر کی طرح فرشتے کی طرف گرا۔ اور پھر اس سے پھٹے کر
کچھ سمجھنا، عمران کے آگے کی طرف پھلے ہوئے ہاتھ نیچے
سے ٹکرائے، عمران کے جسم کو ہٹکا سا آٹے کی طرف جھٹکا لگا
تیزی طرح چھینٹا ہوا پشت سے بل فرش پر جاگرا۔ عمران نے
دونوں پنڈلیاں بکڑ کر ایک جھٹکے سے آگے گھسیٹ لیا تھا
کے ساتھ ہی عمران کا اکڑا ہوا جسم تیزی سے واپس سیدھا ہوا

سے جا کر لیا جس سے چند لمحے پہلے عمران بندھا ہوا تھا۔ عمران نے
نصائیں اچھل کر پوری قوت سے اپنے کچے جسم کو فضا میں اٹھی کھل
صورت میں گھمایا تھا اور اس کی دوڑوں نے انھیں جڑ کر اپوری قوت سے
ڈک کے پہلو سے نکلے تھے۔ یہ اس خوفناک اور حیرت انگیز ضرب
کا نتیجہ تھا کہ ڈک کا جہاز جس کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا ستون سے جا
کھرا ہوا تھا۔ عمران کا پچھلا جسم لہڑے کے باوجود اس کا اور والا جسم کسی
برندے کی طرح آگے بڑھتا ہوا، جیز پر جاگرا۔ جو اس وقت مشین گن
اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا اور جیز چھٹا ہوا منہ کے بل گھسٹ
کر مشین گن کے اوپر ہی گر گیا۔

عمران کا پچھلا جسم جیسے ہی توازن میں آیا۔ وہ کہنوں کے بل پر
قلا بازی کھانگا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ ہی جیز کے جسم کو بھی اٹھاتا
ہوا لے گیا۔ اور پھر جب عمران کی پشت فرش سے لگی، جیز بڑی
طرح چھٹا ہوا الٹ کر پچھلی دیوار سے جا لگا۔ اور عمران ایک لمحے
کے ہزاروں حصے میں اکڑوں بیٹا اور پھر کھلی کی سی تیزی سے سدا
ہوا فرش پر بڑی جوتی میں گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ لیکن
اس دوران ڈک ستون سے ٹکرا کر نہ صرف فرش سے اٹھنے میں کامیاب
بڑھکا تھا بلکہ اس نے کسی عقاب کی طرح بردی دروازے کی طرف
چھلانگ بھی لگادی تھی اور عین اسی لمحے جب اس کا جسم دروازے
میں پھینکا۔ اس کا وہ سامنی جو جہاز کے لئے انجنین لئے گا گھٹ
دروازے پر نمودار ہوا اور عمران نے بھی اسی لمحے مشین گن کا ٹریجر
دبا دیا۔ لیکن ڈک واقعی حیرت انگیز ذہنی صلاحیتوں کا مالک تھا وہ

طرح مڑ جانے اور ٹوٹ جانے کے خطرے کے باوجود ڈک کو بار بار
اٹا کر پھر اپنے اوپر لے آیا۔

اسی لمحے جیز نے بیکھنٹ جاک کر عمران کے سر پر دیوار کا دست
مارا جا تا۔ مگر عمران کا جسم بیکھنٹ ڈک سمیت نیچے دار سے ہی صورت
میں گھوم کر جیز کی ٹانگوں سے ٹکرا یا اور جیز نے اچھل کر کچے کی کوشش
کی۔ لیکن اچھل چھٹا ہوا پیچھے کی طرف گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود
ریو الور اچانک فضا میں اچھلا اور نیچے گرنے لگا کہ بیکھنٹ عمران
نے ڈک کے جسم کو الٹی طرف زور سے دھکیلا اور اس نے اس کا ہاتھ
کے فارغ ہونے ہی جس سے اس نے ڈک کے نیچے جسم کو قابو میں کیا
ہوا تھا نیچے گرتا ہوا ریو الور جھپٹ لیا اور پھر کیے بعد دیگرے دو دھماکے
ہوئے اور عمران کی پینڈلیوں کے گرد موجود کنڈوں کی سائیں گولہ بار
سے اڑ گئیں۔ صرف کئی ہی رہ گئے اور عمران بیکھنٹ قلا بازی
کھا کر سیدھا کھڑا ہوا۔ مگر پھر اچھل کر پشت کے بل پیچھے گرا۔ کیونکہ
ڈک نے اپنے جسم کے نواہ ہونے ہی بیکھنٹ اچھل کر اس کے پیش
میں ٹکرا دی تھی۔ یہ ٹکرا سدا اچانک اور شدید تھی کہ عمران پچھلی
سکا اور وہ خود بھی پشت کے بل پیچھے گرا۔ جگر ریو الور بھی اس کے ہاتھوں
سے نکل کر دور جاگرا۔ لیکن پھر وہ پچھلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر اٹھا
اور اس بار جیز اس سے پہلے اٹھ کر مشین گن کی طرف بھاگا۔ اور وہ
ڈک بھی عمران کی طرح ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر صوبے پہلی چلتی تھی
اس طرح عمران کا جسم فضا میں بلند ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈک
کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا اسی ستون

لہٹ کو مڑ گئی تھی۔
 عمران ایک لمحے کے لئے دانتوں سے ہرٹ کاٹے اور پھر اوپر
 اٹھ دیکھ کر وہ والپس بیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ باقی کو مٹی خالی پڑی
 تھی۔ فوجِ قہر بہر جگے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

بیچت اپنے ہی آدمی کو پکڑ کر تیزی سے گھوما اور عمران کی مشین گن
 سے نکلنے والی گولیاں آنے والے کے سینے پر پڑیں جب کہ ٹوک اس
 کی پشت پر ہونے کی وجہ سے بچ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
 عمران دوسرا برسٹ مارتا، ٹوک نے اپنے گولیاں کھائے ہوئے
 آدمی کو عمران کی طرف اچھالا اور عمران کا دوسرا برسٹ اپنی طرف
 مڑ کر آتے ہوئے ٹوک کے سامحتی کے جسم میں پڑا۔ اور اس
 دوران ٹوک دروازے سے غائب ہو گیا۔ آکر آنے والا ٹوک
 کا سامحتی گولیوں کا دوسرا برسٹ کھا کر آدھے راستے میں ہی خورش
 ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوم
 اور پھر دیوار سے ٹکر کر نیچے خورش ہو گیا۔ گھڑی کی صورت میں پڑا۔
 جیمز کے جسم میں گولیوں نے راستہ بنالیا۔
 جیمز کا جسم پورا برسٹ کھا کر دیوار سے ٹکر لیا اور پھر اس طرح
 کھنک گیا جس طرح بندھا ہوا لیٹر کھنکتا ہے۔
 عمران ایک بار پھر گھوما اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ
 دروازے میں ایک لمحے کے لئے ٹکا۔ دوسرے لمحے اس نے
 راہداری میں برسٹ مارا اور اچھل کر راہداری میں آ گیا۔ اور بے تحاشہ
 دوڑا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں
 دُور سے کسی کار کے انجن شرٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ راہداری
 کا اختتام بیڑھیوں پر ہوتا تھا جو کافی بندی تک چلی گئی تھیں عمران
 دو دو بیڑھیاں اکٹھی ہوتا ہوا جب اور پہنچا تو وہ برآمدے میں
 تھا۔ اور سائے کھٹے چھانک سے نیلے رنگ کی کار باہر نکل کر دانت

دیا جلتے۔ یہ کوٹھی تو بعد میں بھی چبک کی جاسکتی ہے۔ اگر لوگ کسی اور ٹھکانے پر جا رہے تو اس کا یہ ٹھکانہ پہلے معلوم کرنا چاہیے چنانچہ وہ بڑے محتاط انداز میں نیلے رنگ کی کار کے تعاقب میں مصروف ہو گیا۔ کار کی نمبر پلیٹ پر اس کی کئی بار نظریں پڑی تھیں وہ بار بار اسے اس لئے دیکھ رہا تھا تاکہ اس کا نمبر ذہن میں اچھی طرح محفوظ کر لے۔

کار اب نارمل انداز میں دوڑ رہی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑتا ہوا کبھی اس سے آگے نکل جاتا اور کبھی اس کے پیچھے چلنے لگتا۔ ایک چمک پر پہنچ کر کار اچانک وائین طرف موڑ گئی جب کہ ٹائیگر جو اس وقت آگے نکل چکا تھا اسے ٹرن لینے میں کافی وقت لگ گیا اور جب وہ ٹرن لے کر چمک سے اس سرک پر مدراجہ وہ نیلے رنگ کی کار گئی تھی تو سیدھی جاتی ہوئی سرک دھڑ دھڑک خالی پڑی تھی بڑی گت سے باہر ویران کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ یہ کھنڈرات ٹھکانے کے آگے کی ٹھکانوں میں تھیں اور اس لئے کبھی کبھار آگ لگا دیا کہ اس طرف آتی جاتی رہتی تھیں۔ درجہ اور کوئی ٹریفک نہ ہوتی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ حیرت سے ابھر اتر کر دیکھا جا رہا تھا لیکن لوگ کی کار اسے کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔ یہ اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ ٹائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سرک کی دونوں اطراف میں سوائے درختوں کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ اور اگر کار ان درختوں میں چھپی ہوئی، تب بھی اس کی جھلک تو ہر حال اسے ضرور نظر آ جاتی۔

ٹائیگر ماڈل کار کوئی کی اس کوٹھی کے قریب پہنچا جس کا رالسن نے اسے دیا تھا تو اس نے کوٹھی کا چھانک کھینچے اور پھر کچھ نیلے رنگ کی کار کو نہ بتائی ہے کشا انداز میں موڑ کھینچے ہوئے وہ بائیں طرف کوٹھرتے دیکھا۔ وہ چونکہ اسی سائید سے آ رہا تھا جس طرف کار تھری تھی اس لئے چند لمحوں بعد کار تقریباً آٹھ سو گتی اس قریب سے آگے نکل گئی۔ اور ٹائیگر بے اختیار چمک پڑا۔ کیونکہ رالسن نے جو نوٹس دیا تھا کار چلنے والا ہو یہو ویسا ہی تھا البتہ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ خاصا ڈر سب معلوم ہوتا تھا۔ جب کار آگے جا کر ایک موڑ گھوم گئی تو ٹائیگر نے موٹر سائیکل اور اس سے پیچھے ڈال دیا۔ وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ جانے والا لوگ ہے۔ لیکن چونکہ اسے سوائے اس کوٹھی کے لوگ کسے کسی اور ٹھکانے کا علم نہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ چلا

جہاں سے آواز سنائی دی۔

تمہارا نام کیا ہے؟ — اچانک ایک اور آواز ٹائیگر کے کانوں میں پڑی۔ یہ آواز پہلے سے مخالف سمت سے آ رہی تھی اس لئے ٹائیگر نے نظریں موڑ کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس طرف ڈگ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عجیب سی ساخت کا ٹائیگر تھا۔ اچانک ٹائیگر کے منہ سے لفظ خود بخود چھل گیا۔ حالانکہ وہ شعوری طور پر جواب میں اپنا نام لیک کر رہا تھا۔ تم کس لئے میرا تعاقب کر رہے تھے؟ — ڈگ نے دوسرا سوال کیا۔

تمہارا نام ٹھکانہ معلوم کرنے کے لئے۔ ٹائیگر کے منہ سے ایک بار پھر یہ الفاظ اس طرح چھلے کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا۔ حالانکہ وہ گمانہا چاہتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ آخر الفاظ خود بخود اس کے منہ سے کیوں چھل جاتے ہیں۔ کیوں؟ — ڈگ نے پوچھا۔

تاکہ تمہیں قتل کر سکوں۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ وہ واقعی بے لیں ہو چکا تھا۔ اس کا ذہن سوچتا اس کی مرضی سے ضرورتاً اس کے منہ سے الفاظ اس کے سوچ کے مطابق نہ نکلتے تھے۔ تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ — قضیل بتاؤ۔ ڈگ نے تیز بے جھج میں پوچھا۔

ابھی ٹائیگر بھی سوچتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اس جسم کو ایک زوردار جھٹکا اور اس کا جسم فضا میں قلابازیاں کھڑا ہوا اچھل کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے سرک پر گر گیا جب کہ سائیکل اس کے پیچھے سے نکل کر پہلے تو اسی طرح تیز رفتاری سے دوڑا چلا گیا۔ پھر وہ اچھل کر سرک کے پیچھے آیا اور اس کے بعد آ زوردار دھماکے سے کسی گہرائی میں گر گیا۔

ٹائیگر اس قسم کے حادثے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا۔ اس لئے جب وہ نیچے گرا تو اس کا سر سرک سے پوری قوت سے ٹکا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اندھیرے جیسے چلے گئے پھر وہ کی ایک تیز لہری وجہ سے اس کی آنکھیں کھل گئیں اس نے اچھلنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طوفان سے بھرا ہوا تھا اور اس کے سر اور چہرے پر شفاف شیشے کا بڑا سا خود بخود تھا۔ جس کے قریب ایک کافی بڑی اور تیز سی مشین موجود تھی اور ٹائیگر کے سر پر چڑھے ہوئے خود میں یہ تارن لٹک کر اس مشین سے منسلک ہو رہی تھیں۔ ایک لمبا سا سفید کوٹ پہنے اس مشین پر جھکا ہوا تھا۔ مشین کے بے شمار ڈانکوں میں سوئیاں متحرک رہی تھیں اور مختلف رنگوں کے ٹمب تیز سے چل رہے تھے۔

باس! — اب آپ پوچھ سکتے ہیں۔ اس کا ذہن اب پوری طرح بیدار بھی ہے اور کنٹرول میں بھی ہے۔ ایک

منہیں! — علی عمران بہت بڑا آدمی ہے۔ وہ اس قسم کے چوٹے موٹے بد معاشرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ — ہائیگر

نے جواب دیا۔
کیا میرے متعلق تمہارے مشین کا علی عمران کو علم ہے۔ —
ڈک نے پوچھا۔

منہیں! — یہ میرا ریویوٹ کام ہے۔ — ویسے میں نے رانس
بلڈ سے متعلق کر علی عمران کے تعینات میں فون کیا تھا۔ لیکن وہ موجود
نہیں تھے۔ — ہائیگر نے جواب دیا۔

ہوں۔ — ٹھیک ہے۔ — ڈک نے چند لمبے خاموش
رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی ملکی سی کشمکش کی آواز
سنائی دی اور پھر ڈک نے اٹھ کر ایک اس سفید کوٹ والے
کو روے دیا۔

سنو! — پیشی لانگ براس شخص سے علی عمران کے متعلق
تمام تفصیلات ٹیپ کرو کہ یہ علی عمران سے کس طرح ملتا ہے۔

کس طرح بائیں کرتا ہے۔ — وہ اس سے کس طرح ڈیل کرتا
ہے۔ — مکمل تفصیلات۔ — اس کا پتہ وغیرہ۔ — کوہی تفصیل

ٹیپ کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دینا۔ — اور پھر یہ پیشی
ٹیپ میرے دفتر بھجوا دینا۔ — ڈک نے تیز تیز ہلچے میں اس

سفید کوٹ والے کو ہدایات دیں اور اس کے اثبات میں سر ہلانے
پر وہ مڑ کر جلتا ہوا ہائیگر کی نظروں سے غائب ہو گیا۔
— مسٹر ہائیگر! — بائیں بے حد سخت آدمی ہے۔ اور تم نے سن

جواب میں ہائیگر نے بلا کم و کاست رانس سے ہوئے والی تمام
بات چیت بتا دی۔

ہوئے! — تو ریڈ سرکل اب ان اور چھ ٹھکانوں پر آخر آئی
ہے۔ — میں رانس کو جانتا ہوں۔ — وہ پہلے ریڈ سرکل میں ہی تھا۔

ڈک کی بڑا اسٹ اس کے کانوں میں پڑی۔ لیکن وہ خاموش
رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے۔ — کس کے ماتحت ہو
کیا رانس کے ماتحت ہو۔ — ڈک نے پوچھا۔

میں علی عمران کے ماتحت ہوں۔ — ہائیگر نے جواب دیا اور
ڈک علی عمران کا نام سننے ہی یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اسے

بھٹو نے کاٹ لیا ہو۔
کیا کبہ رہے جو علی عمران — کون علی عمران — ؟ تم تو

رانس کی بات کر رہے تھے۔ — ڈک نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

میں رانس کے ماتحت نہیں ہوں۔ — صرف کبھی کبھار اس کے
لئے کام کرتا ہوں۔ — اور وہ بھی صرف اس لئے تاکہ ریڈ سرکل

سے واقف رہوں۔ — میں ماتحت علی عمران کا ہوں۔ — وہ میرا
باس ہے۔ — علی عمران جو ڈائریکٹر جنرل آئینلی جنس سر جہاز

کا بیٹا ہے۔ — ہائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے
کہا علی عمران اور رانس کے آپس میں کوئی تعلق ہے۔
ڈک نے پوچھا۔ وہ ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

میں تہیں زندہ چھوڑ دوں تو کیا تم میرے ساتھ ایک معاہدہ کرتے ہو
کہ تم راتیں کے ذریعے آتے ٹرینیں کر کے مجھے اخلاص دے دو گے۔
سفید کوٹ والے نے کہا۔

سودی!۔ راتیں انتہائی با اصول آدمی ہے۔ وہ
مرنہ سکتا ہے۔ لیکن اپنی پارٹی کے مفاد کے خلاف کام نہیں کرے
گا۔ اس لئے اس شرط کا پورا ہونا ناممکن سمجھو۔ بالی تم مانگ
ہو جو چاہو کرو۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی ہے تو مجھے منظور
ہے۔ ورنہ تم کیا۔ تمہارا جیف ہاں کوئی بھی مجھے نہیں مار
سکتا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس وقت اس کا ذہن مکمل طور
پر آزاد تھا اور وہ جو سوچ رہا تھا وہی کچھ اس کے منہ سے بھی
نکل رہا تھا۔

گڈ!۔ بس میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہارے
ذہن کو آزاد کر دیا تھا۔ کیونکہ تمہارے لاشعور میں راتیں کے
متعلق یہ بات موجود تھی۔ میں نے چیک کر لیا تھا۔ اس لئے
میں تمہارے شعور کو کھٹکانا چاہتا تھا۔ سفید کوٹ والے
نے اطمینان مجھ سے لکھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کا
اطمینان بھرا لہجہ سن کر یہی اچانک ٹائیگر کے ذہن میں خیال
پیدا ہوا۔

تم نے فکر پر موش!۔ تمہارا جیف ہاں نہیں لگا سکا۔
ٹائیگر نے اسی خیال کے تحت ایک ڈاؤ کیسٹے ہوئے کہا۔

گگ۔ گگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سفید کوٹ والے

لی ہوا کہ اس نے تہیں ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے اور اس
نم قطعی بے بس ہو۔ تم اپنی مرضی سے اپنی اننگی بھی نہیں
سکتے۔ لیکن اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں نہیں زندہ چھوڑ
ہوں۔ سفید کوٹ والے کی آواز سنائی دی۔

کس قسم کے تعاون کی بات کر رہے ہو۔ ٹائیگر
پوچھا۔

صرف اتنا کہ جو کچھ میں پوچھوں اس کا تفصیل سے جواب
دیاؤ۔ سفید کوٹ والے نے کہا۔

وہ تو تم ویسے ہی پوچھ سکتے ہو۔ میرا دماغ تمہارے کا
مثیل ہے۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

تمہاری بات درست ہے۔ میں تم سے سب کچھ
سکتا ہوں۔ لیکن میں ایک اور لائن پر سوچ رہا ہوں۔ تہیں

معلوم نہیں کہ تم نے راتیں کے متعلق تفصیلات بتاتے ہوئے یہ
بتانا ہے کہ ریڈ سرکل کا آدمی ڈاک ٹین میں ہے اور اسی نے ریڈ

کو ٹوک کا فوٹو بھی مہیا کیا ہے اور پھر جوائن کا پتہ بھی اور
بشن بھی۔ میں اس آدمی کو ٹرین کرنا چاہتا ہوں۔ اور جو

راتیں نے تہیں اس کے متعلق نہیں بتایا اور میرے خیال میں راتیں
بھی اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن اب جیف ہاں پاگل کہتے

طرح اس آدمی کو ٹرین کر کے میں لگ جاتے گا اور میں اس
کو اس لئے ٹرین کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں خود ریڈ سرکل میں

ہونا چاہتا ہوں۔ تہیں خاص شرائط کے تحت۔ اس لئے

کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔
 میں وہ سست کمر رہا ہوں۔ تم ہی وہ آدمی ہو جو رُخسار
 سے متعلق ہے۔ شاید گھر نے خیال کا اظہار بڑے پُر نفیث
 لہجے میں کیا۔

ادھ۔ ادھ۔ تمہارے ذہن میں یہ بات کیسے آگئی۔
 سفید کوٹ والے کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے کوئی ناممکن لہجہ
 ممکن ہو گیا ہو۔
 تم ذہن کو کنٹرول کرنے والی مشین کے ماہر ضرور ہو گے۔ لیکن
 تم بہر حال ذہن پر بڑھنے کے ماہر نہیں ہو۔ تمہارے آخری فقرے
 سے جھکنے والے افسانہ اور تمہارے سوالات نے مجھے بتا دیا
 کہ تم وہی آدمی ہو۔ شاید گھر نے جواب دیا۔

احول۔ اب اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اعلیٰ دماغ کے مالک
 ہو۔ اچھا اب میری بات سنو۔ اب جبکہ یہ بات سامنے
 آئی گئی ہے تو اب مجھے بتا دو کہ میں کیا کروں۔ اگر مجھے پہلے
 معلوم ہوتا کہ تم اس گروپ کے لئے کام کر رہے ہو تو میں یقیناً گھپٹا
 کر جاتا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم اس چکر میں ہو
 سفید کوٹ والے کے کہا۔

تو سنو!۔ جہاں تک تمہارے چیف ہاں کے احکامات
 سے میں سمجھا ہوں۔ وہ دراصل میرے میک آپ میں اپنے کسی آدمی
 کو عمران کے پاس بھیجا چاہتا ہے اور میرے اقتدارات سے اس کا
 کہ عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ مجھے نہیں معلوم کہ

عمران کو وہ کیوں نہیں کرنا چاہتا ہے۔ لیکن علی عمران کا نام
 آئے پر وہ جس طرح گری سے اچھا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے
 کہ علی عمران نہ صرف اس کی لڑ رہا تھا گیا ہے۔ بلکہ وہ اس سے
 ٹکرا بھی چکا ہے۔ اور میری یہ بات لکھ لو کہ اب دنیا کی کوئی
 طاقت عمران کے ہاتھوں میں شخص یا اس تنظیم کو نہیں بٹھا سکتی۔
 ابی تم بے شک اس کی ہدایت کے مطابق تمام تفصیلات شریب
 زرو۔ اور اگر اس کے بعد تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں یقین
 دلانا ہوں کہ میں اس وقت تک سامنے نہ آؤں گا جب تک عمران
 اور تمہارے پاس کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اور ہو سکتا
 ہے کہ میں پہلے ہی تمہارے پاس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب
 ہو جاؤں۔ شاید گھر نے جواب دیا۔

سو ہی۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا کہ تمہیں چھوڑ دوں۔
 اس طرح تو میری ذات برا راست سامنے آ جائے گی۔ اس
 لئے مجبوری ہے۔ تمہیں بہر حال سنا ہی پڑے گا۔ البتہ میں
 براہن کو نصف کمال کے ذریعے تفصیلات بھی بتا دوں گا۔ اور
 تمہاری موت کی اطلاع بھی دے دوں گا کہ وہ اپنا بندوبست کر لے
 سفید کوٹ والے جواب دیا۔

اچھا اگر یہ بات ہے تو میری آخری ایک درخواست ضرور پوری
 کر دینا۔ اور وہ صرف اتنی ہے کہ مجھے کہیں یا کسی
 سائنسی آلات سے نہ مارنا۔ بلکہ میری لاش میں گولی یا گولیاں
 آنا دینا۔ تاکہ کل اگر میری لاش عمران کو ملے تو کم از کم میری رُوح

کے تھے۔ سفید کوٹ والا اب مشین کو بند کرنے میں مصروف تھا اس نے
 غفلت میں دبا تے اور پھر ٹائیگر کی طرف مڑا۔
 ہاں تو مشین ٹائیگر! — میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب
 باقی رہ گیا ہے تمہارے خدائے کامنڈو — تو اگر تم یہ آخری
 وارنٹ نہ کرتے تو اسی بیوشی میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جاتا اور مجھے
 صرف ایک بن دبا پڑا اور بس — لیکن اب جو ٹکڑیوں وغیرہ
 رکھا ہوں اس لئے بھروسہ ہوں — سفید کوٹ والے نے
 ٹائیگر کے چہرے پر اپنا چہرہ جھکاتے ہوئے کہا۔
 شکریہ مٹا کر — ٹائیگر نے اسی طرح معلق رہے

میں کہا۔
 گڈ! — تم واقعی ایک بہادر انسان ہو — اور مجھے
 خوشی ہے کہ میں ایک بہادر انسان کی آخری خوشی پوری کر رہا
 ہوں — سفید کوٹ والے نے کہا اور پھر وہ ایک
 الماری کی طرف مڑ گیا۔

اس نے الماری کھولی کہ اس میں سے ایک رسی نکالی اور ایک
 ریوڑنگال کر دیا اس ٹائیگر کی طرف مڑ آیا۔
 ٹائیگر خاموش بڑا رہا۔ سفید کوٹ والے نے ریوڑنگال کی طرف
 دھکا دیا پھر اس نے پہلے ٹائیگر کی بندلیوں پر بندھی ہوئی جیشے
 کی سیٹ کو مشین کے نیچے سے کھولا اور اس کے بعد اس
 نے رسی ٹائیگر کی پشت کیوں کے گرد باندھ دی اس کے بعد اس
 نے درمیانی بیٹ کیوں اور باقی رسی ٹائیگر کے درمیانی جسم کے گرد

تسرخو سوکر میں نے پشت پر گولی کھائی ہے — ٹائیگر نے کہا
 اور اچھا اچھا! — میں تم مشینوں کی جذباتیت کو اچھی طرح سمجھ
 ہوں — حالانکہ مرنے کے بعد تمہارا اس بات سے کوئی تعلق نہ
 گا کہ گولی تمہاری پشت پر گئی ہے یا سامنے۔ یا تو کس طرح ہلاک
 ہوئے ہو — لیکن تم لوگوں کی جذباتیت کو چونکہ میں جانتا ہوں
 اور تم میری پادشاهی کے لئے کام کر رہے تھے۔ اس لئے میں تمہارا
 آخری خواہش ضرور پوری کروں گا — سفید کوٹ والے
 نے اس کا منہ کھلا دیا۔ موتے انداز میں ہنس کر کہا۔

شکریہ! — بس میں یہی چاہتا ہوں — چاہے تم اسے
 جذباتیت کا نام دے لو یا کچھ اور — کم از کم میری روح کو
 سکون حاصل ہو جائے گا — ٹائیگر نے واقعی بڑے پرسکون
 لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے — تمہاری آخری خواہش ضرور پوری ہوگی۔
 فی الحال میں اپنا کام پورا کر لوں — سفید کوٹ والے نے کہا
 اس کے ساتھ ہی وہ مشین پر جھک گیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے ذہن پر تخیلیت ایک شاخ سا چھوڑ
 اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی
 میں گرتا پڑا جا رہا ہو۔ اور اس کے بعد اس نے اس
 ساتھ چھوڑ دیا۔
 پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں اور روش میں آیا تو وہ بدستور مشین پر
 بندھا ہوا پڑا تھا۔ لیکن اس کے سر سے وہ شگاف شیشے کا خود ہتھ

باندھ کر اس نے ٹائیگر کے سینے اور گردن کے گرد بندھی موی ہاروں کے ساتھ ہی اس نے ٹیگر دبا دیا اور سفید کوٹ والا بڑی طرح کھول دی۔ اور سڑ بچر کے سائیڈ مارڈ سے ٹائیگر کے کھلب شہدہ بانی ہو کسی لشکر کی طرح گھوما اور پھر فرش پر گر گیا۔ فرش پر گرنے کے بھی آزاد کر دیتے۔

اب اسٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پشت پر باندھ دوں۔ یہی اس کے دل میں سوچ رہی تھی۔

اسٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگیں اور پر اب سڑ بچر کے ساتھ سے بکڑے ہوئے تھے لیکن اوپر والا آدھا جسم اڑا دیتا تھا۔ سفید کوٹ والے نے جو داسا بچے کھڑا تھا آگے بڑھ کر اس کے بازو پکڑے تاکہ انہیں پیچھے کر کے باندھ سکے کہ اچانک وہ چیختا ہوا الٹ کر دو دروازے سے جا کھڑا۔ ٹائیگر نے اسی آئینہ کی دھڑ سے ہی تو آخری خواہش کا اظہار کیا تھا اور وہ اس کے داڑ میں آگیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی اس نے ٹائیگر کے بازو پکڑے ٹائیگر نے کیجٹ پوری قوت سے اپنے بازوؤں کو اس کے سامنے کی طرف جھٹکا دیا اور سفید کوٹ والا اچھل کر کسی کی طرح دیوار سے جا کھڑا۔

اسے اچھالتے ہی ٹائیگر کا جسم تیزی سے دائیں طرف کھڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس ٹائیگر پر حملہ کرے ٹائیگر نے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ریوا اور اٹھا لیا۔ مجھے افسوس سے مٹھا۔ تم دوسروں کے دماغ ٹھنڈا جانتے۔ صرف مشین آپریٹ کرنا جانتے ہو۔ اور تمہاری خامی آخر کار تمہیں لے ڈوبتی۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

اسٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دل میں سوچ رہی تھی۔ سفید کوٹ والے نے اسی آئینہ کی دھڑ سے ہی تو آخری خواہش کا اظہار کیا تھا اور وہ اس کے داڑ میں آگیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی اس نے ٹائیگر کے بازو پکڑے ٹائیگر نے کیجٹ پوری قوت سے اپنے بازوؤں کو اس کے سامنے کی طرف جھٹکا دیا اور سفید کوٹ والا اچھل کر کسی کی طرح دیوار سے جا کھڑا۔

اسے اچھالتے ہی ٹائیگر کا جسم تیزی سے دائیں طرف کھڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس ٹائیگر پر حملہ کرے ٹائیگر نے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ریوا اور اٹھا لیا۔ مجھے افسوس سے مٹھا۔ تم دوسروں کے دماغ ٹھنڈا جانتے۔ صرف مشین آپریٹ کرنا جانتے ہو۔ اور تمہاری خامی آخر کار تمہیں لے ڈوبتی۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

لیکن تیز تیز قدم اٹھانا سرک کر اس کر کے سامنے ایک زیر تعمیر کو
کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ کبھی خالی بڑی موٹی تھی۔ شائد
کی تعمیر کی جڑ تھی اس لئے وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔
ٹائیکر چند لمبے وہاں رکا رہا۔ لیکن جب کوہنی میں سے اُسے
کوئی روٹیں دکھائی نہ دیا تو وہ سمجھ گیا کہ کوہنی خالی ہے۔ وہ تیز
قدم اٹھاتا آگے بڑھا چلا گیا۔ اس کا موٹر سائیکل سنبالنے کہا
تھا۔ اس نے حضور اس آگے بڑھنے کے بعد جب اسے ایک
نیکی نظر آئی تو وہ نیکی میں سوار ہو گیا۔

نیکی ٹائیکر نے گنگ روڈ کے پہلے چوراہے پر چھوڑ دی اور
پیدل عمران کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہ بڑے محتاط انداز
اور آدھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن اُسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا،
فلیٹ کی گولی گر رہا ہو۔ اور پھر وہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھا
اوپر پہنچ گیا۔

فلیٹ کا دروازہ حسب دستور بند تھا۔ ٹائیکر نے کال بل
اٹھی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سلیمان کی بگڑی
شکل نظر آئی۔

صاحب نہیں ہیں۔ ایک بار کہہ دیا کہ نہیں ہیں۔
نہیں آج کا مصیبت ہے۔ بر آدمی منہ اٹھانے صاحب
پوچھنے چلا آ رہا ہے۔ سلیمان کا لہجہ بڑی طرح بگڑا ہوا
میں ٹائیکر حوں سلیمان! — میک آپ میں ہوں۔
کون پوچھنے آیا تھا؟ — ٹائیکر نے اپنی اصل آواز میں کہا

اودہ ٹائیکر صاحب آپ! — اچھا پہلے بھی دو غیر ملکی آکر بچے
گئے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ آپ بھی اسی گروپ کے ہیں۔
عمران صاحب واقعی موجود نہیں ہیں۔ سلیمان نے اس بار
تبدیل نرم بجے میں کہا۔

سنو! — میری کسی طرح عمران صاحب سے بات کرادو۔
انتہائی امیر جنسی مسئلہ ہے اور اس میں انہی کا فائدہ ہے۔
ٹائیکر نے کہا۔

اچھا آتے! — کوشش کرنا ہوں۔ سلیمان نے دروازے
سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ٹائیکر اندر داخل ہو گیا۔ سلیمان
نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی اور پھر وہ ٹائیکر کو لئے ڈرائیگ روم
میں لگا۔

ابھی وہ دونوں ڈرائیگ روم میں داخل ہوئے ہی تھے کہ میز
پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان نے جلدی سے
آگے بڑھ کر رسیدر اٹھا لیا۔

سلیمان بول رہا ہوں۔ سلیمان نے کہا۔
سلیمان! — میں عمران بول رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ کچھ
روز کے لئے اپنے گاؤں چلے جاؤ۔ کیونکہ میں ایک سٹیشن میں چننا
ہوا ہوں۔ اس لئے شائد میں کچھ روز تک نہ فلیٹ آؤں اور نہ تم
سے رابطہ قائم کر سکوں۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے صاحب! — یہ ٹائیکر صاحب سے بات
کر لیں۔ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر! — وہ کیسے فلیٹ پہنچ گیا۔ بہر حال اُسے ریل
 عمران نے چمکتے ہوئے کہا اور سیلیمان نے رسوہ ٹائیگر کی طرف
 بڑھا دیا اور جراب میں ٹائیگر نے عمران کو رائسن کلب میں جا
 سے لے کر یہاں فلیٹ پہنچانے تک تمام رویداد تفصیل سے
 سنا دی۔
 ”لیکن تم فلیٹ پر کیوں آئے۔ جب کہ تم نے خود ڈک کو یہاں
 پتہ دیا ہے۔ — لازماً وہ فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہوگا؟“
 عمران نے پوچھا۔

”میں یہ صورت میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔
 میرا خیال تھا کہ سیلیمان بہر حال آپ کو ڈھونڈ نکالے گا۔“
 نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے نکل
 احتیاطی احتیاط سے اپنے ہوٹل جاؤ اور وہاں سے میک آپ بدلا
 دوبارہ اسی کو بھیجیں جاؤ جہاں سے فرار ہوتے تھے۔
 ڈک کی عادت سمجھ گیا ہوں۔ اس نے بے شمار ٹھکانے بنائے
 ہیں۔ لیکن ہر ٹھکانے پر وہ سرف ایک دو آدمی رکھتا ہے
 تاکہ پوری تنظیم سامنے نہ آ سکے۔ — وہاں لازماً وہی آپ پریشی
 تم وہاں احتیاط سے تلاشی لو۔ اگر اس کے کسی اور ٹھکانے کا کو
 کیس مل جاتے تو سپیشل فریجیوشی برٹانیا میں مجھ سے بات کر ل
 میں بھی اب ڈائریکٹر بریٹیج سے بات کروں گا۔ عمران
 کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے

سیور رکھا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سیلیمان جو
 ڈرائیونگ روم میں بیٹھا تھا اس کے پیچھے چل پڑا اور جب ٹائیگر
 دروازہ کھول کر بیٹھے اترا تو سیلیمان نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔
 ”یہ جہاں آکر ٹھہرا ٹائیگر نے بڑے مختار انداز میں ایک بار پھر
 نگرانی کرنے والوں کو چمکایا۔ لیکن باوجود کوشش کے اسے ایسا
 کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اعلیٰ درجے کے آدمی میں آگے بڑھ گیا۔
 اور پھر ٹوک سے خالی کیسی جلتے نبی وہ اپنے منزل روانہ ہو گیا۔
 تاکہ میک آپ بدل کر وہ عمران کی ہدایات پر عمل کر سکے۔

ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے رسوہ اٹھایا
 اور رائسن کلب کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
 ”رائسن کلب۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔
 ”بلک کو براہ پیکیج! — رائسن سے بات کراؤ؟“ ٹائیگر
 نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ سر! — میں ڈکی بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ ابھی
 تصویری دستہ کے نامعلوم اشخاص نے یہاں حملہ کیا ہے۔ وہ
 ہاس کو اغوا کر کے لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن مزاحمت پر انہوں
 نے ہاس کو گولی مار دی ہے اور فرار ہو گئے ہیں۔ چارہ اور
 افراد بھی اس پیکر میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہاس شدید زخمی ہوئے
 لیکن سب سے اہم پہنچتے ہی ختم ہو گئے۔“ ڈکی کی مبرا لائی ہوئی
 آواز سنائی دی۔
 ”اوہ دیری بیڈ! — کون لوگ تھے وہ۔۔۔ رائسن کی تو کسی

دشمنی نہ تھی۔۔۔ ٹھانگیر نے رہا کیا، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ حملہ
یقیناً ڈاک بین کے آدمی ہوں گے۔
معلوم نہیں سہرا۔۔۔ بہر حال وکٹران لوگوں کو تلاش کر رہا
وکی نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ میں وکٹر سے بات کروں گا۔۔۔ میں
اس تلاش میں نہ صرف اس کی مدد کروں گا۔۔۔ بلکہ لائن کی مر
کا بھر پور انتظام بھی کروں گا۔۔۔ ٹھانگیر نے تیر بجے میں کہا اور
رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اُسے پہلے سے ہی اس بات کی
متقی جو پوری ہو گئی تھی۔

ریور رکھ کر وہ ہاتھ زوم میں گھس گیا اور پھر جب دسک
اور لباس بدل کر وہ ہاتھ زوم سے باہر آیا تو تھری طرح چونک
ساتھ چار سٹینس اسٹارڈ کے اطمینان سے کھڑے تھے۔
میں سے ایک ڈک تھا۔ اس کے ہاتھ خالی تھے جبکہ باقی تین کے
ہاتھوں میں ریواور تھے۔

تم شاید یہ سمجھ رہے تھے کہ تم میرے ہاتھوں سے زندہ رہ
گے مگر ٹھانگیر۔۔۔ دیکھ لو میں موت بن کر تمہارے سامنے کھڑا
ڈک نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

ٹھانگیر نے حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا کیونکہ اُسے
مذاہب تھی کہ اندر سے چٹخنی گھنے کے باوجود ان لوگوں نے
سے دروازہ کیسے کھول لیا، لیکن دوسرے گھنے اس کے ذہن کو ج
ساگ کہ کیونکہ چٹخنی بدستور بند تھی۔

حیرت کی کوئی ضرورت نہیں مگر۔۔۔ ہم کھڑکی کے راستے
سے آتے ہیں۔۔۔ ڈک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹانگیر
نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ حیات اس سے ہوئی تھی اس نے
کمرے میں داخل ہو کر کھڑکی سے ٹھوس کرتے ہوئے تازہ ہوا کے لئے
خود ہی کھڑکی کھول دی تھی۔

چلو یہ سسٹم تو حل ہوا۔۔۔ میں واقعی پریشان ہو گیا تھا کہ تم
لوگ اندر کیسے آتے ہو۔۔۔ بہر حال بو لو کیا چاہتے ہو۔۔۔
ٹانگیر نے کہا۔

تم واقعی خاصے بہادر آدمی ہو۔۔۔ نجلے تم کس طرح بدنیہر
ڈک کو ہلاک کر کے وہاں سے نکلے میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ
تو قطعی لے لیں تھے۔۔۔ بہر حال اگر تم عمران کے فلیٹ پر نہ
جاتے تو شاید مجھے اتنی جلد تمہارے فرار کا علم نہ ہوتا۔ تم نے
عمران کے فلیٹ میں فون پر اس سے بات کی ہے میرے آدمی
فون کر رہے تھے۔۔۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عمران
جس فون پر بات کر رہا تھا اس کا نمبر ٹرین نہیں ہو سکا۔ حالانکہ
وہ کسی پبلک بوجھ کا نمبر ہی نہ تھا۔۔۔ میں اس کی تحقیقات کر
چکا ہوں۔۔۔ اب میں تم سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ عمران
جس فون سے بات کر رہا تھا اس کا نمبر کیا ہے اور وہ کس جگہ لگا
ہوا ہے۔۔۔ ڈک نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

تھیں وہ نمبر قیامت تک تمہیں مل سکا۔۔۔ کیونکہ عمران تم
سے زیادہ سمجھدار ہے۔۔۔ اس نے پہلے سے اپنے فلیٹ کس

فون میں ایسی ایڈجسٹمنٹ کر رکھنی ہے کہ دوسری طرف کا نمبر ڈالنا نہیں ضروری ہو سکتا۔ حالانکہ وہ یقیناً کسی پناک بوتھ سے باہر ہو گا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ کو دالٹس منزل کا پتہ تو نہ تباہ کر سکتا تھا۔ حالانکہ وہ نمبر ٹریس نہ کر سکتا تھا۔

کی بات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران دالٹس منزل سے فون کر رہا تھا۔ بہر حال مجھے عمران کا پتہ چاہیے ابھی اور اسی وقت کہاں سے عمران؟

ہاں ٹوک نے فون سے ہونٹ کاٹتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اگر میری جیب میں ہے تو نکال کر لو۔ ٹائیگر ہنستے ہوئے کہا۔

ہوں! تو تم نہیں بتا چاہتے۔ ٹھیک ہے چھٹی کرو۔ ٹوک نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹا۔ اسی لمحے اس کے دھچکے کھڑے ہوئے تینوں ریلوے برکاروں نے سیکھت ٹریگر دبا دیتے۔ لیکن ٹائیگر ایسی صورت کے لئے ذہنی طور پر پہلے ہی تیار تھا۔ اس لئے ٹوک کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ سیکھت فضا میں اچھلا اور ریلوے ریل کی گولیاں اس کے پیروں تلے سے نکل گئیں۔ لیکن ٹائیگر نے انہیں دوسرے بار فائر کرنے کی جرات ہی نہ دی۔ اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا فضا میں مٹی کی کھڑکی سے نکل چلا گیا۔ چونکہ منزل کا اس کا گھر چوتھی منزل کی بلندی پر تھا اس لئے کھڑکی سے اس ط

اچھل کر باہر نکلنا خود کشی کے ہی مترادف تھا۔ لیکن ٹائیگر اتنا احمق نہ تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکل کر نیچے گرا اس نے جسم کو بکاسا چھکولا دیا اور دوسرے لمحے اس کا جسم تیر کی طرف نیچے گرا ہوا پہلی منزل کی کھڑکی کے اوپر باہر کو نکلے ہوئے شیشے کی طرف گیا۔ اس کے دونوں پیر جیسے ہی شیشے پر لگے اس نے قلم بازی کھائی اور پھر اس شیشے کے نیچے سے سوئے لان کی سائیڈ مہندی کی اونچی باڑ سے گذر کر وہ کھڑا ہو گیا۔ باڑ پر گرنے کی وجہ سے اس کے چہرے اور ہاتھوں پر خراشیں آئیں اور پٹے سے بھی ملے گئے۔ لیکن اس کی نہ صرف جان بچ گئی بلکہ وہ ٹوک اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے بھی فوری طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکلے گا وہ سب تیزی سے کھڑکی کی طرف دوڑیں گے اور ان کی کوششیں بھی ہوگی کہ وہ اسے فضا میں ہی ہٹ کر لیں لیکن اسے کھڑکی تک کے فاصلے کا اندازہ تھا۔ چنانچہ وہی ہوا جس نے اس کا جسم قلم بازی کھا کر شیشے کے نیچے مہندی کی باڑ سے نکلایا تھا اسی لمحے ٹوک اور اس کے ساتھی کھڑکی پر پہنچے تھے چونکہ یہ ٹوک کی عقبی سمت تھی اس لئے اس طرف اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

ٹائیگر کچھ دیر خاموشی سے اس شیشے کے نیچے کھڑا ہوا تاکہ اوپر کھڑکی سے دیکھنے والے یاس جو کہ ٹپٹ جائیں۔ اس کے بعد وہ باڑ سے پیچھے ہٹ کر ریگیا ہوا آگے بڑھا اور پھر عقبی سمت میں تازہ دور کی لوہے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا تیزی سے واپس جانے لگا اسے مکمل

یقین تھا کہ ڈک اور اس کے ساتھی اب نیلے آتر کر اُسے ادھر ادھر تلاش کریں گے ان کے قصہ میں بھی نہ تھا کڑا نیگرواپس اسی کرے پر پہنچ جاتے گا جتنی منزل پر پہنچ کر اس نے فائر ڈوم پر موجود مخصوص نمبروں والا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس اپنے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے کھڑکی کی سائڈ میں جو کمرہ جھانکا تو اس کے لبوں پر طنز پرست مسکراہٹ بکھر گئی۔ ڈک نے ساتھی اُسے یقینی بات میں تلاش کرتے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈک ایک ساتھی کے ساتھ سامنے والی سمت پر ہو گا۔

ہائیگر نے کھڑکی کو آہستہ سے بند کر دیا تاکہ وہ لوگ دوبارہ اندر داخل نہ ہو سکیں۔ اور پھر دُک دوبارہ باقاعدہ اندر داخل ہو گیا اور نے جلدی سے لباس بدلایا اور میک آپ کے چننے لگا کر رُستہ اٹھنے والا سے کمرے کا دروازہ کھول کر لُٹٹ کے ذریعے نیچے ہال میں آیا۔ اور بیرونی گیٹ سے نکل کر باہر پارکنگ کی طرف آیا۔ اسی لمحے اس نے عین گیٹ سے ایک کار کو مڑتے دیکھا اور اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ اُسے ڈک کے ایک ساتھی کی جھلک دکھائی دی۔ وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کار کے تعاقب میں تھا۔ اس نے کار میں موجود ڈرائیونگ پر عمران کی سپیشل فکولٹی سیٹ کی اور اُسے اس تمام واقعہ کا رپورٹ دینے میں مصروف ہو گیا۔

میلن پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے ہی سامنے کھڑے ڈک نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا مین ہاروا۔
 "ایس ڈاک مین۔ اور" — ڈک نے بدلے ہوئے لیجے میں کہا۔
 "زیر و سرکل کا ٹنگ چیٹ ڈک۔ اور" — دوسری طرف سے ایک بھرا پی ہوئی آواز سنائی دی۔
 "یہ! — چیٹ ڈک اسٹنڈنگ یو۔ اور" — اس بار ڈک نے اپنے اصل لیجے میں کہا۔
 "مٹر ڈاک! — سپلائی نہیں پہنچ رہی۔ اور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

انہی فی الحال سیدنی مٹوئی کر دی گئی ہے۔ — یہاں پاکیش میں معمولی سی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ فی الحال میں نے پروگرام بنایا ہے کہ اس گڑبڑ سے نمٹ لوں۔ اس کے بعد سپلائی کا مسئلہ شروع

اس لئے کہانے کو آپ مطلع رہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے
مذہب مبر سے جہے میں جواب دیا گیا۔

شکریہ!۔۔۔ بہر حال آپ نے بات کر ہی دی ہے تو
میر اس کے متعلق تفصیل بھی بتا دیں تاکہ میں اس سے پوری طرح
بہرہ ور ہوں۔ ٹوک نے نرم کچھ میں کہا۔

عمران ایک بظاہر احمق سا نوجوان ہے۔ کنگ روڈ کے
فلپٹ میں اپنی باورچی کے ساتھ رہتا ہے اور پاکیشا کی منٹری انٹیلیجنس

کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکھڑا بیٹا ہے۔ لیکن سر رحمان
اس سے اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ اس کا تعلق اگر ہے

تو پاکیشا سیکرٹ سروس کے چیف ایکٹو کے ساتھ ہے۔ وہ اس
کے لئے کام کر رہا ہے۔ گو وہ براہ راست سیکرٹ سروس میں

حاضر نہیں ہے۔ یہ تو اس کے متعلق چند کوالف ہیں۔ ویسے
وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بشاد بن الاقوامی

جو مجرم تنظیمیں اور ملحد کلاس سیکرٹ ایجنٹ اس کے احمقوں اپنی
گرو میں تنویر چکے ہیں۔ انتہائی شاطر۔ نوہین۔ انتہائی حد

تک خطرناک انسان ہے۔ میرے خیال میں اتنا ہی کافی
ہے۔ مزید کچھ کہنے سے ہو سکتا ہے کہ آپ ناراض ہو جائیں۔

اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
ٹھیک ہے۔ ہو سکتا تو میں اس سے خود حکم کر اس کا خاتمہ

کروں گا۔۔۔ بہر حال جب بھی سلائی ہوئی۔ آپ کو بتانا عہدہ
اطلاع کر دی جلتے گی۔ اور۔۔۔ ٹوک نے مزہ بنانے سے

کرد لگا۔ اور۔۔۔ ٹوک نے کہا۔

اوہ!۔۔۔ مشر ٹوک!۔۔۔ کہنا تو نہیں چاہیے۔ کیونکہ ہمارا
آپ کا مسئلہ تو صرف سلائی تک محدود ہے۔ لیکن کہیں

آپ پاکیشا میں عمران سے تو نہیں ٹکرا گئے۔ اور۔۔۔
دوسری طرف سے چمکتے ہوئے کہا گیا۔

عمران!۔۔۔ وہ کون ہے۔ میں تو نام بھی پہلی بار سن
ہوں۔ یہاں انٹیلیجنس کا ایک آدمی ذرا سی گڑبڑ کر رہا ہے

میرے آدمی اس سے بات چیت کر رہے ہیں۔ جیسے
اس سے سودا ملے ہو گیا۔ سلائی بھال ہو جائے گی۔ اور۔۔۔

ٹوک نے جان بوجھ کر جواب دیا۔
اوہ بھر ٹھیک ہے۔ پاکیشا میں سب سے بڑا خطرہ

کسی تنظیم کو ہو سکتا ہے تو وہ عمران ہے۔ اور مشر ٹوک
میرا مخصوص مشورہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عمران سے نہ ٹکرائیں

اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
مگر معلوم تو ہو کہ یہ عمران صاحب ہیں کون۔۔۔ ان

حدود اور لچر کیا ہے جس سے آپ ٹوک میں کو ڈرانے کی کوشش
کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔ ٹوک نے جان بوجھ کر لچر کو ورثہ

کرنے سے منع کیا۔
اوہ سوری مشر ٹوک!۔۔۔ آپ کے جذبات کو پیشکش نہیں

لیکن یقین کریں میرا اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ میں ٹوک میں
جیس عین الاقوامی تنظیم کی توہین کروں۔ میں نے تو صرف

جواب دیا اور دوسری طرف سے اور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے تھوڑا سا ہنسنے لگا۔

عمران — عمران — عمران — جدھر جاؤ وہی عمران — ج طرف جاؤ وہی عمران — آخر یہ ہے کیا مصیبت — ٹوک — غصے سے انداز میں ٹال کر یہ کہی جھپٹ پر زور زور سے ٹکے مارتے ہوئے اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز اس کی پشت پر سناؤ دی اور وہ تیزی سے واپس مڑا۔ پاس ہی ایک چھوٹی سی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ٹوک بیکر کے چہرے پر بڑی ہونی گھسی پر ہلچل گیا اور اس نے ریور اٹھا لیا۔

لیس — ٹوک نے ترخت اور جھاری لہجے میں کہا۔
اس! — میں ٹاکر بول رہا ہوں — اوہ نہیں برا بھلا
نہ چھاپہ مارا ہے۔ لیکن اس کے چہرے پر مارنے ہی ہم نے فوری
پر سب کچھ ایون مقرر فی میں منتقل کر دیا ہے — صرف ایک
ان کے ہاتھ لگی ہے لیکن وہ چوری کی ہے۔ اس نے وہ اس —
کچھ حاصل نہیں کر سکتے — ٹاکر کم نے سب سے جوتے لہجے میں کہا
— اعلیٰ جنس نے چھاپہ مارا ہے — اوہ! اس کا مطلب ہے
یہ ٹاکر اعلیٰ جنس سے متعلق ہے۔ اس کا کہہ کے تعاقب میں وہی
اس کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے — ٹوک نے پوچھا۔

نوسرا — راجر نے کھو بیٹھا تھا — ویسے اب راجر اس
ٹوک کی گھرائی کر رہا ہے — ٹاکر کم نے جواب دیا۔
ٹھیک ہے — اوکے — ٹوک نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد کہا اور پھر دھڑام سے ریور کر ٹیل پر پڑے مارا۔ وہ چند لمحے
دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے
جھک کر دوبارہ ریور اٹھا لیا اور قبرستان شروع کر دیئے۔
لیس — بیٹی اٹھنا — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے آواز سنائی دی۔

ٹوک بول رہا ہوں — ٹوک نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔
لیس کس! — بیٹی کے لہجے میں مودبانہ نین شامل ہو گیا۔
سنو بیٹی! — اب یہاں کام کرنے کی صورت حال بدل گئی ہے
اس لئے میں سارا مشن بریک کر رہا ہوں — ویسے جی ریور سکل
مارا ہے پیچھے لگ گئی ہے — وہ جہیں بننا کر اس برنس پر قبضہ
کرنا چاہتے ہیں — ان کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے کیونکہ میں نے
ہینڈ گاڑیں رالف کو احکامات دے دیئے ہیں کہ ریور سکل کے
تمام ہینڈ کو فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے — اور مجھے یقین ہے
کہ وہ اب تک اپنا مشن مکمل کر چکا ہوگا — لیکن یہاں کی فلیٹ جنس
اور سیکرٹ مرڈر اب آڑے آگئی ہیں اور ہم ناواں لگی ہیں سارا پلان
ان پر واضح کر چکے ہیں — اس لئے اب اس پلان کے تحت
کوئی سہجائی نا ممکن ہو گئی ہے — ایئر نوٹس پر لازماً تفصیلی
چیکنگ کی جائے گی — ٹوک نے تیز تر لہجے میں کہا۔
لیس ہاں! — میں بھی یہی سوچ رہا تھا — لیکن اب کیا
کیا جاسکتا ہے — ہم واپس چلے جائیں — بیٹی نے کہا۔
نہیں! — ایسا ہونا نا ممکن ہے — ٹاکر جن سے ٹوک نے

خدا و کم ہے۔ تو پھر شک ہے تم ایسا کرو کہ ایک غیر ملکی عورت
 کے ساتھ چار مقامی عورتوں کو بھی ملا کر دو۔ مجھے یقین ہے
 ایک دو غیر ملکی عورتوں کی ہلاکت تک بھی نوبت پہنچے گی کہ میں
 انہیں شریک کر کے ان کا خاتمہ کروں گا اور اس کے بعد ہم سپلائی
 کا مسئلہ دوبارہ شروع کریں گے۔ ٹوک نے کہا۔
 ہاں! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کروں۔
 یعنی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 ہاں لڑو! تم میرے ہنر نو ہواؤں میں نے تمہاری صلاحیتیں
 دیکھ کر ہی تمہیں یہ عہدہ دیا ہے۔ ٹوک نے جواب دیا۔
 تمہیں شک ہو یاں! دراصل میں نے اپنے طور پر اس
 مادی صورت حال پر غور کیا ہے۔ میرے نقطہ نظر سے
 ہمارا یہ بزنس ختم ہو گیا ہے۔ انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کو
 ہمارے ان وعدے کا پتہ چل گیا ہے اس لئے اب میرے خیال
 میں یہ لوگ ختم بھی ہو جائیں۔ تب بھی کسی لاکش کو فیروزہ کی جنگ
 کے آپ کو پٹے کے کپڑے نہیں مل سکتی۔ اس لئے کیوں نہ
 ہم اپنا انداز بدل دیں اور کام کرتے رہیں۔ البتہ اس دوران آپ جن
 سے انتظام لینا چاہتے ہیں ساتھ ساتھ لیتے رہیں۔ یعنی نے
 تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
 تم کو ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے ہو۔ ٹوک نے سنجیدہ
 لہجے میں پوچھا۔
 میرا خیال ہے ہاں! ہم عورتوں کی بجائے بچوں کو استعمال

والتے زندہ رہ جائیں۔ ایسا سوچنا ہی ناممکن ہے۔ اس لئے
 اب میں نے پلان بدل دیا ہے۔ اب میں دوسرا کام کرنا چاہتا
 ہوں۔ ہم سپلائی گروپ کو فوری طور پر واپس جھوٹا کر ایکشن
 گروپ کو طلب کرو۔ اسے فوری طور پر یہاں پہنچنے کی ہدایات
 دے دو۔ ایکشن گروپ کے دونوں سیکشنز، مادی سیکشن اور
 لائن سیکشن دونوں کو۔ مادی سیکشن کو تم سنبھالو گے جب کہ لائن
 سیکشن میرے تحت براہ راست کام کرے گا۔ تمہارا اب کام یہ ہوگا
 کہ تم شہر میں جس قدر غیر ملکی عورتیں موجود ہیں انہیں قتل کر کے یہاں
 وحشت چھلا دو۔ بے دریغ قتل کرو۔ میں لائن گروپ کے
 ساتھ سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کے خلاف کام کروں گا۔ ٹوک
 نے کہا۔
 یقیناً ہاں! اس قتل و غارت سے ڈاگ مین کو کیا فائدہ
 ہوگا۔ یعنی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 میں اس قتل و غارت کے ذریعے انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کو
 شریک کروں گا۔ وہ لازماً تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے
 اور میں ان کا شکار کھیلوں گا۔ کیونکہ اگر میں براہ راست ان
 سے ٹکرائو تو میرے کم لمبی موجد بنے گی۔ ٹوک نے جواب دیا۔
 اور میں سمجھ گیا ہاں! لیکن اس سے ایک نقصان ہوگا
 کہ بعد میں سچائی سمجھنے لگے ہیں یہاں غیر ملکی عورتیں دستیاب
 ہو سکتی ہیں۔ یعنی نے جواب دیا۔
 ہاں! یہ بات تو ہے۔ دیکھو یہی یہاں غیر ملکی عورتوں کو

نوسرا۔ — مقامی عورتیں لے کر ہیں۔ کہو کہو مقامی عورتیں دفن کرنے کے لئے یہاں سے باہر نہیں بھیجی جاتیں۔ بلکہ باہر سے یہاں آ سکتی ہیں۔ — یعنی کے فوراً ہی خواب دیا۔
 اودہ واقعی! — مجھے کس بات کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ بیرون ملک بھی تو مقامی عورتوں کے لواحقین رکھتے ہیں۔ — ڈک نے منہ بندتے ہوئے کہا۔
 ہاں! — ویسے وہ بچوں والا سلسلہ ہے گاٹھسک۔
 یا پھر سرے سے سارے آئیڈیے کو ڈراپ کر کے کوئی نیا آئیڈیا سیٹ کیا جاتے۔ — یعنی لے کہا۔
 مثلاً بالکل نیا آئیڈیا کیا۔ — ڈک نے الجھے ہوئے لیے میں پوچھا۔

ہاں! — ایک بالکل اچھوتا آئیڈیا ہے بالکل اچھوتا۔ اور کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا۔ — جیسا عورتوں کو ہی جائے کین عورتوں کے پیٹ میں منشیات بھرنے کی بجائے نابولت کی تہہ ڈبل سائڈنگ کر کے بھر دیا جائے تو کس بارے گا۔ — چونکہ اب یہ بات ان کی نظروں میں ہے کہ ہم عورتوں کے پیٹ میں منشیات ڈال کر رکھتے ہیں اس لئے وہ اسے ہی چیک کریں گے اور نابولت کی توجہ نہیں دیں گے۔ — اس طرح پچھلے سے بھی زیادہ مقدار میں منشیات بھی سگنل جو جائے گی اور یہ لوگ بھی بوکھلا جائیں گے۔ — یعنی لے کہا۔
 تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ — منشیات کی بو سو گھننے

کرنا شروع کر دیں۔ — انہیں مردہ ظاہر نہ کیا جاتے۔ — بلکہ انہیں کس طرح اٹھا کر لے جاتیں جیسے سوتے ہوئے بچوں کو جابا جاتا ہے۔ — اس طرح کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔
 نے کہا۔

— یعنی تمہارا مطلب ہے کہ بچہ اغوا کیا جائے اور اسے وہاں کے اس کے پیٹ میں منشیات بھری جاتیں اور پھر ایک عورت اسے اس طرح ساتھ لے کر جہاز میں بیٹھ جیسے بچہ سو رہا ہو۔ آئیڈیا تو اچھا ہے۔ — بچے تو عام ہی مل جاتیں گے زیادہ تر بھی نہ کرنا پڑے گا۔ لیکن اس طرح سہلائی بے حد کم ہو جائے گی۔ — ظاہر ہے ایک ایسا بچہ جسے ایک عورت اٹھا کر لے جاتی ہے بہت چھوٹا ہی ہو سکتا ہے اور اسے چھوٹے بچے پیٹ میں منشیاتی مقدار جا سکتی ہے۔ — بہت کم۔ — کیا خبر ہے۔ — ڈک نے کہا۔

ہاں ہاں! — مقدار تو واقعی بے حد کم ہو جائے گی۔ لیکن بہر حال کلام چلتا رہے گا۔ — یعنی لے جواب دیا۔
 نہیں! — ایک ٹورٹ کی بجائے دس بچے لے جانے پڑ گئے۔ — یہ خاصا پریشان کن مسئلہ بن جائے گا اس لئے وہ عورتوں والا سلسلہ ہی ٹھیک رہے گا۔ البتہ اس میں ایک ترمیم ہو سکتی ہے کہ ضروری نہیں کہ ہم غیر ملکی عورتوں کو ہی پار کریں۔ — یہ کام مقامی عورتوں سے بھی لیا جاسکتا ہے۔
 ڈک نے کہا۔

ڈک نے کہا۔
 "ہمیں تریپ کرنے کے لئے۔ کیا مطلب ہاں۔"
 گڈمین نے حیرت جھپٹے بلجے میں کہا۔
 "اس لڑکی کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور
 سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے۔ اور ہاں! یہ بھی دیکھ
 ہے کہ یہ دونوں بھی سیکرٹ سروس سے متعلق افراد ہوں۔
 ٹھیک ہے تم انہیں مت چھیڑو۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں۔"
 ڈک نے کہا اور ریسورسز کو کہہ کر وہ تیزی سے اٹھا اور محنت کمرے
 کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ میک آپ و عزیز کر کے وہ ہوشیلازہ پہنچ
 سکے۔ اس کے ذہن میں ایک نیا پلان ترتیب پا رہا تھا۔

میں جلد از جلد ان تنگ انسانیت قسم کے مجرموں کا خاتمہ کرنا
 چاہتا ہوں۔ سمجھے۔ عمران نے تیز بلجے میں سامنے بیٹھے
 ہوئے بلیک نیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "بالکل عمران صاحب!۔ ایسے مجرم ناقابل معافی ہیں۔"
 بلیک نیرو نے جواب دیا۔

منشیات تو سمجھن کوئی ہی رہتی ہے۔ لیکن انہوں نے
 واقعی کتنی جیسا کام کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس
 سے پہلے کہ یہ کسی اور عورت کو ہلاک کریں۔ میں ان کا گلا دبوچ
 لوں۔ عمران نے مونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ
 نرسج ہو رہا تھا۔

لیکن عمران صاحب!۔ یہ لوگ بے حد شاطر ہیں ایک
 گرواڈ بھی نہیں بنا۔ تے۔ اب دیکھتے! مٹائیگ نے ان کا تعاقب

ت جس سے اس نے کنٹیکٹ کیا ہوگا۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ایک زبردستی سر جھکا دیا۔

عمران ایک سٹیشن روم سے باہر آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اکی کاروائش منزل سے نکل کر تیزی سے ہوٹل پلازہ کی طرف دو گئی ہوٹل پلازہ چونکہ شہر کے ایسے علاقے میں تھا جہاں زبان تو غیر ملکوں کی رہتی تھی اس لئے عمران نے ہوٹل پلازہ کا نام لیا۔ کیونکہ اسے امید تھی کہ ٹاگ مین کے آدمی غیر ملکی عورتوں کی تلاش میں ایسے ہی علاقوں میں گھومتے رہتے ہوں گے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں سرنگی کہیں نے مقامی تاجروں جیسا میک آپ کا ہوا تھا۔ کار اس نے پارکنگ میں ایسی جگہ روکی جہاں سے فوراً ہوٹل سے باہر اسے لے جاسکے اور پھر کار سے اتر کر وہ بڑے اطمینان سے چلا ہوا ہوٹل پلازہ کے ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا۔ البتہ چند میزوں پر دو مقامی اور تین چ غیر ملکی جوڑے بیٹھے بیٹھے چائے پلانے کا شغل کر رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان سے چلا ہوا ایک کونے کی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

لیس سر۔۔۔ دوسرے لمحے ایک باوردی ویش اس کے ر پر مہینچ گیا۔

نو پاؤں۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

جی۔۔۔ کیا فرمایا آپ نے۔۔۔ ویش نے حیران ہو کر پوچھا۔

برادر!۔۔۔ تم نے آدھی انگریزی اور آدھی اردو بولی۔۔۔

نہ بھی اسی طرح جواب دے دیا۔۔۔ تم نے لیس کہا۔۔۔ میں نے دیکھ دیا۔۔۔ تم نے سر کہا۔۔۔ میں نے پاؤں کہہ دیا۔۔۔ اب دیکھ کہ تمہیں کس بات کی سمجھ نہیں آتی تاکہ میں کسی وکشنری کا سہارا لے کر تمہیں سمجھاؤں۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

اوہ سر!۔۔۔ آپ مذاق فرما رہے ہیں۔۔۔ میرا مطلب سر سے جانب تھا اور میں آؤر پوچھنا چاہتا تھا۔۔۔ ویش نے بے اختیار سرکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید میری سمجھا تھا کہ کسی سسکی سے پالا بڑ گیا ہے۔ لیکن چونکہ ان کا پیشہ ہی ایسا تھا کہ ہر قسم کے افراد سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ پرواہ نہ کی تھی۔

اچھا اچھا۔۔۔ تو تم سالم انگریزی بول رہے تھے۔ لیکن جانی! جانب کے متضاد کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں۔ یہی تم بتا دو۔۔۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ صرف وقت گزاریا چاہتا تھا۔

سر مجھے نہیں معلوم جناب!۔۔۔ آپ آؤر دیں۔۔۔ ویش نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

تو جانا جناب کا متضاد ڈھونڈ کر لاؤ۔۔۔ بھاری ٹپ دو لگاؤ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس طرح منہ پھیر کر ان کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار اس قسم کے ہوٹل میں آیا ہو۔

ویش چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران مسکرا رہا۔ اسے صدف سرکیشن چیکل اور ہولیا کا انتظار تھا۔ اور ابھی وہ مین گیٹ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ویش ایک بار پھر تیزی سے اس کی طرف آنا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرسے تھے جس میں پانی

کا گلاس رکھا ہوا تھا۔

یہ لیجئے صاحب!۔۔۔ سر تو شراب پیئے ہیں۔۔۔ اور

کے آٹ لائزما پانی ہی پیتے ہوں گے۔ ————— و سیر بھی کچھ کم سترو

نہ تھا۔ اس نے اپنی کاکھاس عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے

واہ! — یہ جو لی سہ بات — ایک بات بناؤ کہ مبارک

کہا۔ کیونکہ وہ شر کے اس حجاب سے وہ خاصا محفوظ ہوا تھا۔

”میں تو یہیں کارہنہ والا ہوں۔“

دیڑھے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ ہیں! — اچھا یہ بھی کوئی مردم خیز علاقہ ہوگا۔ —

رہا ہی ویرھا کجا۔۔۔ اگر آپ پانی کے ساتھ روئی سے
سے کھڑے ہو کر یہ بھی لے آتے تو کم از کم مزہ ہو جانتے کہ کھڑے رہا

بھی بیٹھے بیٹھے طے کر لیتا۔ — دل سے ٹھٹھ کے حق دار مو۔

عمران نے جیسے ہوئے کہا۔ اور پھر جیب سے اس کے بیٹوانے

اور اس میں سے ایک پرائیوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

ویشٹ نے ایک لمحے کے لئے کوحیرت سے آنکھیں میاڑ کر

بڑے لوٹ لود کیا۔ دوسرے مجھے اس کے جیٹ (کوٹ) کے

میں آپ کے لئے نوتل لے آؤں۔ — وٹرمے دانت نکالے۔

موتے کہا۔

ساتھ پہن چکی تھی۔ انا — عمران نے کہا اور ویٹر بے اختیار

Green Pakistanipoint

بہتر کرتی ہے۔

اسی لمحے عمران نے جڑ لیا کو اندر داخل کرتے دیکھا۔ صہدر اور

نیشنل شکیل اس کے ہر شعبے تھے۔ وہ عینوں اصل چہروں میں تھے ان

فیمنوں نے ایک میسر سنجالی اور اطمینان سے بیٹھ کر ویٹر کو آرڈر دینے

اور پھر انہیں سرحدوں کی رو سے اور تشریح کے اعتبار سے، اقلیتوں کے

علیحدہ منبر پر جا کر بیٹھ گیا۔ جب کہ نعمانی شائد مامری رہا تھا صبر و

نے دیکھ کر کھانسی کا آرڈر دیا تھا۔ کیونکہ مختصر سی دیر بعد ان کی میسر ہو

کیا انکا شروع ہو گیا۔

واہ اب۔۔۔ یہ لو حکومت کے حریف پر عیش کر رہے ہیں اور ایک

اے رکنے! — عوام پر غرور ڈالنا تو میرا کام نہیں

اسی لمحے وٹراں کے قوس آگیا اور اس نے مسکراتے ہوئے

اور بچہ جس کا گھلاش عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”جہانی اگر سادہ پانی کے سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں تو اس

بچے پانی کے لئے بے لڑکے — سوچ لو: ایسا نہ ہو کہ مجھے

عمران کے مسرے

اردو سر! — یہ میری طرف سے ہے۔ — ورنہ نہ مگراتے

اس نے جواب دیا، اور تیزی سے واپس نہر گیا۔

مہمان نے مسکراتے ہوئے مجلسِ امٹھا کرنبوں سے نکالید وہ

Scanned By Waqar A

ڈھیر ہو گئے۔ لیکن دو آدمی جو لیا کو اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے
 بین گیٹ کر اس کر گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو سنبھالو — عمران
 نے چیخ کر منور سے کہا اور دوسرے ملے وہ بجلی کی سی تیزی
 سے اچھل کر بین گیٹ کے باہر آیا۔

اسی لمحے عمران نے نکلے آسمانی رنگ کی لمبی سی کار کو آندھی
 اور طوفان کی طرح گپاڑا ٹر گیٹ سے نکلے دیکھا اور اس کا رے
 مسلسل فائرنگ عقب پر کی جا رہی تھی اور اس فائرنگ سے کئی
 افراد گپاڑا ٹر میں ہی ڈھیر ہو چکے تھے۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر
 کار کا دروازہ کھول وہ اس طرح سٹیزنگ پر بیٹھا جیسے اس کے
 پیچھے پانی آ رہا ہو۔

دوسرے لمحے اس کی کار ہندو سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتی
 ہوئی گیٹ کے پاس کر کے سرک پر آئی۔ ٹریفک کے باوجود عمران
 کار کو اس خوفناک انداز میں اڑاتے لئے جا رہا تھا کہ باقی کاروں
 والے وحشت زدہ ہو کر اپنی کاریں ایک طرف ہٹاتے چلے جاتے
 تھے۔ لیکن اگلے چوک تک پہنچنے کے باوجود عمران کو وہ آسمانی
 رنگ کی کار کہیں نظر نہ آتی تو اس نے ہونٹ چیتے لئے اور
 پھر چوک سے کار واپس موڑ لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے ڈراچ سے
 ڈیا گیا ہے۔ کار راستے میں ہی کسی گلی میں موڑ لی گئی ہے۔ اور
 جاتے ہوئے چونکہ وہ بے تحاشا انداز میں کار چلا رہا تھا اس لئے

بڑے اطمینان سے چٹکیاں لے نیکر اور بچ جوس پی رہا تھا جب
 صفدر اور اس کے ساتھی بڑے مٹاٹ سے کھانے میں مصروف
 تھے۔ ادھر تصویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس نے صرف چلے
 منگوائی تھی اور اب وہ چلے پینے کے ساتھ ساتھ پیچ و تاب کر
 کھا رہا تھا۔

عمران سمجھ گیا کہ اگر اسے ایک شو کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ بھی
 کھانے میں شریک ہو جاتا۔ ظاہر ہے اس وقت وہ مجبور تھا
 صفدر اور کیپٹن شکیل کو جو لیا کے ساتھ ہتھتے بولے اور کھانا
 دیکھ کر وہ پیچ و تاب ہی کھاسکتا تھا۔
 کھانا ختم کرنے کے بعد انہوں نے چائے منگوائی اور
 لے نیکر بیٹا شروع کر دی۔

چائے پی کر صفدر اور جو لیا نے کوئی بات کی اور صفدر
 ویر کو بل لانے کے لئے کہا اور پھر بل آکر کے وہ تینوں
 اور بین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران ابھی اُٹھنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اجابک میں گیس
 جار غلکی اندر داخل ہوئے اور دوسرے لمحے ہاں صفدر اور
 شکیل کی چیخوں سے گوبچ اٹھا۔ آنے والوں نے ہلکے جھکے
 دونوں پر فائر کھول دیا تھا۔ اور وہ دونوں ہی گولیاں کھا کر
 ہوئے فرش پر گرے تھے۔

اسی لمحے عمران اور منور دونوں نے بجلی کی سی تیزی
 سے رولر زنگ لے اور پھر آنے والوں میں سے دو گیٹ کے پاس

اس کی توجہ گھریوں کی طرف نہ گئی تھی۔ والسی کے وقت اُسے ایک کھلی گلی میں دبی آسانی رنگ کی کار نظر آگئی۔ تو اس نے کار اس طرف موڑ دی۔ لیکن توجہ کے مطابق کار خالی تھی۔ جولیا اور انوکا غائب تھیں۔

عمران نے کار اہل کار کے پیچھے روکی اور نیچے آکر وہ آسمان کار کی طرف بڑھا۔ بس نے ایک نظر کار کو باہر سے دیکھا اور پھر اُسے اگلی سٹاپ میں ایک کاغذ سا دبا ہوا نظر آیا۔ جیسے کاغذ کسی جیب سے گر کر دب گیا ہو۔ عمران نے دروازہ کھولنے کے بعد ہینڈل کھینچا ہی تھا کہ ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گیند کی طرح فضا میں اچھل گیا ہو اور اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے ہوں اس کے ساتھ ہی اس نے ذہن پر تار بکریوں کے غلبہ پایا۔

خاتون رنگ اور چیخوں کے ساتھ ہی جولیا کے سر پر زوردار ضرب لگائی تھی۔ اور اُسے آخری احساس یہی ہوا تھا کہ کسی نے اُسے چھپوٹ کر فضا میں اٹھالیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن سے ہر احساس غائب ہو گیا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر آنکھوں کی کڑکھٹائی کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس کے کرہ گئی اس کا سر دوڑکی شدت سے جھٹکنے کے قریب ہو رہا تھا اور وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بازو کرسی کے بازوؤں کے ساتھ کھپ کر دیکھ گئے تھے۔ اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے سائے والے دونوں پیروں کے ساتھ لپٹے کے کڑووں میں چھپنے ہوئے تھے۔ کرسی لوہے کی تھی۔

جولیا کا لباس مسلا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ایک بڑے کمرے

کے درمیان میں رکھی ہوئی کسی پر بھی مٹی، کمرے کی چھت سے صرف ایک روشن بلب تک رہا تھا۔ کمرے کی خاصی نیچی چھت بتا رہی تھی کہ یہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اس کے اگلا دروازہ جو لیا کے منہ کے بالکل سیدھ میں تھا جو بند تھا۔ جو لیا نے ادھر ادھر سرگھا کر کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک سائپر لے سیاہ رنگ کا ایک تابوت رکھا ہوا نظر آیا تو اس نے ہونٹ بھیخ لئے۔ اسے سب سے زیادہ فکر صغیر اور کیشن شکیل کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں ابھی تک ان کی چوڑی اور گرنے کے علاوہ محفوظ تھے۔ لیکن اسے تسلی تھی کہ تمیز وہاں موجود تھا اور لازماً وہاں بھی وہیں کہیں ہوگا۔ اس لئے انہوں نے یقیناً ان دونوں کو سنبھال لیا ہوگا۔

اور پھر اس نے بازوؤں کو لوہے کے کھپوں سے نکالنے کے بعد جلد شریک کر دی۔ لیکن یہ کلپ خاصے تنگ تھے اس نے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں ہی مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان میں سے دو ایک سائپر پر او دوسرے دو دروازے کی دوسری سائپر پر کھڑے ہو گئے۔ اور چاروں نے دروازہ داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کا نوجوان تھا۔ جس کا چہرہ چھتر کی طرح سرخ تھا۔

"ہاں تو میں جو لیا نافروا ڈرا! — تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہارے دوبارہ بلوالیا ہے۔" ٹوک نے آگے بڑھ کر جو لیا کے سامنے کھڑے

ہوتے ہوئے کو خستہ بلجے میں کہا۔
 "تم نے مجھے نہیں — بلکہ اپنی شامت کو بلوالیا ہے سڑ ڈک۔" جو لیا نے خشک بلجے میں جواب دیا۔
 "یہ تو وقت بتائے گا کہ میں نے کس کو بلوالیا ہے۔ فی الحال تمہیں یہ اطلاع دے دوں کہ تمہارے تین ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔" دو تو وہیں ہونٹ میں ہی ہسٹ ہو گئے۔ اور ایک کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کار میں گئے طاقتور ہم کی وجہ سے فضا میں ہی ٹکڑے ہو کر کھرا گیا ہے۔ اور یقیناً یہ سیکرٹ سروس کے ممبر بن گئے۔ ڈک نے بڑے ٹھنڈے بلجے میں جواب دیا وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے فوڈن کا آدمی تھا۔

"ہوسکتا ہے تمہاری بات درست ہو۔ لیکن نہ ہی میں کسی سیکرٹ سروس کو جاننی ہوں اور نہ ہی وہ میرے ساتھی تھے۔ میں تو صرف کھانے کے پکڑ میں ان کے ساتھ ہوئی تھی۔" جو لیا نے ہونٹ بھیختے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ لیکن بہر حال تم عمران کی ساتھی ہو۔ اس سے تو تم انکار نہ کرو گی۔ اور عمران کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ لہذا یہ نتیجہ بالکل منطقی ہے کہ تمہارا اعلان بھی سیکرٹ سروس سے ہی ہے۔" ڈک نے مکرراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خیال میں تمہیں پہلے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔" عمران سے صرف میری دوستی ہے اور بس۔" باقی رہی سیکرٹ

سروں والی بات — تو میں نے غلموں اور جاسوسی نادلوں میں تو اس کا ذکر پہنچا ہے۔ لیکن مجھ جیسی ایک غلام پیشہ عورت کو اول تو سیکرٹ سروس میں رکھنے کا کون — اور دوسری بات یہ کہ میں متعاقب نہیں ہوں بہر حال غیر ملکی ہوں — اور کم از کم اتنی عقل تو تم میں بھی ہے کہ کوئی ملک اپنی سیکرٹ سروس میں کسی غیر ملکی کو بھرتی نہیں کر سکتا۔ — جو لیائے بھی اپنے بچے کو ٹھنڈا کرتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ واقعی! — تمہاری یہ بات قابل غور ہے۔ بہر حال تم جو کچھ بھی ہو۔ میں نے تمہیں دو معاہدے کے لئے اغوا کیا ہے۔ ایک تو میں تمہارے ذریعے عمران کا شکار کھینچا جاتا ہوں — اور دوسرا یہ کہ تم میرے بزنس کے لئے اچھا مارگٹ بن سکتی ہو۔“ ڈک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری جو مرضی آئے کرو۔ اس وقت میں بے باس ہوں۔ کیا کر سکتی ہوں۔“ جو لیائے ٹیکفوت کچے کو شکست خوردہ بناتے ہوئے کہا۔

”بڑی جلدی اختیار ڈال دیتے تم نے۔ بہر حال تم عورت ہو اس لئے تمہاری مجبوری ہے۔ سنو! میں تمہیں ایک آفر دیتا ہوں۔ اگر تم اسے قبول کر لو گی تو فائدہ میں رہو گی۔“ ڈک نے ہنسنے لگے ہوئے کہا۔

”کیسی آفر۔۔۔؟ جو لیائے چونک کر پوچھا۔
”تم میرا پہلا مقصد پورا کر دو تو میں دوسرا مقصد چھوڑ سکتا ہوں۔“

میرے لئے عورتوں کی کمی نہیں ہے۔ — لیکن اگر تم نے پہلے مشن میں تعاون نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں پہلا مشن ڈراپ کر سکے فوراً دوسرے مشن کو شروع کر دوں — تم نے یہ تاہوت دیکھ ہی لیا ہو گا۔ ابھی چند لمحوں میں ہی تم اس تاہوت میں مردہ حالت میں بند ہو سکتی ہو۔ — لولو کیا کہتی ہو؟ — ڈک نے کہا۔
”تم مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہو۔“ جو لیائے چند لمحوں فاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”عمران کے خفیہ نمٹکانے کو تم بہر حال جانتی ہی ہو گی۔ اس بات کرو اور جہاں میں کہوں اسے پہنچنے کے لئے کہو۔ تم یہاں رہو گی جب میں عمران کا شکار کروں گا تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں یہاں سے زندہ باہر نکال دیا جائے گا۔“ ڈک نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے۔ میں تعاون کے لئے تیار ہوں۔“ جو لیائے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”گڈ! — تم واقعی سمجھدار لڑکی ہو۔ اور ویسے بھی تمہاری ان متعاقب لوگوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ لولو! ایسے ڈرائیو کر دو گی عمران کو۔“ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس کے فلیٹ پر ٹیلیفون کروں گی اور کیا کر دو گی۔“ جو لیائے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”اس کا فلیٹ بند ہے۔“ لالہ لگا ہوا ہے۔ اور بتاؤ۔؟
ڈک نے جواب دیا۔

”اوہ! — پھر تو اس کی تلاش ممکن ہے۔ وہ آوارہ گرد

نہیں سونی چلی ہے۔ ٹوک نے اپنی عادت کے مطابق استہانی
شہدے بچے میں کہا۔
"باس! آکھ کا آپریشن کیسا رہے گا۔" بیٹی نے
جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ نوبھرت عورت ہے۔ اس کو جوٹ کے
لے داغ لگ جلتے گا۔ کوئی اور ترکیب بتاؤ۔" ٹوک نے
جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پروں کی انگلیاں ایک ایک کر کے کاٹ دی جائیں۔" بیٹی
نے دوسری ترکیب بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! میرے خیال میں یہ بخٹیک رہے گا۔ کٹی ہوئی
انگلیاں جراڑوں میں چھپ سکتی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ چھوٹی
انگلی سے شروع ہو جاؤ۔ گیند کو انگوٹھا کٹنے سے بے چاری کی چال
میں بھی فرق آسکتا ہے۔" ٹوک نے کہا۔

"بس کس۔" بیٹی نے کہا اور پھر جلدی سے کوٹ کی اندر
جب سے ایک آستہ نکالا اور اُسے کھول کر وہ اس کی دھار پر
انگلی پھیرا ہوا جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔

"اب بھی وقت ہے بس جولیا! اپنے پروں کی انگلیاں
بچاؤ۔ یہ بیٹی مجھ جیسا رحم دل نہیں ہے۔" ٹوک نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے سچ سچ بتا دیا ہے اب تمہاری
مرضی تم یقین کرو یا نہ کرو۔ جولیا نے بوٹ چھینتے ہوئے

آدمی ہے۔ نجلے کہاں کہاں دھکے کھانا پھر رہا ہوگا۔ جولیا
نے کہا۔

"تم شاید مجھے بروقت سمجھ کر ایسی باتیں کر رہی ہو مں جولیا۔
میں ٹوک میں جیسی تنظیم کا سربراہ ہوں۔ جس کے نام کی دہشت
سے ہی بے ڈرے سیکرٹ ایجنٹ کاٹ اٹھتے ہیں۔ اس
لئے مجھ سے یہی بات کرو۔" ٹوک کا بچہ بھونٹ مٹن ہو گیا۔
"سیدھی بات ادا کیا کروں۔ مجھے بتاؤ۔ میری توسیع میں کوئی
بات نہیں آتی۔" جولیا نے جھنجھٹاتے ہوئے بچے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر بتاؤ۔" میں یہ نمبر ملا ہوں۔ تم
اس سے بات کرو اور اُسے کہو کہ تم فلاں جگہ شدید زخمی حالت میں
پڑی ہو۔ عمران کو بھیجا جاتے تاکہ تمہاری مدد کرے۔" ٹوک
نے کہا۔

"جب میں کہہ چکی ہوں کہ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق
نہیں تو پھر تم بار بار تمہیں مجھے تنگ کر رہے ہو۔" جولیا نے کہا۔
"اوہ! اچھا تم نہیں بتانا چاہتی تو نہ نہیں۔" ٹوک نے
کہا اور اس چقدر جیسے چہرے والے نوجوان کی طرف مڑا۔
"بیٹی۔" ٹوک نے کہا۔

"بس باس۔" چقدر جیسے چہرے والے نے فوراً ہی مودبانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مختصر سے سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر معلوم کرنا ہے
کیا کیا جاتے۔" کوئی آسان سی ترکیب بتانا۔ اسے زیادہ تکلیف

ہوئے کہا۔
 "مٹھرو۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔" یکجہت جویا
 نے بری طرح دھچکنے ہوئے کہا۔ اس کا حوصلہ جواب دے گیا تھا۔ کیونکہ
 وہ لوگ جن اطمینان سے سارا کام کر رہے تھے، اس سے ان کی
 سفاکی کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

رک جاؤ بیٹی! بے چاری داغدار ہونے سے بچ گئی ہے۔
 ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیٹی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دل سے اس کے
 پہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے کسی بہت بڑے لطف سے
 جبراً محروم ہونا پڑ گیا ہو۔

"میں تمہارا بیٹی ہوں۔ لیکن بات مجھے ہی کرنی پڑے گی۔
 کیونکہ وہ سیکرٹ سرکس کے چیف کا نمبر ہے۔" اجنبی آواز
 سننے سے خود بخود بند ہو جانے لگا۔ جویا نے زور زور سے
 مائلں لیتے ہوئے کہا۔

"بیٹی! ٹیلیفون اٹھاؤ اور جو نمبر بتاتے وہ ڈائل کر کے
 اس کا رسورس اس کے کان سے لگا دو۔" اور ساتھ ہی لاؤڈ ٹانک
 بھی ان کو دینا تاکہ ہم بھی سنیں کہ سیکرٹ سرکس کے ایک ممبر اور
 اس کے چیف سے کیا باتیں ہوتی ہیں؟ ڈک نے کہا اور بیٹی
 نے آسترا بند کر کے واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تیزی
 سے دروازے کی طرف نکل گیا۔

"سو جویا! تم نے عمران کو پیغام دیا ہے کہ وہ گرد باؤ کے
 ہالے کھنڈرات میں پہنچ جائے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے

جواب دیا۔ اور اسے!۔ یعنی کام شروع کرو۔" ڈک نے پاٹ بیٹے
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیس باس!۔ ابھی لیجئے۔" ابھی یہ ٹیپ ریکارڈ کی طرف
 آن ہو جائے گی۔۔۔ یعنی نے مسکراتے ہوئے کہا اور رٹے اٹھا
 سے جویا کے سامنے زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے فنی آہٹ
 اور اطمینان سے جویا کے پیروں میں پہنا ہوا سینڈل اٹھا اور
 جراب اتارنے لگا۔ وہ اس طرح کام کر رہا تھا جیسے اسے کسی چ
 کی فکر نہ ہو۔ جویا ہنٹ جیسے بیٹھی ہوئی تھی البتہ اس کے چہرے
 پر پسینے کے قطرے ضرور اُبھر آتے تھے۔

"واہ!۔ بڑے خوبصورت پیر ہیں باس!۔" انہر
 خوبصورت پیر ہیں۔" بیٹی نے جواب اتارتے ہی چٹخاؤ
 ہونے لگا اور پھر ایک طرف فرش پر رکھا ہوا آستر اٹھا کر اس
 دھار پر اٹھ لی چہرے لگا۔

"باس!۔ ایک سی انگلی کاٹنی ہے۔" یا ایک سی وار
 سارا صفائی کروں۔" انتہائی نرم گوشت ہے۔ ایک ہی وار
 کٹ جائے گا۔" بیٹی نے مٹھرو سے مٹھرو لہجے میں کہا۔

"مٹھرو!۔ چہرہ دوسری۔" باری باری۔" شاید ایک
 انگلیاں کٹوائے کے بعد اسے سمجھ آجائے۔" ڈک نے مٹھرو
 ہونے جواب دیا۔

"لیس باس۔" بیٹی نے آسترے والا مٹھرو اوپر کر اٹھا۔

کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر فوری موت تمہارا مددگار بن جائے گی۔ — ڈک نے کہا۔

میں سمجھتی ہوں۔ — جولیا نے پاٹ بلیچ میں خواب دیا۔ پھر چند لمحوں بعد بیٹی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈاکٹر کا نوٹ تھا۔ ظاہر ہے اس کا مسئلہ کسی ٹیلیفون سے وابستہ نہیں ہے۔ فوراً بلیچ فکس تھا۔

تم بتاؤ۔ — بیٹی نے جولیا کے قریب رکھتے ہوئے کہا اور نے اکیٹو کے سپیشل نمبر بتا دیئے۔ یہ نمبر خاص طور پر اسی مقصد کے لئے رکھا گیا تھا کہ اگر کسی مجبوری کے تحت نمبر بتانا پڑ جائے تو یہ سپیشل نمبر بتایا جائے۔ اس نمبر پر فون سے مطلب نہیں ہو جاتا تھا کہ مجبوراً نمبر رنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اس نمبر کے ساتھ منسلک ٹیپ اور دوری سائیکل کے نمبر چیکنگ مینوٹر مشین اور یہ خود خود اکیٹو کے اصل نمبر سے اندرونی طور پر منسلک جاتا تھا۔

بیٹی نے جولیا کا بتایا ہوا نمبر برائے کیا اور پھر اسے جولیا کے سے لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوئی بات دیا تو کمرے کے ایک کونے سے اونچی آواز میں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ اکیٹو نے۔ — چند لمحوں بعد اکیٹو کی مخصوص آواز جولیا کے کانوں کے ساتھ ساتھ کمرے کے کونے میں گونج اٹھی۔

جولیا بول رہی ہوں جناب! — عمران کہاں ہے۔ — جولیا نے پاٹ بلیچ میں کہا۔

کیوں؟ — اکیٹو نے مختصر لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا۔ میں شدید زخمی ہو گئی ہوں۔ — گرد و باؤ کے کھنڈرات کے قریب ایک پیلا فون بومب سے بڑی مشکل سے کال کر رہی ہوں۔ بڑا اور ٹانگوں کی ہڈیاں مضروب ہیں۔ اس لئے مجھے بڑی دشواری سے گھسٹ کر یہاں تک آنا پڑا ہے۔ — آپ عمران کو گرد و باؤ کے کھنڈرات میں مجبور ہیں۔ — میری حالت توجہ خراب ہے۔ — جولیا نے کہا۔

اوہ! — لیکن یہ جوا کیسے؟ — اکیٹو کے لیے میں حیرت مئی میں ایک مشکوک آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے اور کئی مئی کو کار بازنگ ہوئی اور کار ایک کھائی میں آٹ گئی جس سے مجھے کئی لگ گئی ہیں۔ — جولیا نے جواب دیا۔

تھک ہے۔ — میں عمران کو کنگسٹ کر کے مجبور ہوں۔ — اکیٹو نے کہا۔ — بلیچ فکس کے لئے نمبر دیا اور جو مسئلہ اکیٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ — بیٹی نے وائرلس فون پر بتا کر اسے آف کر دیا۔

گڈ بیٹی! — تم ٹاسک کو بہت کمزور پوری طرح ہوشیار ہو جائے۔ — عمران وہاں پہنچے۔ اس پر بظاہر گرد و باؤ ناکار کیا جائے اور نہ بچ کر نہ جائے۔ اور تم خود جا کر چیک کرو کہ یہ فون ٹھیک ہے تاکہ وہاں پھر لوہر ریک کی تیار کی جائے۔ — ڈک نے کہا۔

بس! — بیٹی نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے

کی طرف مڑ گیا۔
 "میں جویا ہا۔۔۔ چونکہ تم نے مجھ سے تعاون کیا ہے
 نے میں تمہیں چار گھنٹوں کی مزید مہلت دیتا ہوں۔
 گھنٹوں کے اندر عمران کا خاتمہ ہوگا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے
 ورنہ پھر میں دوسرے ممکنہ پر عمل درآمد شروع کر دوں گا۔
 نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے وہ بھی وال
 دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باقی مسلح افراد بھی اس کے پیچھے ک
 سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی جویا نے ایک طویل سانس لیا۔ لو
 کے کڑوں نے اُسے واقعی بے لیں کر دیا تھا اور فوری طور پر
 آپ کو بچانے کے لئے اُسے سپیشل نمبر تیار کیا۔ لیکن آسے
 نہ تھا کہ یہ لوگ ڈائریکٹ فون کی بجائے وائرلیس فون
 کریں گے۔ ظاہر ہے وائرلیس فون کی رینج خاصی بڑی ہوگی
 لئے ایکٹو جہاز اس فون کی ٹریس کرے گا۔ وہ کم از کم یہ جگہ
 اور اس جگہ چھاپا پڑتے ہی یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ جویا
 ان سے ڈانٹ کیا ہے۔ اور پھر اس کی موت یقینی تھی اس
 اُسے فوری طور پر اپنی رہائی کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن
 کرے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور موقع یہی تھی
 کچھ دیر بیٹھی سوچتی رہی۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو پیچھے
 دھکیلنا شروع کیا تاکہ کرسی کو پیچھے گولا سکے۔ لیکن دوسرے
 اُسے یہ محسوس کر کے بڑی مایوسی ہوئی کہ کرسی کے پائے فرش

کڑے ہوئے تھے۔ اُسے یہ تو معلوم تھا کہ ان کڑوں کا سہمہ کرسی
 کے پچھلے پائے کے ساتھ ہوگا۔ لیکن وہاں تک نہ ہی اس کا ہاتھ جاسکتا
 تھا اور نہ پیر۔
 وہ ایک بار پھر سوچنے لگی کہ آخر وہ کیا کرے۔ اسے کچھ نہ کچھ تو
 کرنا کرنا چاہیے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ دروازہ ایک بار
 پر کھلا اور اس بار یعنی اکیلا ہی اندر داخل ہوا۔ اور اسے دیکھنے
 ی جویا سمجھ گئی کہ وہ اچھی نیرت سے نہیں آیا۔ اس کی آنکھوں
 نے ششاد نیت جھلک رہی تھی۔

مستور میں جویا ہا۔۔۔ میں نے تمہارے پیر بہت قریب سے دیکھے
 اور اگر میں اتنے قریب سے تمہارے پیر نہ دیکھا تو شاید
 کے جذبات میں کس قدر تیزی پیدا نہ ہوتی۔ لیکن کسی
 اور بدورت عورت کے غور و خور پر تیزی مگر وری ہیں ویسے میں
 ہاں سے اجازت لے لی ہے اور ہاں نے مجھے کہہ دیا ہے کہ
 ان چار گھنٹوں میں اپنے جذبات کی تسکین کر سکتا ہوں۔ کیونکہ
 ہوگا جو اب تم زندہ طورہ نہیں شقیں۔ لیکن اگر تم میرے
 تو تعاون کرو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ باس سے درخواست کر کے
 اپنی جان بچاؤ دوں گا۔ ہاں میری بات نہیں ٹالنا۔ میں اس کا
 ہوں۔ اور اگر تم نے تعاون نہ کیا تو میری نہ رہتی کڑوں
 یعنی نے جویا کے سامنے اگر تیز لہجے میں کہا اس کا چہندہ
 اور سرخ چہرہ جذبات کی شدت سے اور زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔
 کہہ دیا کہ یہ مسٹر بیٹی ہا۔۔۔ میں کوئی اتنی پارا سرگت نہیں

میں کھڑا۔

جواب پہننے کے بعد جولیا نے بڑے اطمینان سے سینڈل پہننا شروع کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنی پنڈلی کو ذرا سا مسلا۔
اب چلو بھی سہی۔ بیٹی نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔
چلو۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے کچے بیٹنی بڑی طرح چیخا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ ریوا اور اس نے ہاتھ سے شکل کر ڈور جا گرا تھا۔ اور پھر جولیا نے ریوا اور کی طرف چھانک لگا دی۔

نیچے گرتے ہی بیٹی بھکی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اتنی تیزی سے جیب سے اسٹرا نکالا۔ لیکن جولیا اس سے زیادہ تیز تھی۔ جیسے ہی اسٹرا باہر آیا۔ جولیا نے ریوا اور اٹھا کر مڑے ہی خانہ کر دیا اور گولی بیٹی کے اسی ہاتھ پر پڑی جس میں اسٹرا تھا۔ اور بیٹی زلفا طرح چیخا ہوا ہاتھ جھٹکنے لگا۔ اسٹرا اس کے ہاتھ سے نکل کر ڈور ایک کونے میں جا گرا۔ جولیا نے دوسرا فائر کیا اور اس بار بیٹی کسی شکار کے لئے والے غرغوش کی طرح اچھل کر فرش پر جا گرا۔ گولی اس کی ران میں لگی تھی۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھمکے سے کھلا۔ لیکن جولیا نے ایک بار پھر گر کر دیا اور دروازے میں نمودار ہوئے والا مٹین گن برادر چیخا ہوا پشت کے بل بائزرشس پر گرا۔ گولی اس کے سینے میں پڑی تھی اور وہ دروازے میں ہی الٹ گیا تھا۔

جولیا نے اس کے گرتے ہی دوڑ لگائی اور پک جھپکنے میں اس

ہوں۔ ویسے بھی میں مغربی لڑکی ہوں۔ میں تم سے مکمل تعاون کرنے تیار ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی۔ شرط صرف اتنی کہ تم وعدہ کرو کہ مجھے مرنے سے بچا لو گے۔ جولیا نے مسکرتے ہوئے کہا اور جولیا کی بات سن کر بیٹی کا چہرہ بیکھرت کھل اٹھا۔
"اوہ ہائیکل وعدہ۔ پکا وعدہ۔ اور یہ بیٹی کا وعدہ تم قطعاً نہیں منو گے۔" بیٹی نے جھپکتے ہوئے کہا۔

مجھے یقین ہے۔ جولیا نے سر جھلاتے ہوئے کہا۔
نے کر سہی کی پشت پر جا کر زور سے پیر مارا۔ کھٹک کی آواز سنائی اور اس کے ساتھ ہی جولیا کے بازو اور پیر آزاد ہو گئے۔ جولیا کبھڑی ہوئی۔ اس نے بڑے اطمینان سے اچی کلاٹیاں مسسٹی کر دیں۔

دیکھو۔ کوئی شرارت کرنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بیٹی نے بیکھرت تیز لہجے میں کہا اور جولیا اس کی طرف مسکراتی ہوئی کہ کم از کم تم سے کوئی شرارت نہیں کروں گی۔ جولیا نے ویسے اس نے دیکھ لیا تھا کہ بیٹی نے ریوا اور نکال کر ہاتھ میں لے اسی طرح فائدے میں رہو گی۔ چلو میں تمہیں یہ راز لے جاؤں۔ بیٹی نے کہا۔

میرے پیر بندھے بندھے سچ ہو گئے ہیں۔ میں انہی ٹول اور جراب اور جوتی بھی پہن لوں۔ پھر چلتی ہوں۔
نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے جبکہ کہ جراب اٹھا اپنے ننگے پیر میں پہننا شروع کر دی۔ بیٹی اسی طرح ریوا اور

دیا کہ مزید خون ضائع نہ ہو۔ اور پھر اس نے بیٹی کو اٹھا کر اسی کرسی پر بٹھا دیا جس پر پہلے وہ خود بیٹھی تھی۔ اس نے اس کے بازو اور پردوں کو ان کڑوں میں بٹھکایا اور پھر مشین گن کی ایک طرف رکھ کر وہ دوڑتی ہوئی اس کمرے کی طرف گئی جہاں بیٹی کا تیز و حد استراٹا ہوا تھا۔ استراٹا کمرے میں لے کر وہ واپس آئی اور پھر بائیں ہاتھ میں استراٹا پکڑ کر اس نے پوری قوت سے دائیں ہاتھ سے بیٹی کے چہرے پر پھینک مارنے شروع کر دیے۔ مہر اور طمانچوں کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ پوچھتے پوچھتے پھر بیٹی کی آنکھیں ایک جھلکے سے کھل گئیں اور اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

”ہاں تو مر رہی بیٹی!۔ اب تمہارے جذبات کا کیا حال ہے؟“

جولیا نے کاٹ کھائے والے لہجے میں کہا:

”تنت۔ تم۔ تم بے حد عسار اور لعنی عورت ہو۔ مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم اس طرح جھکے جھکے مجھ پر حملہ کروں گی۔“

بیٹی نے جھینپے جھینپے لہجے میں کہا:

”میری کمینگی تو اب تم پر عیاں ہو گئی مر رہی بیٹی!۔“

جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے دائیں ہاتھ میں استراٹا پکڑا اور پھر اس کا ہاتھ بیٹی کی کسی تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ بیٹی کے تعلق سے نکلنے والی خون کی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی آؤٹمی ٹاک کٹ کر اس کی جھولی میں جا گری تھی۔

جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور بیٹی کے صحن سے ایک اور جھیلک چیخ نکلی۔ اب اس کا ایک کان کٹ گیا تھا۔

نئے وہ مشین گن اٹھائی ہو کر آنے والے کے ہاتھ سے نکل کر دروازے کے اندر گر گئی تھی۔ دروازے میں گرنے والا ابھی تک چھوڑ کر ہٹا تھا۔ جولیا نے مشین گن اٹھانے ہی اس ٹرپے سے ہونے آوی پر ناز کر دیا اور اس کا جسم گولیاں کھا کر اس طرح اچھلا جیسے ریت میں بھینسنے وقت مٹی کے دانے اچھلتے ہیں اور پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی۔ بیٹی اب پھر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اور چہرہ بڑی طرح سوج ہو گیا تھا اس کے پاس شامہ اور سلیمہ نہ تھا اور ران سے خون غرابے کی طرح آبل رہا تھا۔ جولیا نے اس کی حالت دیکھی تو اس نے مشین گن کا اچھال کر نال سے پکڑا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے اس کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا دوسرا رسید کر دیا۔ اور بیٹی چیخ ہوا فرسٹن پر گر گئی۔ جولیا نے جھک کر ایک اور ضرب لگائی تو بیٹی تڑپ کر ہوا ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی دروازے سے باہر مشین گن والے کی پڑی ہوئی لاش اچھلا گئی تھی باہر نکل آئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کونٹھی تھی جس کے پورے بدن میں صرف ایک کار بھڑی تھی۔ اور وہ ڈان کوئی آوی نہ تھا۔ بیٹی شامہ اسی کار میں آیا تھا اور یہاں سولے اس مشین گن پر بارے اور کوئی آوی نہ تھا۔

جولیا واپس اسی کمرے میں گئی تو بیٹی اسی طرح بے ہوش پڑا ہوا اور اس کی مان سے خون نکل نکل کر اوپر اڑھ چل گیا تھا۔ جولیا اس کی قمیض نگاری اور اسے ران کے زخم پر اچھی طرح کس کر باندھا

اب تہا دی انگلیوں کی باری آئے گی بیٹی۔ جولیانہ
 غراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس کا بازو اٹھا اور اس بار بیٹی
 مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جولیانہ کے ایک ہی وار سے بیٹی کے ہاتھ کا
 چار انگلیاں کٹ کر نیچے جا گری تھیں۔
 بیٹی کے بیہوش ہوتے ہی جولیانہ اس کے بازو پر آئستہ
 کا کٹ نکالیا تو بیٹی کا جسم تیزی طرح چھلکے کھانے لگا اور اس
 آنکھیں ایک بار پھر کھلی گئیں۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ
 طرح مٹ ہو گیا تھا۔

مار ڈالو مجھے۔ مار ڈالو۔ بیٹی نے چختے ہوئے کہا۔
 ابھی سے۔ اتنی جلدی۔ ابھی تو میں نے تمہارے ہاتھ
 ٹھنڈے کرنے میں۔ ابھی تو میں نے تمہارے جسم کی ایک آنکھ
 بوٹی کاٹنی ہے۔ جولیانہ پھر سے ہوتے بچے میں کہا۔ اس
 واقعی جنون کی سی حالت طاری تھی۔
 جولیانہ ہاتھ ایک بار پھر اٹھا تو اسے اپنے پیچھے کھٹکھا
 ہوا اور جولیانہ نے سبکی کی سی تیزی سے گھوم کر ہاتھ میں پکڑا ہوا آئستہ
 چینگ دیا۔
 دوسرے لمحے دروازے پر ایک زوردار چیخ اُبھری اور ایک
 آدمی پہلی لاش پر گر گیا۔ اسے ایک اس کی گردن پر پڑا تھا اور اس
 کی آدھی سے زیادہ گردن کٹ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ریوڑ اور مگر
 ایک طرف جا کر تھا۔ جولیانہ تیزی سے اس کی طرف پہلی سیکن وہ آدمی
 اڑیاں گر پڑا ہوا ختم ہو گیا۔ جولیانہ جب کہ ایک سانیہ میں پڑا ہوا
 دوسرے لمحے دروازے پر ایک زوردار چیخ اُبھری اور ایک
 آدمی پہلی لاش پر گر گیا۔ اسے ایک اس کی گردن پر پڑا تھا اور اس
 کی آدھی سے زیادہ گردن کٹ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ریوڑ اور مگر
 ایک طرف جا کر تھا۔ جولیانہ تیزی سے اس کی طرف پہلی سیکن وہ آدمی
 اڑیاں گر پڑا ہوا ختم ہو گیا۔ جولیانہ جب کہ ایک سانیہ میں پڑا ہوا

اور اٹھایا اور پھر وہ راہداری میں دوڑتی ہوئی باہر کی طرف نکلے۔
 اسے اس آدمی کی آمد پر حیرت تھی۔ حالانکہ پہلے اس کا خیال تھا کہ
 بیٹی خالی ہے۔ پھر یہ آدمی کہاں سے آگیا۔ اور اگر عمران کی دی ہوئی
 بیت نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اس طرح گھوم کر آئستہ سے اس
 گردن نہ کاٹ سکتی۔ اور ظاہر ہے اس کا انجام بھی ہونا تھا کہ وہ
 بہت لرگوئی کا کھرا ختم ہو جاتی۔

بار بار دہرائی تھا۔ وہ برآمدے سے ہوتی ہوئی دوسرے کمرے
 میں گھس گئی۔ اب اس نے پوری کوشش کی تلاش لینے کا پروگرام بنالیا
 تھا۔ مختلف کمروں میں گھومنے کے بعد وہ دوسری منزل کی کمرے میں
 کی طرف بڑھنے لگی جی جی کر کے اسے خیال آیا کہ وہ عقب کو جبک کے
 باہر دھڑک رہا ہے۔ اسے اتر کر عقبی باغ کی طرف دوڑنی چاہی تھی۔ لیکن
 بیٹی باغ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمبے دیکھتی رہی پھر واپس پلٹ
 آئی اس نے یہی سمجھا کہ یہ آدمی کسی کمرے میں سوا پڑا ہوگا اور بیٹی
 کی چیخیں سن کر اٹھ کر آگیا ہوگا۔ اور اب اور کوئی آدمی وہاں موجود
 نہیں ہے۔ اس کے دماغ پر بیٹی کے متعلق وحشت ابھی تک سوار
 تھی۔ اس نے وہ دوبارہ واپس اسی کمرے کی طرف دوڑی۔ لیکن
 جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے دماغ جبک سے اڑ گیا۔
 دروازے اختیار کر لے گا۔ لیکن۔ اگر وہ فوراً ہی دروازے کا سہارا نہ
 لے لیتی تو یقیناً فرش پر گر پڑتی۔ کیونکہ بیٹی والی کرسی خالی پڑی ہوئی
 تھی اس کا متین نرم بند ہو چکا تھا اور بیٹی غائب تھا۔
 جولیانہ ذہن میں جھوٹا خیال سا آگیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ

ایک ایک بیٹی کہاں غائب ہو گیا۔ کرسی کا میکنڈرم کیسے کھلا۔ اور جب اس میں اور کوئی آدمی بھی موجود نہ ہے تو پھر آخر یہ بیٹی کہاں گیا۔ وہ چند لمحے تو آنکھیں میچاڑے خالی کرسی کو دیکھتی رہی۔ تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی کو زور زور سے ہلانا شروع کر دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ شاید بیٹی کسی وجہ سے فرش میں نہ ہو گیا ہو۔ لیکن کرسی کے نیچے فرش چٹوس تھا اور کرسی کی اسی طرح فرش میں گڑھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک طویل سانس اور بے اختیار سر کو جھٹکنے لگی۔

سیکرٹ ایجنٹ کا جذباتی ہوجانا اس کی سب سے بڑی نالی ہے۔ ایک دو دروازے سے آنکھوں کی آواز اجڑی اور اس نے اختیار اچھل پڑی۔ ایک بار پھر اس کی آنکھیں حیرت اور غور پر آخری عددوں تک پہنچتی چلی گئیں۔ کیونکہ سامنے دروازے پر آفتاب پہنچے بذات خود موجود تھا۔

سبس — سبس — سر آپ! — وہ بیٹی غائب ہو گیا ہے۔ جولیانے بڑی طرح دھوکہ کھاتے ہوئے میں کہا۔

اپنے آپ کو سنبھال کر جولیانے دروازے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کیلئے کونسا کونسا ہو گیا۔ اور جولیانے کرسی پر بھی ہو گئی۔

لیس — لیس — سر — جولیانے اپنے آپ پر جبراً کرتے ہوئے کہا۔

تمہیں بیٹی پر اس طرح وحشیانہ انداز میں صرف انتقامی حملے

ایک ایک بیٹی کہاں غائب ہو گیا۔ اس سے دنگ کے اڑے کے متعلق پوچھنا چاہیے تھا۔ لیکن اس نے غراتے ہوئے کہا۔

ادہ! — سو رہی سرا! — دراصل میں — میں — جولیانے کرسی پر جواب نہ دینے کا تو اس نے سر جھکا لیا۔

میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں — بیٹی کو ایسی ہی سزا ملنی ہے — لیکن میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ کی حالت میں جذبات سے بچنا چاہیے — ویسے تم نے اس دروازے پر جس طرح گھوم کر آستری سے کامیاب حملہ کیا ہے تمہارا کارڈیشن مجھے پسند آیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں معافی کی مستحق سمجھتا ہوں۔ درہم تمہاری اس جذباتیت کی تمہیں عبرتناک سزا ملتی ہے۔

سبس نے ساٹ بلیکے میں کہا۔

سبس — سبس — شکریہ سرا! — مگر وہ بیٹی؟ — جولیانے ایک بار پھر خالی کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ دانش منزل پہنچ چکا ہے۔ تمہارا فون نلنے پر اس نے کال کر لیں کی کو وہ ٹانگوں کو چھتی کی جتنی خوفناک بڑی ہوئی تھی۔ اس نے بیٹی کی کار میں اندر آیا تھا تو میں سمجھ گیا کہ دائر لیس فون کے ذریعے اس سے کال کی گئی ہے۔ کیونکہ جس کار میں بیٹی آیا تھا اس کار میں بیٹی کی گھرائی ہو رہی تھی۔ جب میں اندر آیا تو اس وقت بیٹی پر حملہ کر چکی تھی۔ میں اس لئے خاموش رہا کہ میں تمہارا کارڈیشن دیکھنا چاہتا تھا۔ اگر تم اس آنے والے پر حملہ نہ کرتے تو یقیناً وہ ریلوے کار ٹریگر دبانے سے پہلے ہی میری گولی کا شکار

کی چھٹی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جو لیا نے ڈرائیوگ سیٹ سنبھال لی۔
ڈرائیوگ سیٹ اور چھٹی سیٹ کے درمیان سیاہ رنگ کا ایک
شیشہ لگا ہوا تھا اور کار کے عقبی حصے کے سارے شیشے بھی سیاہ
رنگ کے تھے۔

یہ اکیٹھویں سڑکاری گاڑی تھی، جس میں وہ صداقتی میٹنگ
وغیرہ اٹھانے کے لیے جایا کرتا تھا۔ اکیٹھویں آواز کار کے ڈرائیو کے
جولیا کو سنائی دی۔

”کیس سر۔“ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کار آگے
بڑھا دی۔

کوسٹی سے نکل کر جولیا نے پہلے تو ادھر ادھر دیکھا۔ کیونکہ اسے
تو علم ہی نہ تھا کہ وہ کس جگہ ہے۔ وہ تو بے ہوشی کے عالم میں یہاں
پہنچی تھی۔ لیکن سائید پر موجود ایک سینا ڈانس دیکھتے ہی وہ سمجھ
گئی کہ وہ گرین ایریا میں ہے۔ چنانچہ اس نے کار دائیں طرف
موڑ دی۔

”بب۔ بب۔ باس!“ وہ صغیر اور کیپٹن شکیل کا
کیا حال ہے۔“ جولیا نے کار ہلاتے ہوئے ڈرتے
ڈرتے لہجے میں پوچھا۔

”وہ دونوں ہسپتال میں ہیں۔ ان کے سنے میں گولیاں لگی
تھیں۔“ تنویر نے ان دونوں کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ اس
لئے وہ پرک گئے تھے۔ عمران بھی شدید زخمی ہے۔ اسے کار

ہو چکا ہوتا۔ بہر حال تمہارے جذباتی پن کی وجہ سے میں نے
سمجھا کہ خاور کے ذریعے بیٹی کو دانش منزل بھجوا دیا جائے۔
جس قدر خون اس کا نکل رہا تھا وہ مزید پوچھ گچھ سے پہلے ہی
ہو جاتا۔“ اکیٹھونے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”خاور!۔“ اوہ مگر سرا۔“ آپ اور خاور۔“ میں نے
سرکھی کو نہیں دیکھا۔ پھر۔“ جولیا نے مزید حیرت
ہونے سے روکتے ہوئے کہا۔

”میں اور والی منزل پر تھا اور روشندان سے تمہاری ما
کار وائی دیکھ رہا تھا۔“ جب کہ خاور بیڑھیوں میں تھا
جب کہ مرن کی تلاشی لیتی پھر یہی تھی تو خاور بیٹی کو
والی کونٹھی میں پہنچ چکا تھا۔ درمیانی دیوار میں ایک
گنجان بیل پھنسی ہوئی ہے اور اس بیل کے پیچھے فلا ہے اور
غلابی ان دونوں کو بیڑیوں کا درمیانی خیمہ راستہ ہے۔
میرے پیچھے۔“ اکیٹھونے اس کی حیرت دور کر کے
کفصیل سے بتایا اور پھر واپس مڑ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے چل کر
اس کار تو جھکا ہوا تھا لیکن وہ بار بار سر اٹھا کر اپنے آئینہ میں
آگے جانے کو دیکھ لیتی۔ لیکن پھر جلد ہی سے کھجکا لیتی۔ کیونکہ اسے
تھا کہ انجینئر باجوہ اس کی طرف توجہ نہ دے سکے اس کی ساری کار
دیکھ رہا ہوگا۔ اسے اکیٹھونے کچھ ایسا ہی یقین تھا۔

سائید کو بھی میں پہنچ کر اکیٹھونے جولیا کو مچانک کے ذ
کھڑی سیاہ رنگ کی بڑی سی کار چلانے کے لئے کہا اور خود اسی

میں ہم رکھ کر زخمی کیا گیا ہے۔ — لغمانی کی کار کا ٹائر گولیوں سے
 برسٹ کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ تعاقب نہ کر سکا۔ تمہارا فون
 ملنے پر میں نے خاؤر کو چیکنگ کے لئے بھیجا۔ اور پھر اس کی اطلاع
 پر کہ جس نمبر کو چیک کیا گیا ہے وہ کو مٹی خالی ہے، مجھے خود آنا پڑا
 کیونکہ مجھے تمہاری جان خطرے میں محسوس ہو رہی تھی۔ — ایکشن
 کی آواز فوٹیش بورڈ سے ابھری اور جولا کا سر غنیمت سے جھک گیا
 گواہیکو کس قدر مجھے سخت اور سوزناک ہے۔ یقین جیسے ہی اسے
 جولا کی جان خطرے میں محسوس ہوئی وہ خود پہنچ گیا۔ یہی بات جولا کا
 سر جھکانے کے لئے کافی تھی۔
 کار تیزی سے وائش منزل کی طرف دوڑی جا رہی تھی اور جولا
 سوچ رہی تھی کہ جس ٹیم کا پاس ایکشن ہو اسے کون نقصان پہنچ
 سکتا ہے۔

گردباد کے کھنڈرات بہت وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے تھے
 یہ کھنڈرات شہر سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور ویران پہاڑیوں کے درمیان
 واقع تھے۔ یہ کھنڈرات اس قدر ویران اور خوفناک تھے کہ سیاح انہیں
 دیکھنے میں دلچسپی رکھنے کی بجائے اس طرف جانے سے ہی گھبراتے
 تھے۔ اور ان کھنڈرات کی ایک خاص بات یہ تھی کہ یہاں قدرتی طور
 پر بنا کا دباؤ ایسا رہتا تھا کہ خوفناک گردباد اٹھتے رہتے تھے اور یہ گردباد
 اس قدر تیز اور طاقتور ہوتے تھے کہ ان کی لہریٹ میں اگر انسان کو کچا
 لاری آجاتی تو وہ اسے بھی اڑا کر کسی کئی فٹ بلندی تک لے جاتے۔
 اور پھر جب وہ نیچے گرتی تو ظاہر ہے اس کا انجینئر بھر ڈھیر ہو جاتا تھا۔
 اگلے دن ان کھنڈرات کو گردباد کے کھنڈرات کہتے تھے۔ اور دارالحکومت
 کے عوام میں عام طور پر مشہور تھا کہ یہ کھنڈرات جنوں کی کسی ہستی کے
 ذکاوت اور یہاں جانے والا زندہ بچ کر نہیں آ سکتا۔ محکمہ آثار قدیم نے بھی

اندھ ملتے چلے جا رہے تھے۔ جب کہ دوسری سکرین پر ایک اور کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جن میں چار افراد اسی طرح گیس ماسک پہنے ہوئے ایک بڑی مشین کے سامنے کھڑے تھے۔ اس مشین کا ایک سرانچے فرش پر نصب تھا۔ اور اس کے دوسرا چھت تک بلند تھا۔ اس مشین میں سے مسلسل کیپسول نکل نکل کر ایک چھوٹی سی ڈبہ میں خود بخود یکس جڑے تھے اور اس ڈبہ کے اوپر لیبل لگا اور پھر یہ ڈبہ مزید ایک جڑے اور ڈبوں کے ساتھ مل کر ایک گتے کے ڈبے میں بند ہوتی اور باہر آجاتی۔ اس طرح مال مسلسل یکس جڑے ہو رہا تھا اس ڈبہ پر کسی دوا کا لیبل لگا ہوا تھا اور کمپنی کا نام وغیرہ بھی لکھا ہوا تھا۔

کمرے پر بیٹھا آدمی مسلسل ان سکرینوں پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ اچانک مشین کے ایک کمرے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں آنے لگیں اور اس آدمی نے چونک کر مشین کا ایک بین دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماسک کی سائیڈ پر موجود ایک چھوٹے سے بین کو بھی پرنس کر دیا۔

”ہیں ماسک اٹھانگ۔ اوور“ وہ آدمی ماسک کے اندر سے بولا لیکن اس کی آواز مشین کے ایک خانے سے برآمد ہوئی۔

”کمپنی کا لنگ ٹو۔ اوور“ دوسرے خانے سے آواز نکلی۔

”ہیں سکیورٹیاں۔ اوور“ ماسک نے جواب دیا اس

بار اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

”ہاں کیا جا رہا ہے۔ اوور“ کمپنی نے پوچھا۔

”ویری اور کے سر“ سپیشل پالی کلر ہونے کے قریب

بہت سر۔ اوور۔ ماسک نے جواب دیا۔

یہاں بس اتنی ہی دلچسپی تھی کہ ایک اور ڈنگ دیا تھا جس پر واضح انداز میں لکھا تھا کہ گرد باؤ کی وجہ سے اگر کسی کو کوئی جانی یا مالی نقصان ہو گا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر نہ ہوگی۔ البتہ وہاں چھپس جانے کی امداد کے لئے ایک بلیک بوتھ ضرور بنا دیا گیا تھا۔ یہ بلیک بوتھ کنڈرات سے کافی ہٹ کر ایک مہلکی چٹان کی آڑ میں بنایا گیا تھا کہ گرد باؤ اسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

کنڈرات کے نیچے بڑے بڑے لے شمار ایسے تہ خانے مڑے تھے جہاں تک جانے کا راستہ ہی نہ ملتا تھا۔

اس وقت بھی ان کنڈرات کے ایک حصے کے نیچے ایک تہ خانے کے اندر ایک عجیب و غریب ساخت کی مشین نصب تھی

اور تہ خانے میں عجیب سی ناگوار بو چھلی ہوئی تھی۔ تہ خانے کے

پانچ افراد موجود تھے۔ ان سب نے ہاتھ دھو گیس ماسک پہنے

تھے۔ ان میں سے چار تو مشین کے مختلف حصوں کے سامنے

آئے آپریٹ کرنے میں مصروف تھے جبکہ ایک آدمی ایک سا

موجود میز کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ایک مستطیل

کی مشین تھی جس کے اوپر والے حصے میں ایک قطار کی صورت

میں تقریباً چھوٹی چھوٹی سکرینیں نصب تھیں ان میں سے

سکرینیں روشن تھیں جن میں سے ایک میں دو افراد گیس ماسک

پہنے بڑے بڑے ڈرنوں میں سے کوئی دانہ دار پنز فرش میں

ایک بڑی سی کیف میں ڈال رہے تھے۔ جبکہ مین افراد ذرا

کر ایک اور بڑے سے شیشے کے جار میں کالے رنگ کا سیال

”اوہ کے!۔۔۔ اب ایک خصوصی ہدایت سن لو۔۔۔ چیف باکر نے ایک انتہائی خطرناک آدمی علی عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے گرد و باو کے کنڈرات کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ اپنی ایک ماضی عورت کو جو شدید زخمی ظاہر کی گئی ہے۔ لینے کے لئے آرہا ہے لیکن یقیناً وہ کسی کار میں ہوگا۔۔۔ مقامی آدمی سے وہ۔۔۔ لیکن انتہائی عیار۔۔۔ خطرناک۔۔۔ اور بے حد ذہین آدمی ہے۔ وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔۔۔ جیسے ہی وہ شخص کنڈرات کے قریب پہنچے۔۔۔ تم نے انتہائی طاقت ور گرد و باو تیار کر کے اس کا مکمل خاتمہ کر دینا ہے۔ ہر صورت میں اس کا خاتمہ ہونا چاہیے اور کسی قیمت پر بھی وہ بچ کر نہ جائے۔ سمجھ گئے۔ اور۔۔۔ کینی نے تیز ہنسنے لگا۔

”ییس ہاں!۔۔۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔۔۔ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔ اسے ہوٹل سے اغوا کر کے والوں کا انچارج میں ہی رہے گا۔ اور۔۔۔ ٹاسک میں جواب دیا۔

”اوہ کے!۔۔۔ کام انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے ہونا چاہیے۔۔۔ ذرا سی کوتاہی رواشت نہیں کی جائے گی۔ اور جب عمران کا خاتمہ ہو جائے تو تم نے خصوصی فریجیولی پریچف ہاں کو اطلاع دیجیے۔۔۔ چیف ہاں چیکنگ کے لئے خود آئے گا۔ اور۔۔۔ کینی نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہاں!۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔۔۔ میں فائرنگ سیکشن کو پوری طرح الرٹ کر دیتا ہوں اور انہیں عمران کا حلیہ اور

قد و قامت بھی بتا دوں گا۔۔۔ وہ اسے کسی صورت بھی جانے نہ دیں گے۔ اور۔۔۔ ٹاسک میں جواب دیا۔

”ہاں!۔۔۔ ہر صورت میں اس کا خاتمہ ہونا چاہیے۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فائرنگ سیکشن والوں کو احکامات دے دو کہ وہ تمام گرد و باو پوائنٹ آف کنٹرول میں آکر اس شخص کی واپسی کسی صورت بھی ممکن نہ ہو سکے۔ اور۔۔۔ کینی نے کہا۔

”ییس ہاں!۔۔۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں۔ اور۔۔۔ ٹاسک میں جواب دیا۔

”اوہ کے!۔۔۔ اور اینڈ آف!۔۔۔ کینی کی آواز سنائی دی۔ اور ٹاسک پہنچے ہوئے ٹاسک نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن آف کر دیا اور ساتھ ہی ایک اور بٹن آن کر دیا۔

اس بٹن کے آن ہوتے ہی مشین کے ایک کونے میں موجود ایک سکرین روشن ہوگئی۔ سکرین پر ایک نوجوان کی تصویر اُبھری۔

”ییس ہاں!۔۔۔ شارٹی اینڈنگ کیو!۔۔۔ نوجوان کے لب ہلے اور مشین سے آواز نکلی۔

شارٹی!۔۔۔ ابھی ابھی ٹو ہاں کی سپیشل کال آئی ہے۔ ایک انتہائی خطرناک آدمی کنڈرات کی طرف آرہا ہے۔ اس آدمی پر انتہائی طاقتور گرد و باو تیار کرنا ہے۔ تمام پوائنٹس آن کر دو۔ اور پوری طرح الرٹ ہو جاؤ۔ اس آدمی کو کسی صورت بھی زندہ بچ کر نہیں جانا چاہیے۔ کسی بھی صورت میں۔۔۔ ٹاسک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کا حلیہ اور قد و قامت بھی تفصیل

سے شادی کو تادیا۔
 "کیا وہ اکیلا ہو گا باس؟" — شادی نے پوچھا۔
 "ہاں! — اگلا ش تو یہی ہے۔ یقین ہو سکتا ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ بہر حال وہ اکیلا ہو یا پورا گینگ — ان کی موت لازمی ہے۔ چیف باس خود اگر چک کرے گا۔ کسی قسم کی کوتاہی ناقابل معافی ہوگی۔" — ٹاسک نے کہا۔
 "اٹھیک ہے باس! — وہ بچ کر نہ جا سکیں گے۔" — شادی نے کہا۔

"ٹمڈرٹ کے سامنے آتے ہی وہی سکرین آن کر دینا تاکہ میں خود اس مشن کی نگرانی کر سکوں۔" — ٹاسک نے کہا۔
 "لیس باس۔" — شادی نے کہا اور ٹاسک نے بٹن آف کر دیا اور ایک بار پھر اس کی نظر میں پہلے والی سکرینوں پر؟

تمویر کا چلتا ہوا ہسپتال سے نکل کر واپس اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ ڈائریکٹر بورڈ سے لوں لوں کی آواز میں نکلنے لگیں۔
 "نہیں نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ڈائریکٹر کا بٹن آن کر دیا۔
 "اٹھیکو۔" ڈائریکٹر بورڈ سے ایک سوئی مخصوص آواز ابھری۔
 "لیس سر! — تمزیر بول رہا ہوں۔ اور۔" — تمویر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔ اور۔" — اٹھیکو نے پوچھا۔
 "ہاں! — میں ہسپتال سے اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا ہوں۔
 "ڈائریکٹر اب صفر دار کی کمپین تکمیل دونوں کی حالت سنبھل گئی ہے۔
 "ملاں بھی موش میں آ گیا ہے۔ اور۔" — تمویر نے ہاتھ دھو کر پورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ مختصر جواب دیا کرو۔" — لیس باس آنا وقت

منہیں ہرگز روپ نہیں سنا رہوں۔۔۔ ایک ٹھکانا لہجہ بکھشت سرور ہوگا۔
 یس باس!۔۔۔ سو ہی سر۔۔۔ اور۔۔۔ تنویر نے ہنسنے ہنسا
 لیجے میں جواب دیا۔

سنو!۔۔۔ مجھوں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے گردباد کے
 کھنڈرات کی طرف جویا کے ذریعے مجھے کال کر کے بلوایا ہے۔ تم
 ایسا کرو کہ صدیقی کو پک کر اور اسے ساتھ لے کر گردباد کے کھنڈرات
 کی طرف جاؤ۔ صدیقی کو کہنا کہ وہ عمران کا میک آپ کرے۔ کیونکہ
 اس کا تہہ و قامت عمران جیسا ہے۔ اسلحا اپنے پاس رکھنا
 میرا خیال ہے کہ وہاں مجرموں کا پاس موجود ہوگا اور ان کا شن ہوگا
 کا خاتمہ ہے۔ لیکن تم لوگوں کے بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ
 وہاں پر موجود افراد کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے انچارج
 کو انوکھ کر کے والٹس منزل پہنچاؤ۔ میں خاد کو جویا کی طرف
 بھیج رہا ہوں۔ آسے میں نے ٹریس کر لیا ہے۔ ایکسٹو
 آسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

یس سر۔۔۔ اور۔۔۔ تنویر نے کہا۔
 سارا کام انتہائی احتیاط سے کرنا۔ وہ لوگ وہاں پوری طاقت
 ہوشیار ہوں گے۔ اس مشن کے انچارج تم ہو گے۔ صدیقی
 قہار ہی ہدایات پر کام کرے گا۔ مجھے مشن کی کامیابی چاہیے
 یس۔۔۔ اور انڈیا آں۔ ایکسٹو نے تیز بے میں کہا اور اس
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور چہرہ جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس

نے ٹریس بورڈ کے نیچے فٹ ڈرائیو کی فریکوئنسی بدلتا شروع کر دی۔ وہ
 صدیقی کی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے شن دیا
 اور ڈرائیو سے دوبارہ ٹرن ٹوں کی آواز سن سکی۔
 صدیقی آئندہ نگ۔ اور۔۔۔ صدیقی کی آواز ابھی۔
 صدیقی!۔۔۔ میں تنویر بول رہا ہوں۔ تم اس وقت کہاں
 ہو۔ اور۔۔۔؟ تنویر نے پوچھا۔
 میں اپنے فلیٹ پر ہوں۔ کیوں۔۔۔ اور۔۔۔ صدیقی
 نے جواب دیتے ہوئے سوال کیا۔
 ایکسٹو نے ہم دونوں کے ذریعہ ایک خصوصی مشن لگایا ہے۔ میں
 اس مشن کا انچارج ہوں۔ مجرموں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے
 لئے اسے گردباد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے۔ ایکسٹو نے
 کہا کہ تم عمران کا میک آپ کر لو۔ اور ہم دونوں ان مجرموں کو ٹریپ
 کرنے کے کھنڈرات کی طرف جائیں گے۔ میں نے اس لئے کال
 کیا ہے کہ میرے بھیجنے تک تم عمران کا میک آپ مکمل کر لو۔ باقی
 تفصیلات وہیں آکر بتائی جائیں گی۔ اور۔۔۔ تنویر نے تیز لیجے میں
 کہا اور دوسری طرف سے اس کے آواز سن کر اس نے ڈرائیو فریکوئنسی
 لیا اور کار کی رفتار بیکھشت بڑھا دی۔
 جہاں اس وقت تنویر موجود تھا وہاں سے صدیقی کا فلیٹ کافی
 فاصلے پر تھا۔ اس لئے تنویر کو فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے پندرہ منٹ
 لگ گئے۔
 صدیقی، عمران کے میک آپ میں ریٹر جیوں پر کھڑا تنویر کا انتظار

انہیں ہلاک کرتی ہے اور پھر ان کے ہیٹ کو صاف کر کے اس میں کوئی خاص منشیات بھر کر آتے سی دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ کفن وغیرہ دے کر تابوت میں رکھ کر دوسرے ملک یہ ظاہر کر کے بیچتی جاتی ہے کہ مژدہ عورت کی لاشیں اس کے عزیزوں کو بھیجنے جارہی ہے۔ ظاہر ہے اس کی زیادہ چٹنگ نہیں ہوتی۔ دوسرے ملک میں فرضی عزیز یہ لاشیں رسیو کرتے ہیں۔ باقاعدہ تمام رسومات مکمل کر کے اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں کی پولیس یا ایلی جنس کو شک نہ پڑ سکے۔ پھر رات کو قبر کو در کمنشیات نکال لی جاتی ہے۔ تمہارے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری ہیٹ۔ یہ تو انتہائی کیڈن پن ہے۔“ صدیقی نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ جرم تو ہوتے ہی ہیں۔ لیکن یہ واقعی کیڈنگی ہے۔ چونکہ یہ لوگ عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں اس لئے یہ لیڈی کلرز کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ انہوں نے بولیا کو بھی اسی مقصد کے لئے اغوا کر لیا تھا لیکن عمران نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد غریبوں کو لوٹیں کر کے لئے اکیٹوئے دوبارہ جولیا کو چلے کے طور پر استعمال کیا۔ صدف اور کپڑیں شکیل جولیا کے ساتھ تھے۔ میں علیحدہ گھڑائی پر تھا۔ نعلانی بھی گھڑائی کر رہا تھا۔ عمران خفیہ طور پر گھڑائی کر رہا تھا۔ ہم لوگ ہٹل پارے میں بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے حملہ کر دیا۔ صدف اور کپڑیں شکیل کو گولی مار دی گئی۔ جولیا کو اغوا کر لیا گیا۔ میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا اور ان کے پیچھے بھاگنے لگا کہ عمران کی آواز نہ تھی وہی

کر رہا تھا۔ جیسے ہی تھوڑی کارڈر حسیوں کے ساتھ آکر ٹکی۔ صدیقی آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر سائید سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”تم اتنی جلدی تیار ہو گئے۔“ تھوڑے عرصے میں لہجے میں کہا۔

”تم نے جلدی کا کہا تھا اس لئے میں نے ماسک میک اپ کر لیا ہے۔ کیڈا ہے میک اپ۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ بہت اچھا ہے۔ اگر میں تمہیں پہلے کال نہ کرتا تو میں یہی سمجھتا کہ عمران کھڑا ہے۔ ویری گڈ۔“ تھوڑے کال آگے بڑھاتے ہوئے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی ہنس دیا۔

”میں کافی عرصے سے ماسک میک اپ کی مسلسل پریکٹس کر رہا ہوں عمران اور اکیٹو چونکہ مجھ سے کام لے سکتے تھے میں اس لئے غارتا ہونے کی وجہ سے میں اس پریکٹس میں مصروف رہتا ہوں۔“ صدیقی نے کہا۔

”آج تو پھر تم نے میں کام کرنا ہے۔“ تھوڑے منٹے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ پتھر کیا ہے۔“ مجھے کچھ تفصیل تو بتاؤ۔ عمران کی جگہ مجھے وال چھینا۔ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔“ صدیقی نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”مجھے زیادہ تفصیلات کا تو علم نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم ڈاک مین نامی ہمارے ملک میں کام کر رہی ہے۔ اس کا سربراہ کوئی ڈک نامی مجرم ہے۔ عمران ان سپرنائٹس کا اس سے ملکر ڈونر کیا اور ساتھ ہی انہوں نے جولیا کو اغوا کر لیا۔ جولیا نے مجھے بتایا تھا کہ یہ تنظیم غیر ملکی عورتوں کو اغوا کر کے

کمال ہے۔ اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے علم ہی نہیں۔ صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
جب کام پڑے تب تو معلوم ہی ہو جاتا ہے۔ تنویر نے جواب دیا۔

اب جڑیا کہاں ہے؟ صدیقی نے اچانک جڑیا کا خیال آتے ہی پوچھا۔

اُسے وہ لوگ اخرا کر کے لے گئے ہیں۔ اور اکیٹو نے بتایا ہے کہ اس نے اُسے ٹریس کر لیا ہے اور خاور جڑیا کے چھپے گیا ہے۔ ان لوگوں نے جڑیا کے ذریعے اکیٹو کو کال کر کے عمران کو غمزدہ کر کے کنست کی طرف بلا دیا ہے تاکہ عمران کو ٹریس کیا جاسکے۔ چنانچہ اب تم بطور عمران وہاں جا رہے ہو۔ اکیٹو کا خیال ہے کہ وہاں موجود ہو گا۔ ہم لوگوں نے وہاں ان لوگوں کا خاتمہ کر کے اس ڈک کو اخرا کر کے وائش منزل پہنچا دیا ہے۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ! اب میں ماری بات سمجھ گیا۔ لیکن اس ڈک کی پہچان کیا ہو گی؟ صدیقی نے کہا۔

پہچان کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے۔ بہر حال جواز خارج نظر ہے اُسے لے جانا ہے۔ چاہے وہ ڈک ہو یا کوئی اور۔ تنویر نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ وہاں میرے شکار کے لئے پوری طرح تیار ہوں گے۔ لیکن میں نے اسکو تو لیا نہیں؟ صدیقی

کو نہیں صفدر اور کیپٹن شکیل کو منجھالوں۔ عمران ایکسٹراڈی کے میک آپر میں تھا۔ ایک آدمی اس نے بھی مار گرایا تھا۔ چنانچہ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے کر ہسپتال پہنچ گیا۔ کیونکہ ان کی حالت سیر نہیں تھی۔ لیکن اب وہ جھیک ہیں۔ ابھی میں پتہ چلا کہ لغمانی کی کار کا مارٹر فائر سے برسٹ ہو گیا اور وہ آفتاب ذکر سکا۔ عمران ان کے تعاقب میں گیا۔ لیکن وہ خارج دے گئے۔ انہوں نے کار ایک گلی میں چھوڑی اور دوسری کار سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ غور کرنے سے اس چھوڑی ہوئی کار کی تلاشی لینا چاہی تو انہوں نے کار کے دروازے کے ہینڈل کے ساتھ ہم فرٹ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا۔ ہم چھٹ پڑا۔ لیکن عمران اس نے سر سے بچ گیا کہ ہم چھٹے ہی اس دروازے سے اٹھ کر عمران کو فضا میں اچھال دیا اور عمران پھٹی دیوار کے اوپر گرا اور پھر وہاں سے ایک مکان کے نیچے صحن میں جا گرا۔ اس طرح وہ کار کے نیچے کی زد سے بچ گیا۔ البتہ اُسے گرنے کی وجہ سے خاصی چوٹیں آئیں۔ دماغ بھی چوٹ لگی۔ لیکن اب وہ بھی ہوش میں ہے۔ اُسے لغمانی ہسپتال میں لے گیا تھا۔ کیونکہ لغمانی پیدل ہی باہر جگا کا تھا اور پھر اس نے عمران کی کار گلی میں مڑائی دیکھ لی تھی۔ پھر جب وہ گلی کے سرے پر پہنچا تو اسی لمحے ہم چھٹا اور لغمانی نے عمران کو فضا میں بلند کر کے دیوار اور پھر مکان کے آئینوں میں گرے دیکھ لیا تھا۔ عمران کی کار بھی ساتھ ہی تباہ ہو گئی تھی۔ تنویر نے کار چلانے کے ساتھ ساتھ پوری تفصیل بتائی۔

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 اسلمہ میری کار میں کافی تعداد میں موجود ہے اس کی فکر نہ کرو
 ایکشن نے مجھے اس مشن کا انچارج بنایا ہے۔ اس لئے میں نے
 اس کے لئے ایک پلاننگ کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری یہ
 پلاننگ کامیاب رہے گی۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 کیا پلاننگ ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ۔ ہمدانی نے سوالیہ لبے
 میں پوچھا۔
 جب گردباد کے کھنڈرات تقریباً ایک میل رہ جائیں گے اور ہمارے
 سلسلہ شروع ہو جائے گا تو میں کار سے اتر کر تم سے علیحدہ ہواؤں گا
 میں سے ہوتا ہوا کھنڈرات کے عقبی طرف سے ہواؤں گا۔ ٹرانسمیٹر
 میرے پاس ہوگا۔ میں وہاں پہنچ کر ساری صورت حال کو چیک
 کروں گا اور پھر تو میں ٹرانسمیٹر پر ہدایات دوں گا۔ اس کے بعد
 ہدایات کے مطابق تم کار سمیت کھنڈرات کی طرف جاؤ گے۔ پھر جدید
 موشن ہوگا ویسے ہی ایک دوسرے سے بات چیت کر کے مشن کا آغاز
 کر دینا ہے۔ اس طرح ہماری پوزیشن محفوظ رہے گی۔ تنویر نے کہا۔
 ویریٹیڈ پلاننگ تنویر! تمہارا ذہن تو واقعی خوب چلتا ہے۔
 حالانکہ اب تک میں یہی سمجھتا تھا کہ تم ڈائریکٹ ایکشن کے قائل ہو اس
 لئے بس دھمکے کرتے ہوئے ان پروٹ پرائز گے۔ ہمدانی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔
 جب ذمہ داری پڑتی ہے تو عقل خود بخود چلنے لگ جاتی ہے۔
 کیسی ہے میری پلاننگ؟ تنویر نے سنبھتے ہوئے کہا۔

یار پہلے ہی تعریف کر چکا ہوں۔ اور بھی کر دیتا ہوں۔
 ہمدانی نے کہا اور تنویر کو مقہور کرکے ہنس پڑا۔
 تم ان لوگوں کا براہ راست نشانہ ہو گے۔ اس لئے تم نے
 بے حد محتاط رہنا ہے۔ تنویر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ظاہر ہے وہ لوگ تو میرے انتظار میں ہوں گے۔ ان میں سورج
 راہوں کو سمجھانے اس طرح براہ راست کارنے کے ساتھ پہنچ
 جانے کے کیوں نہ میں بھی پہاڑیوں کے درمیان سے ہو کر آگے بڑھوں؟
 ہمدانی نے کہا۔
 اب بھی ہر مسئلہ ہے۔ لیکن پہلے مجھے حالات دیکھنے دینا اس
 کے بعد تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ہمدانی نے بھی اثبات
 میں سر ہلادیا۔ اس کے بعد وہ دونوں خاموش ہو کر اپنے اپنے خیالوں
 میں گم ہو گئے۔
 اسی گردباد کے کھنڈرات تقریباً چار کلومیٹر دور تھے کہ اچانک
 ڈائش اور ڈسے ٹوں ٹوں کی آواز میں نکلے لگیں۔ تنویر نے چونک کر ڈائش
 بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر کی سویچوں کو دیکھا۔
 ارے یہ کوئی فیکوٹی ہے؟ تنویر نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔ کیونکہ آڈیو ٹیک اور جدید قسم کے ٹرانسمیٹر کسی سویچ یا ایک ایسی
 فیکوٹی ظاہر کر ہی جتیں جو ان میں سے کسی کی نہ ہوتی۔
 ادھر! میرے خیال میں ہمارے ٹرانسمیٹر نے کسی اور طاقتور ریڈیو
 کے ٹرانسمیٹر کی کال کیج کر لی ہے۔ ہمدانی نے بھی چونک کر کہا
 اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے نہ صرف کار ایک سائیڈ پر کر کے آہستہ کر لی

تم فکر نہ کرو۔ میں نے ہر طرف آدمی لگاتے ہوئے ہیں اور وہ سب الرٹ ہیں۔ ابھی کسی طرف سے اطلاع نہیں آئی۔
اور۔۔۔ باس نے قدموں پر درشت بلبے میں جواب دیا۔
اور کہہ مڑا۔ اور اینڈ آل۔ براؤن نے جواب دیا
اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا اور سوئیاں زیر و برقی گھسیٹیں
خبر می من آن کر دیا۔

یہ تو ساری پلاننگ ہی فیملی ہو گئی۔ مجھے اعزاز نہ تھا کہ یہ لوگ اس قدر منظم اور خوش پیار ہوں گے۔ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا: پھر اب کیا کرنا ہے۔؟ صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا: اب کیا ہو سکتا ہے۔ چلے چلتے ہیں۔ بھٹی سیٹ کے نیچے سے اسلحہ نکال لویہ مشین گنیں اور بم۔ پھر جو ہو گا وہ کھینچا جائے گا۔ تنویر نے کہا اور صدیقی نے منہ مڑا کر اسلحہ نکالنا شروع کر دیا۔

میں نے بھی کوئی خاص کام نہیں کیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ لوگ اس قدر منظم ہیں تو خدا ہے انہوں نے انہیں شکار کرنے کے لئے بھی کوئی خاص کام نہیں کیا تھا۔

صدیقی نے ایک مشین گن تئوٹر کی جھولی میں رکھی اور ایک ہانگوں پر اور پھر اس نے کچھ بم تئوٹر کے کوٹ کی جیب میں ڈال دیئے۔ خود وہ اپنی جیبیں پیلے ہی پھر چکا تھا۔

تسعود یعنی ا۔ اگر ہم براہ راست پہنچ گئے تو مر سکتے وہ
کار پر ہم ہمارے ہمیں ہلاک کر دیں۔ اس لئے ایسا ہے کہ کشمیر
کے انکار قریب پہنچ کر پہلے تمہیں کو دھانا اور کسی چٹان کی اوٹ لے

جگر و الیمپٹر کا بیٹن آن کر دیا۔

ایک اجنبی آواز شراشیر سے ابھری۔
 "لیں کینی انڈنگ یو۔" اور — چند بار یہ فقرہ دہرائے
 جانے کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

اس میں دو آدمی سوار ہیں۔ یہ کار اس وقت کھنڈرات
تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اوور۔ پہلی آواز جس
ایسا نام براؤن بتایا تھا سنا دی اور تنویر اور صدیقی دونوں بھی یہ
کہنے لگے اور مثنیٰ فیہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔
انہی کے پیچھے اور تو کوئی نہیں۔ اوور۔ دوسری طرف
لو جھاگا۔

اس نئے ہو سکتا ہے کو کوئی اور بھی آجاتے۔ اور۔۔۔ براؤن جواب دیتے ہوئے کہا۔

خفیک ہے۔ انہیں کھنڈرات کی طرف آئے دو۔
ہوشیار رہنا۔ اگر ان کے پیچھے اور لوگ ہوں تو مجھے اطلاع دینا۔ اور
دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ کنڈرات کی عقیقی طرف سے بھی آرہے ہوں گے۔ اور وہ بھی ایک راستہ ہے۔ اور وہ — براؤن نے کہا۔

ہی چھٹا یا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر وہ سائیڈ کی سیٹ پر اگیا کار
بی رفتار میں خود بخود آگے بڑھتی گئی۔

جلد کو دجاؤ۔۔۔ تنویر نے کہا اور ان دونوں نے بیک وقت دروازے
کھولے اور اچھل کر باہر کود گئے۔ دروازے کھٹک کی آوازوں کے ساتھ
ہی خود بخود بند ہو گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔

ان دونوں کے ہر پیر سے ہی زمین سے لگی وہ بندر جیسی پھرتی کے ساتھ
فریبی چٹان کی اوٹ میں دوڑتے چلے گئے۔ وہاں وہ صرف ایک لمحے
نے لئے رُکے اور پھر تیزی سے چٹانوں کی اوٹ کے کراس پہاڑی کے
اوپر چڑھتے گئے۔

مخاطب رہنا۔۔۔ نہیں ہیں چیک نہ کیا جا رہا جو۔۔۔ تنویر نے
کہا اور صدیقی نے سر ہلادیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں
سے وہ تو کنڈرات کی طرف دیکھ سکتے تھے لیکن انہیں ارد گرد یا اوپر
سے چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔ مشین گنز پلوتہ میں پکڑے وہ لب کنڈرات
کی طرف دوڑتی ہوئی کار دیکھ رہے تھے۔ اب کنڈرات کی چڑھائی
شروع ہو گئی تھی اس لئے کار کی رفتار قدرے ہلکی پڑ گئی تھی اسی لمحے
انہیں اچانک فضا میں ساتیں سائیں کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں
ہلک چلے اور پھران کی آنکھیں بھیغنت جیت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ جس
جگہ کار تھی اس سے فضا آگے اچانک ایک خونخاک گرد باد فضا میں پیدا
ہوا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ ہلک جھپکتے میں وہ کار کے گرد چھا
گیا اور پھر کار اس انتہائی تیز رفتاری سے پکڑ کھائے ہوئے گرد باد میں
جھنس کر اس طرح چکر لاتی ہوئی فضا میں بلند ہوئی گئی جیسے لٹو ٹھکر م رہا

لینا۔ اس کے بعد میں اتروں گا اور کار کے سیرنگ اور ایکسیلرٹر کو
کلپ کر دوں گا تاکہ کار سیدھی کنڈرات کی طرف خود بخود چلی جائے اور
کے بعد دیکھیں گے کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر جیسے بھی مناسب
سمجھنا کر لینا۔ مقصد تو بہر حال ان کا خاتمہ ہی ہے۔۔۔ تنویر
نے کہا۔

فحیک ہے۔ کنڈرات کافی اونچائی پر ہیں۔ اس لئے کار
کنڈرات کے قریب پہنچ کر خود بخود رُک جائے گی۔ یہ تو لگا ایکسیلرٹر ایکٹ
پوائنٹ پر فکس ہو گا۔ صدیقی نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلادیا۔
الہا کر دو کہ ہم انکھے ہی کو دجائیں۔ اس طرح ہم دونوں سائیڈز
سے ہوشیار رہیں گے۔ اور کار کے شیشے بلا تھک کر دو۔ تاکہ کچلی
کو آخر دم تک پتہ نہ چل سکے کہ کار خالی ہے۔ وہ لوگ بھلا
ساتھ آئیں گے۔ صدیقی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔۔۔ تم بھلی سیٹ پر چلے جانا
میں اسے کلپ کر کے تمہاری سیٹ پر کود جاؤں گا اور پھر ہم انکھے ہی
باہر کودیں گے۔ اب سڑک سیدھی کنڈرات کی طرف ہی جائے
گی۔ تنویر نے کہا اور صدیقی اچھل کر بھلی سیٹ پر چلا گیا۔
تنویر نے پہلے جن دبا کر کار کے شیشے بلا تھک کر اس طرح باہر
سے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا جب کہ اندر سے باہر صاف دیکھی جاسکتا تھا۔
اس کے بعد اس نے جلدی سے ڈش بورڈ کھولی کہ اس میں رکھا ہوا
مخصوص کلپ نکالا اور جبکہ کرچیلے اس نے ایکسیلرٹر کے ساتھ اس
کا سر اٹک کیا اور پھر دوسرے سر سے پر بنا ہوا ایک اس نے سیرنگ

جو کافی بلندی پر پہنچ کر بھینٹ گرد ہوا آگے نکل گیا اور گھومتی ہوئی گا
انجن کے بل بھینٹ پیٹ گرنے لگی اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ
کار زمین سے ٹکرائی اور تھلا بازیاں کھاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر کار میں آگ
پھیلنے لگی۔ دوسرے طے ایک خوفناک دھماکا ہوا اور کار کے پرنز سے
فضا میں بکھر گئے۔ اور پھر بے درپے دھماکوں کا جیسے تاننا سا بندھ گیا
کار کا ڈھانچہ ٹک بکھر کر مین انگوٹوں کی طرح آؤ آؤ کر اوجھڑا اور گر گرنے لگا۔
دھماکے ان لمحوں کے تھے جو کار میں موجود تھے اور آگ لگ جانے کا
وجہ سے چھٹ رہے تھے۔

تمویر اور صدیقی دونوں خوف اور وحشت سے آنکھیں میچا رہے
اپنی کار کا شروٹیکہ رہے تھے ان کے ذہنوں میں لرزہ مٹا آیا ہوا تھا
اگر وہ اس طرح نیچے نہ اترتے تو ان کا کیا مشر ہوتا۔

اسی لمحے ایک ایک انہیں عقب میں آہٹ سی محسوس ہوئی اور بکھڑ
وہ چونک کر مڑے۔ مگر دوسرے لمحے ان کے حلق سے طویل سانس نکل گیا
کیونکہ ان دونوں کی طرف تین متین گنیں ابھی ہوئی تھیں اور تین مسل افوا
ان کے سامنے قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔

”ہوں! تو تم کار سے نکل آئے تھے لیکن اب“ — ان میں
سے ایک نے دانت دیشیے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ
کیا اور پھر خازنگ کے دھماکوں سے پہاڑیاں گونجنے لگیں۔

ٹائیکر نے کار کو تیزی سے واپس طرف کو نکلنے والی طرف کی
طرف موڑا اور ساتھ ہی اس نے رفتار بھینٹ پیٹ کر دی۔ اب کار اپنی
پوری سپید پر دھیسے ہوا میں آؤری چلی جا رہی تھی
تقریباً دس منٹ تک مسلسل اسی بے شائبہ انداز میں کار دوڑانے
کے بعد اس نے ایک موڑ کاٹ کر درختوں کے ایک ذخیرے کی طرف
اڑھڑ دی اور پھر کار کو ذخیرے کے اندر روک کر وہ بجلی کی سی تیزی
سے نیچے اتر آ۔ اس نے سائیڈ میٹ پر بڑی ہوئی ایک جدید ساخت
کی مشین گن اٹھائی۔ اس پر دو درجن بھی فٹ تھی اور اس مشین گن
کی فائرنگ رینج بہت زیادہ تھی۔

ٹائیکر مشین گن کو کندھے سے لٹکا کر تیزی سے ذخیرے کے
اندروں میں ہوا باقیں ہاتھ کی طرف بڑھا۔ ذخیرے کے اختتام پر
پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا یہ پہاڑیاں ویران تھیں۔ کہیں کوہیں

شروع کیا۔ لیکن وہاں مکمل خاموشی تھی۔ کوئی ذرا برابر بھی حرکت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ پھر کس نے سامنے والی پہاڑی کا جائزہ لیا تو جیسے ہی اس نے دور بین گھمائی وہ چونک گیا۔ اسے اوپر ایک پہاڑی چٹان کے پیچھے حرکت سی محسوس ہوئی۔ اس نے دور بین کی سائیڈ پر لگی ہوئی تاب گھمائی تو سپاٹ نہ صرف بڑا مرگا بلکہ جیلیا بھی گیا۔ اب وہ صاف دیکھ رہا تھا۔ وہاں اس چٹان کے سائیڈ میں اسے ایک آدمی کا سر نظر آیا۔ اسی لمحے اسے دور بین کے شیٹوں کی چمک نظر آئی اور وہ سمجھ گیا کہ کوئی آدمی اس کے انداز میں لیٹا ہوا دور بین کے ذریعے دیکھ رہا ہے۔ ٹائیگر نے جلدی سے دور بین بٹائی اور جلدی سے بند سائیڈ کی طرف کھسک گیا تاکہ زیادہ اندھیرے میں اکر جائے۔

ٹائیگر کو اس بار اکیٹھ نوے براہ راست ٹرائیڈ پر کال کیا تھا اور برائیت کی صفی کو صدر بنی عمران کے ٹرپ میں گردباد کے کھنڈرات کی فرت جا رہا ہے۔ تنویر اس کے ساتھ ہو گا۔ ڈاک نے عمران کو ٹرپ کرنے کے لئے یہ جال بچھا یا ہے اور عمران چونکہ زخمی ہے اس لئے صدر بنی کو اس کی جگہ جیسا جا رہا ہے تاکہ وہ وہاں بھلے ٹرپ ہونے کے اچھے ٹرپ کر سکے اور ٹائیگر کو ان دونوں کی خفیہ نگرانی بھی کرنا ہے اور کسی صورت حال میں ان کی امداد بھی کرنی ہے۔ ٹائیگر نے حسب عادت پوچھ لیا کہ جب وہ بچتے ہیں کہ یہ ٹرپ ہے تو پھر ایک بار دو آدمی بھیجتے ہیں۔ تب اسے کیوں نہ وہاں مکمل ریکارڈ جاتے۔ تو اکیٹھ نوے اسے سمجھا کہ یہ ٹرپ چلایا کے ذریعے کیا جا رہا ہے اور چلایا

الودہ درست اور جھٹاٹیاں نظر آتی تھیں۔ ٹائیگر کسی جگہ کی سرگوشی کی طرف اچھلتا اور دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر چڑھتا گیا۔ باوجود چڑھائی کے اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کافی بلندی پر آئے کے بعد ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں رکا کر اپنے تیز چلتے ہوئے سانس کو کنٹرول کرنے لگا۔ جب سانس نارمل ہوا تو وہ اب سامنے کے ٹرچ دھنسنے لگا۔ لیکن اب وہ انتظار محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک ایک چٹان کی اوٹ میں رکا کر آگے پیچھے دیکھ کر وہ آگے بڑھتا اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے سامنے کے ٹرچ ایک چٹان کی اوٹ میں رکا گیا۔ یہ چٹان اور پہلے کی طرح بڑھی ہوئی تھی۔ ایک سائیڈ بلند تھی جب کہ دوسری کھلی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اس کے اندر لیٹ گیا اس کے دائیں ہاتھ گردباد کے کھنڈرات اب صاف نظر آنے لگے تھے۔ جبکہ سامنے سرک تھی جو کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ اور سرک کی دوسری طرف اسی طرح کا پہاڑی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ جس طرح کے سلسلے کی ایک پہاڑی پر اس وقت ٹائیگر موجود تھا۔ پیچھے کے نیچے لیٹ اس نے مین گن تو سائیڈ پر رکھ دی۔ اور پھر سائیڈ سے نکل کر دور بین اٹاکر اس نے آنکھوں سے لگائی۔ چونکہ اوپر چٹان کا چھوٹا کافی آگے تک چلا گیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ دور بین کے شیٹ پر سرورسج کی چمک نہ پڑے گی۔ ورنہ تو یہی چمک اس کی یہاں موجود کی صفی کھول دیتی۔

دور بین آنکھوں سے لگا کر اس نے پہلے کھنڈرات کا جائزہ لیا

ابھی ٹائیگر انہی خیالوں میں گم تھا کہ اچانک اس کی نظر دور سے آتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر پڑی اور وہ چمک پڑا۔ یہ کار نریر کی تھی اور جس طرح وہ بڑھتی آ رہی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دونوں کوئی بلائیگ کے بغیر سیدھے کھنڈرات کی طرف آ رہے ہیں۔ ٹائیگر نے ہونٹ پیچھنے لگے اور اس کے ساتھ ہی اس نے غصہ جن بھی اٹھا کر کانڈھے سے لگائی۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہونا تھا ابھی چند لمحوں میں ہی ہو جانا تھا۔

پھر جسے ہی کار دوڑتی ہوئی ٹائیگر کے سامنے سے گزری۔ ٹائیگر ایک بار پھر چمک پڑا۔ کیونکہ اس نے دوڑتی ہوئی کار کے دروازے کھلتے اور دو افراد کو نیچے چھلانگیں لگاتے دیکھا۔ کار اسی طرح آگے بڑھتی گئی۔ کار کے پیشے چونکہ بلائندھے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کے اندر موجود کسی شخص کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے ڈرائیگ سیٹ پر ایک آدمی تو لامحالہ موجود ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ تنور اور صدیقی کے ساتھ کوئی اور بھی آیا ہے۔

کار آگے بڑھ گئی جب کہ وہ دونوں مہاڑی کی اوٹ میں اوپر چڑھتے گئے اور پھر وہ اس کے تقریباً سامنے ہی ایک ٹیان کی اوٹ میں ہرگز رک گئے۔ چونکہ جس جگہ وہ دونوں رُکے تھے وہاں سے وہ آسے براہ راست نظر نہ آ رہے تھے۔

ٹائیگر کی توجہ کار کی طرف ہو گئی۔ کار اس وقت تک کھنڈرات کے تقریباً سامنے پہنچ چکی تھی کہ اچانک فضا میں سائیں سائیں کی تیز آواز ابھری اور پھر ٹائیگر نے ایک خوفناک گرو بار کو کار کے سامنے

ابھی تک مجرموں کے قبضے میں ہے۔ اگر وہاں عمران نہ پہنچا تو جو لیا کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے جو لیا کو فوراً طور پر بچانے کے لئے کسی نہ کسی کا وہاں جانا ضروری ہے۔ جو لیا جس جگہ موجود ہے اسے البتہ ٹریس کر لیا گیا ہے اور جو لیا کو وہاں سے نکالنے کے لئے سیکرٹ سروس نے کام شروع کر دیا ہے لیکن جب تک جو لیا ان کے قبضے سے نہ نکل آئے۔ اس وقت تک مجرموں کا اطمینان ضروری ہے اور ٹائیگر کو پہلی بار مسجد آتی کو صرف عمران ہی نہیں بلکہ ایکٹو بھی اس کے ہم پلہ ہے۔

چنانچہ ٹائیگر نے یہ ہدایت ملنے ہی ذرا ہی طور پر ایک بلائیگ اور اس بلائیگ کے نتیجے میں وہ اس وقت یہاں موجود تھا اسے معلوم تھا کہ صدیقی نے عمران کا ٹیک آپ کرنا جوگا اس لئے لازماً انہیں یہاں بوجھائے گی اور وہ یہ صورت میں ان سے پہلے پہنچنا چاہتا تھا اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہا۔ لیکن اب وہ سامنے والی پہاڑی پر موجود آدمی کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ تنور اور صدیقی دونوں کو جو لیا نے لازماً یہاں پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے اس لئے صدیقی اور تنور اگر سیدھے یہاں پہنچ گئے تو ان کا بڑھ نکالنے کا مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ بہر حال تنور اور صدیقی سیکرٹ سروس کے ہمیز ہیں کوئی عام آدمی تو نہیں۔ لازماً انہیں بھی علم ہوگا کہ وہاں مجرم ان کے استقلال کے لئے موجود ہوں گے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی بلائیگ کر کے ہی آئیں گے۔

اور صدیقی کی طرف آنے کی بجائے ویسے ہی نیچے آ رہے ہوں کو کار
تباہ ہو چکی ہے اس لئے اس میں موجود عمران بھی ختم ہو گیا ہو۔
لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر نے ہونٹ جھینچ لئے۔ کیونکہ وہ تینوں
ایک چٹان سے اترے اور پھر تین اس جگہ پر ٹک گئے جہاں تنویر
اور صدیقی جیسے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اس نے تینوں کی مشین گنیں
بیدار ہوئی و تینوں کو اس نے فوراً ہی ٹریجر دبا دیا۔ وہ تینوں چونکہ
ایک قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ تینوں ہی مشین گن
کے مارگٹ میں تھے۔

ٹرگر دھتے ہی پہاڑیاں دھماکوں سے گونج اٹھیں اور اس کے
ساتھ ہی ٹائیگر مے ان تینوں کو اچھل کر گرتے اور پھر قتل بازیاں
کا کر نیچے چٹانی سلسلے میں غائب ہوتے دیکھا۔ ان تینوں کے گرنے
کی پولیٹین تباہ رہی تھی کہ وہ تینوں ہی ہٹ ہو چکے ہیں اسی لمحے
اس نے تنویر اور صدیقی کو باہر نکلتے دیکھا تو اس نے مشین گن کے
ٹرگر سے اٹھکی بٹائی۔

دھماکوں کی بازگشت ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے پہاڑیوں کے
فخلف حصوں سے خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ یوں ٹک رہا
تھا جیسے پوری فوج ان پہاڑیوں میں بکھری ہوئی ہو۔

تنویر اور صدیقی اب تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے کھنڈر اپھر رہے
کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نہ لے کسی
لیکن انتہائی محتاط نظر آ رہے تھے۔

ٹائیگر خود بھی تیزی سے چٹان کے چھتے سے نکلا اور اسی طے سے

پیدا ہوتے اور پھر کار کو اس کی زد میں آ کر فضا میں بلند ہوتے دیکھا
کار اس خوفناک گرد و باہیں پھینک کر فضا میں کسی لٹو کی طرح گھوم رہی
رہی تھی۔ ٹائیگر کے ہونٹ جھینچ گئے۔ کیونکہ یہ صورت حال اس کے
لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔ وہ اب کار میں موجود آدمی کو کسی صورت میں
بھی نہ بچا سکتا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کار گرد و باہ سے
نکل کر نیچے گری اور اس کے بعد اس کی قتل بازیاں۔ پڑول ٹینک
بھینچے اور پھر دھماکوں کے ساتھ اس نے کار کے پرنے فضا میں
میزانوں کی طرح اڑتے دیکھ لئے۔

نہانے کوں ہو گا ڈرائیونگ سیٹ پر۔ ٹائیگر نے کہا لیکن
دوسرے لمحے وہ تری طرح چونک رہا۔ اس نے اس جگہ سے جہاں
اس نے کسی شخص کا سر اور دھڑ بن کے شیشوں کی جگہ دیکھی تھی
حکرت محسوس کی تو اس نے جلد ہی سے ڈورین اٹھا کر آنکھوں سے
لگا لی اور پھر وہ چونک پڑا۔ مشین گنوں سے مسلح تین افراد انتہائی تیز
رفتاری سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے جادہ
کار سے کھنے والے تنویر اور صدیقی جو کہ عمران کے میک اپ میں
مقا موجود تھے۔ صدیقی نے واقعی بہترین میک اپ کیا ہوا تھا۔ اگر
ٹائیگر کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو وہ بھی سمجھتا کہ وہ عمران ہی ہے
ٹائیگر نے ڈورین لٹائی اور مشین گن پر لگی ہوئی ڈورین آنکھوں
سے لگا کر ٹرگر پر اٹھکی رکھ دی۔ وہ چاہتا تو نہیں سے ان پر فائر
کھول سکتا تھا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ وہ صورت حال کو
ابھی طرح چیک کر لینا چاہتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ تینوں افراد تنویر

کو بڑھنے لگا۔ جدھر تنزیر اور صدیقی گئے تھے۔ وہ انتہائی نوحاظ انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ کسی کا ٹکڑا نہ بن جائے۔

مقدوری دیر بعد وہ کھنڈرات کے قریب پہنچ گیا۔ اسے تنزیر اور صدیقی دونوں چٹانوں سے نیچے اتر کر کھنڈرات کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آتے تو ٹائیگر نے ہونٹ جھینچ لئے۔ کیونکہ یہ اس کے خیال کے مطابق ان دونوں کی حماقت تھی۔ انہیں ایک ایک کر کے ہانا چاہئے تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ تنزیر مرکز کے قریب ہی ایک چٹان کی اوٹ میں رک گیا جب کہ صدیقی چٹانوں کی اوٹ سے مسلسل کھنڈرات کی طرف بڑھتا گیا۔

ٹائیگر کی نظر اب تنزیر سے ادھر ادھر گھوم رہی تھی وہ بچا چوکا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے کسی طرف سے صدیقی پر حملہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ وہ فائرنگ بھی ختم ہو چکی تھی۔ یوں لگا تھا جیسے اب ان کھنڈرات اور چٹانوں میں کوئی فوری خطرہ بھی موجود نہ ہو۔

صدیقی کافی آگے جانے کے بعد اچانک رشک پر آیا اور پھر وہ زگ زگ انداز میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا جی تھا کہ اچانک ٹائیگر چمک پڑا۔ اس نے صدیقی کے سبکی قریب ہی ایک گردباؤ پیدا ہونے دیکھا اور دوسرے لمحے صدیقی کھو اگر دباؤ کی زد میں آکر کار کی طرح لٹکی طرح گھومتا ہوا فضا میں اچھی طرح ہل گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے تنزیر کو کھینچ کر مرکز پر چلا لگا کر

اس گردباؤ کی طرف کی دوڑتے دیکھا۔ تو اس نے ہونٹ جھینچ لئے تنزیر کی یہ حرکت اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ وہ اب کیا کرنا چاہتا ہے۔ تنزیر نے بڑی سے گھومتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور تنزیر نے کھٹا دوڑنا ہوا گردباؤ کے ساتھ ساتھ دوڑنا تھا کہ اچانک گولی چلنے کی آواز میں سنا دی اور تنزیر اچھل کر گرا اور پھر قلا بازیاں کھاتا ہوا ایک کھائی میں منہ کے بل جا گرا۔ ٹائیگر اسے کھائی میں گرتا دیکھ راسخا۔ تنزیر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اور ٹائیگر کو اتنی دُور سے بھی اس کے پہنچنے سے پہلے دیکھنے والے خون کی چمک نظر آ رہی تھی۔ تنزیر مرہٹ ہو چکا تھا۔

اسی لمحے گردباؤ کھینچ غائب ہو گیا اور صدیقی جو اس گردباؤ کے ساتھ ہی کافی بلندی پر چکرا رہا تھا کھینچ بندوبست سے نکلنے والی گولی کی طرح پیچھے آئے لگا۔ ٹائیگر نے بڑی طرح ہونٹ جھینچ لئے۔ کیونکہ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد صدیقی کی موت یقینی تھی۔ ابھی صدیقی زمین تک نہ پہنچا تھا کہ کھینچ ایک بار پھر گولی کا دھماکہ ہوا اور صدیقی کا چکر اکر پیچھے گرا ہوا جسم ایک جھلک کا کچر فضا میں ہی اچھلا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے عین اسی کھائی میں جا گرا جہاں پہلے تنزیر پڑا ہوا تھا۔ صدیقی کا جسم اڑتا ہوا تنزیر کی پشت پر گرا ہوا اور ایک دو لمحوں تک اس کے جسم نے حرکت کی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ اور ٹائیگر جو ان کی حفاظت کے لئے آیا تھا نے کسی سے ہونٹ کھٹا بیٹھا رہ گیا۔ کار اپنے ڈرائیور سمیت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی جبکہ تنزیر اور صدیقی اس کے سامنے ہٹ ہو گئے تھے۔

اسی لئے ٹائیکر نے یکجہت چار افراد کو کھنڈرات سے نکل کر پہلی
 کی سی تیزی سے تیز راہ اور صدیقی کی طرف بڑھتے دیکھا تو ایک لمحے کے
 لئے اس کی آنکھیں ڈرنگ کی طرف دھری، لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے
 آپ کو روک لیا، کیونکہ اصل بات تو ختم ہو چکی تھی۔ اب زیادہ سے زیادہ
 وہ ان چار افراد کا خاتمہ کر لیتا۔ لیکن بہاؤیوں میں ہونے والی ناگزیرنگ
 سے آتے اندازہ تھا کہ یہاں بچاں ساٹھ — سے کم افراد موجود نہیں
 ہیں۔ اس لئے اب لاشوں کے لئے اپنے آپ کو رسک میں ڈالنا
 حماقت تھی۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ چاروں افراد نے تیز راہ اور
 صدیقی کی لاشیں لاندھوں پر اٹھائیں اور اسی طرح تیزی سے دوڑتے
 ہوئے کھنڈرات میں غائب ہو گئے۔

فلک کی حالت جنونیوں کی سی نظر آ رہی تھی۔ وہ پاگلوں کے
 انداز میں اپنے بال نوچ رہا تھا اور اس کے سامنے کھڑا نو جوان حیرت
 اور سہمے ہوئے انداز میں اس کی یہ حالت دیکھ رہا تھا۔
 - ناکامی۔ ناکامی۔ ناکامی۔ ہر طرف سے ناکامی۔ آخر
 یہ کیا ہو رہا ہے۔ یعنی کہاں غائب ہوئے۔ وہ کہاں گیا ہے؟
 لوگ لے یکجہت چیختے ہوئے کہا۔

معلوم نہیں باس۔ ان کی کار البتہ اس کو ہنسی میں کھڑی
 ہے۔ لیکن وہ خود غائب ہیں۔ جسکے کی لاش اس کمرے کے سامنے
 راہداری میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ جسے آپ نے صورت حال معلوم
 کرنے کے لئے جھجھا تھا۔ وہ مجھے وہیں کمرے کے دروازے میں مڑوا
 پڑا ہوا ہے۔ انہیں گولیوں سے ہلاک کیا گیا ہے باس۔ یعنی
 اور وہ لوگ دونوں غائب ہیں۔ ملحقہ پوائنٹ بھی خالی پڑا ہے۔

جو گاؤں پر ایکٹو اصل بات سمجھ گیا ہوگا۔ مگر ہمیں اس اشارے سے سمجھ نہ آ سکی۔ بلکہ اب وہ کھنڈرات بھی سیکرٹ سرکس کی نظروں میں آگئے ہیں اور اب وہاں موجود ہماری اصل ٹیکہ بھی بنی نظر لاحق ہو گیا ہے۔ مجھے وہاں ٹاسک سے بات ہوگی۔" ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے میز کی دروازہ اور دروازے ایک ٹرانسپیرنٹال ٹرینڈنگ رکھا اور پھر وہ میز کی مذکر ہی رہا تھا کہ اپنا ٹک ٹرانسپیرنٹ سے ٹوکوں کی آوازیں نکالتے۔ ڈک نے چونک کر پہلے تو ٹرانسپیرنٹ کی طرف دیکھا اور پھر سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹاسک کا ٹک فرام بی۔ ون۔ اوور" ٹرانسپیرنٹ سے تیز آواز ابھری اور ڈک کی پیشانی پر تیزی سے کاجال پھیل گیا۔

"لیس! چیف ہاس انڈنگ یو۔ اوور" ڈک جواب دیا۔ اس کے لہجے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کوئی بری سننے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے۔

"ہاس! میٹن کا سب ہو گیا ہے۔ ہم نے عمران اس کے ایک ساتھی کو ہٹ کر لیا ہے اور ان کی کار کے بھی پرچے آڑ گئے ہیں۔ اوور" دوسری طرف سے ٹاسک کی پتھری آواز ابھری۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ عمران وہاں گیا ہے۔ اوور" ڈک نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

لیس ہاس!۔ ہمیں ہاس کمپنی نے ان کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ ہم پوری طرح تیار ہو گئے۔ میں نے پہاڑوں پر اپنے آدمی پھیلا دیئے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک بار رنگ کی کار جس میں دو افراد سوار ہیں کھنڈرات کی طرف آ رہی ہے۔ پھر یہ دونوں آدمی چلتی گاڑی سے اچھل کر پہاڑی میں چلے گئے جب کہ ڈک ٹرینڈنگ کار کے کھنڈرات کی طرف آیا۔ ہم ان دونوں افراد کو گاڑی سے کودتے وقت چپک کر سنے تھے۔ ان سے ہم نے کار پر انتہائی طاقتور گر دباؤ فائر کر کے اسے بالکل باہر کر دیا اور کار پر تیز سے پرتے ہو کر پہاڑیوں میں بکھر گئی۔ لیکن پہاڑی پر موجود کمپنی کے آدمیوں نے ان دونوں افراد کو چپک کر مار ڈالا۔ چنانچہ وہ ان پر لپکے۔ لیکن ان دونوں نے فائرنگ کر کے ان کے سینوں کو ختم کر دیا۔ اس وقت وہ ہمارے ٹارگٹ میں آ گئے۔ اس کے بعد وہ دونوں کھنڈرات کی طرف بڑھے پہلے عمران ٹپے آئے اور اسی وقت ہم نے اس پر گر دباؤ فائر کر دیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر عمران کا ساتھی بھی دوڑتا ہوا ادھر آیا جسے ہم نے فوراً مار ڈالنے سے ہٹ کر دیا اور پھر گر دباؤ فائر کر دیا۔ وہ دونوں ایک کھائی میں گر گئے اور ہم نے مزید احتیاط کے لئے ان پر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ دونوں ہٹ ہو گئے۔

الٹرا۔ ٹاسک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اوور" ڈک نے پوچھا۔

"ہاس! انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ

مرے نہیں۔ بلکہ شدید زخمی ہیں۔ لیکن بہر حال زندہ ہیں۔
 نے انہیں کھنڈرات میں رکھ دیا ہے اور ان کی ابتدائی مرہمیں
 کر دی ہے تاکہ وہ فوری موت سے بچ جائیں۔ میں
 تھا کہ آپ سے مزید آؤں تو لے لوں۔ کیونکہ سیکنڈ ہاس
 لے لیا تھا کہ آپ خود جنگ کے لئے آئیں گے۔ اب
 آپ جکر دیں تو ان دونوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں
 سے چھین کر دیا جاتے۔ یا پھر انہیں آپ کے لئے تھک
 رکھا جاتے۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے پوچھا۔
 ان کی حالت کیسی ہے۔ وہ اس حالت میں مزید
 دیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور۔۔۔؟ وہ نے ہنٹ کاٹتے
 پوچھا۔

ہاس!۔۔۔ اس حالت میں تو وہ زیادہ سے زیادہ مزید
 گھنٹے تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہاں!۔۔۔ اگر ان کا آپریشن
 ان کے جھروں سے گولیاں نکال لی جائیں تو ان کے بچ جانے کے
 امکانات ہیں۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔
 نہیں!۔۔۔ انہیں زندہ رکھنے کا رسک نہیں لیا جاسکتا۔
 لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہیے۔
 تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو فوری طور پر فائرنگ کر کے ان کے
 جسم کو لپوں سے چھین کر دو۔ اور پھر ان کی لاشیں کسی بند
 میں ڈال کر شہر کے کسی پورے پر چھینک دو۔ اور
 ہو سکتا ہے ان کی موت کی وجہ سے سیکرٹ سروس کی ٹیم یا انٹیلیجنس

کھنڈرات کی جنگ کے لئے آئے تو تم نے انتہائی محتاط اور ہوشیار
 رہنا ہے۔ بی۔ ون کی کسی کو ہنگامہ بھی نہیں پڑنی چاہیے۔ اور۔۔۔
 نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
 ٹھیک ہے ہاں!۔۔۔ میں سمجھا ہوں اور ہماری سپلائی
 کی تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ اب ہم آئندہ سپلائی کی تیاری تک
 مکمل طور پر سیمولفلاج ہو جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور۔۔۔
 ہاس نے جواب دیا۔
 ٹھیک ہے۔ ان دونوں کی لاشیں بھی انتہائی محتاط ہو کر
 شہر میں چھپائی نہیں۔ اور اینڈ آئل۔۔۔ ٹوک نے کہا اور
 ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ڈائریکٹ آؤٹ کر دیا۔ اب
 اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔
 عمران کے کھنڈرات میں جانے کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس
 وائے جولیو کا چہرہ دیکر نہیں لے گئے۔ بلکہ اب مجھے یقین ہے کہ
 اپنی خود اس لوڈ کی کوئی عیاشی کے لئے کہیں لے گیا ہوگا۔ اور
 جب اس کا دل پھر جائے گا تو پھر اسے واپس لے آئے گا۔
 ٹوک نے مطمئن لہجے میں کہا۔
 لیکن ہاس!۔۔۔ اگر اپنی اس لوڈ کی کو اپنے ساتھ لے جانا تو پھر
 اپنے دو آدمیوں کا قتل۔ اور اس کی کاٹھی کو سچی میں موجودگی۔
 اسے کس خانے میں فٹ کریں گے آپ۔۔۔ سامنے بیٹھے گارڈ
 نے کہا اور ٹوک نے ہنٹ بیچھ لئے۔
 تمہاری بات بھی واقعی سوچنے کی ہے۔ لیکن اگر وہ جولیو کو

چھڑا کر لے جاتے تو پھر وہ عمران کہیں ہمارے گریپ میں نہ چھپتا۔
 عمران کے خاتمے سے میرے انتقام کو کافی حد تک تسکین مل گیا
 ہے۔۔۔ اب میں اس سیکریٹ سرورکس اور ایشی جنس کے خلاف
 آسانی سے کام کروں گا اور ان کے خاتمے کے بعد پھر اطمینان سے
 لیڈی کانگ کا مشن شروع ہو جائے گا۔ تم ایسا کرو کہ جا کر پانچ
 کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کہاں ہے
 اگر اس کا کوئی ٹھکانہ مل جاتے تو مجھے مطلع کر دینا۔ میں اب ذرا
 آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ ڈاک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر غمگین
 بھی اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے واپس چلا گیا۔

ٹھکانہ نیگرا، صدیقی اور تنویر کے کھنڈرات میں سے جانے کے بعد
 ہانگر پر بیٹھا بے بسی سے ہونٹ کاٹا سوچنے لگا کہ اب وہ کیا کرے۔
 بالکل دونوں کی لائشیں حاصل کرنے کی جدوجہد کرے یا پھر خاموشی
 سے واپس چلا جائے۔ یا میری صورت یہ ہے کہ ان کا انتقام لینے
 لے لے وہ مجھوں پر اکیلا ہی ٹوٹ پڑے۔ لیکن وہ کوئی رنج و غم
 نہ کر پارہا تھا کیونکہ اسے مجرموں کی تعداد اور پھر اس خوفناک گردباد
 نے اچانک پیدا ہو جانے کی بابت یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ گردباد اصل
 میں بگڑے مصنوعی طریقے سے پیدا کئے جاتے ہیں اور پھر اس کے
 ہی اتنا اچلکھڑا تھا کہ وہ اکیلا ہی سب مجرموں سے نہپٹ لیتا۔ او
 مرکا خوف و کشتی کرنے کا وہ قائل نہ تھا۔ آخر اس نے یہی سوچا کہ انیسٹو
 سے بات کر لی جاتے۔ اسے یہ خطرہ تو ضرور تھا کہ ہوسکا سے
 ڈاکٹر کیسر کال کیج ہو جائے۔ لیکن اسے یہ حال یہ یقین ضرور تھا کہ

چنانچہ ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اپنی جگہ سے نکلنا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف دوڑنے لگا۔ اسے چونکہ یقین تھا کہ اب مجرم مطلق ہو کر پہاڑیوں سے بھاگ گئے ہوں گے۔ اس لئے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور انتہائی تیز رفتاری سے عقبی پہاڑی سے اتر کر وہ اس پہاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑنا ہوا اس پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے سامنے کھنڈرات موجود تھیں۔ وہ سائنے کی بجائے اب کھنڈرات کے عقبی حصے سے ان میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیونکہ سامنے کے ٹرٹھ سے آئے گردباد کی زد میں آجائے کا خطرہ تھا۔

اور پھر ابھی وہ پہاڑی پر چڑھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے ایک چٹان کے اوپر ایک غیر ملکی گود میں مشین گن رکھے بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہا تھا اس کی سائڈ ٹائیگر کی طرف تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو نہ دیکھ سکا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر ٹانگوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس کی عقبی طرف سے ہو کر اس کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ لیا تھا۔ اور پھر اس کا ہاتھ بندھ ہوا اور کھٹکائی کی آواز کے ساتھ ہی وہ غیر ملکی ملکی سسی چیخ مار کر چٹان سے نیچے جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے ایک بڑا سا پتھر اٹھا یا اور اس کے سر پر زور سے دسے مارا۔ اور اس غیر ملکی کی کھوپڑی پکچ گئی۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے ٹانگوں سے پکڑا اور کھٹکیتا ہوا ایک اور چٹان کی اوٹ میں لے گیا تاکہ دور سے اس کی لاش کسی کو نظر نہ آئے۔ لیکن اس چٹان پر

کال کیج کر لینے کے باوجود مجرم اتنی آسانی سے اس پر قابو نہ پاسکیں۔ چنانچہ جلد ہی اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود ایک چوڑا مگر خاصا طویل اور ریشہ کار ٹرانسمیٹر بائرن نکالا اور اس کا ٹیڑا کر کے اسی ٹیڑی کی سپیشل فریکوئنسی سیٹ کرنے کے لئے ٹائپ کھینچا لگا۔ اور ابھی وہ فریکوئنسی پوری طرح ایڈجسٹ نہ کر پایا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوٹ ٹوٹ گئی آواز سن گئیں تو وہ تیزی طرح چونک پڑا۔ اس نے ڈائل پر دیکھا تو سوسنیوں کی ایڈجسٹمنٹ اب جتنی جلد سے پہنچی۔ ٹائیگر نے اس فریکوئنسی کو ابھی طرح ذہن نشین کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مین دیال کو ٹرانسمیٹر سے ایک آواز پہنچا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائپسٹ کا ٹکٹ فراہم کی۔ دن۔ اور“
 ”لیس۔ چیف ہاں انڈنگ یو۔ اور“ ایک اور آواز
 ابھری اور ٹائیگر نے ہونٹ پیچھ لئے۔ اور اس کے بعد ان دونوں نے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ صدیقی اور تنویر ابھی زندہ ہیں۔ البتہ اب انہیں گولیوں سے چھپنی کرنے کے احکامات دیتے جا رہے تھے۔
 اس نے یہ سنتے ہی جلد ہی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اس نے باقی گفتگو سننے پر وقت صرف کرنا اسے شائع کرنے کے مترادف سمجھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کال ختم ہوئے ہی تنویر اور صدیقی دونوں کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور وہ اب قری طور پر کھنڈرات میں پتہ پنا چاہتا تھا۔

اس نے جیسے ہی قدم رکھا۔ چٹان پہلی سی گر گر اسٹ کے ساتھ صدف زنی کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اور مائیگر جو کہ بڑا۔ یہ ایک سرنگ یا مٹی۔ اور مائیگر اس نے پونیکا تھا کہ اس کے ذہن میں تصویر بھی نہ تھا کہ یہاں کنڈرات میں جانے کے لئے کوئی سرنگ بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے جلدی سے لاش کو ایک طرف چھیدکا اور پھر سرسین گئی اٹھنے وہ اس سرنگ میں گھس گیا۔

اس کے اندر جاتے ہی اس کے عقب میں سرنگ بند ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی سرنگ میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ یہ سرنگ کھائی ہاتھوں سے بنائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے اپنی رفتار کم کر دی اور اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ کہیں قریب ہی کوئی پہاڑ مشین چل رہی ہے۔ کیونکہ سرنگ میں اسے ہلکی ہلکی دھجک دھجک ہو رہی تھی، وہ پھر لان رو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے زخم اور زیادہ دردناک دیکھے۔

سرسبز کافی طویل یعنی اور پھر آخستہم ایک چٹان پر تھوڑا سا نیچر
 جیسے ہی اس چٹان کے قریب پہنچا تو وہ چٹان خود بخود ایک سائید میں
 ہٹ گئی اور ٹائیگر احتیاط سے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے
 سے کمرے میں موجود تھا۔ یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے ایسا شہزادانہ
 تھا۔ اس کا دور می طاقٹ باقاعدہ ایک دروازہ تھا۔ وہ آہستہ سے
 دروازے کی طرف بڑھا تو اسے کسی کے بائیں کرنے کی آواز سنائی
 دی۔ وہ دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

باس ان کے متعلق فیصلہ نہیں کر رہا۔۔۔ یا تو ان کی گولیاں نکالی

ابن نے یا پھر انہوں کو لوگوں سے علیحدگی کر دیا جاتے۔ اس طرح تو
 ایسے جاتے تھے کہ سب سے پہلے کہ جی میں تھے۔ ایک بھاری
 دانہ تھے۔

ہوسکتا ہے باس ٹھاسک؟ چیف باس سے ہدایت لے رہا ہو۔

اب دوسری اور ساری دنیا۔
میرا خیال ہے کہ میں جا کر معلوم کروں۔ تم خیال رکھنا۔ پہلی
آواز نے کہا۔

یہاں کس نے آنا ہے۔ ان کی حالت تو مردوں سے بھی بدتر ہے۔ ہری آواز سنائی دی اور پھر ایک دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی تو پھر پھر سمجھ گیا کہ وہ درست جگہ پہنچ گیا ہے۔

انہوں نے کمرے میں تیز اور صدیقی پڑے ہوئے تھے۔ لیکن اب
انگریز سوچ رہا تھا کہ اس کا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہیے۔ ان دنوں کی
حالت بے حد خراب تھی۔ انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت تھی اور
ان دنوں کو کس حالت میں انہیں کراکینا اپنی کمرنگ نہ جاسکتا تھا
انہوں سے انتہائی دور فاصلے میں کھڑی تھی۔

اچھی وہ میری سوچ رہا تھا کہ اسے ایک بار پھر وازدہ کھنسنے کی آواز دے
مانائی وہی اور وہ جو تک پڑا۔

میں خود آ رہا ہے۔ ہوشیدہ ہو۔ — وہی بھاری آواز سنائی
 دی اور ڈانگیر سمجھ گیا کہ ٹھاک، تیز اور صدیقی کو گولیوں سے چھینتی
 کرتے آ رہا ہے۔ اس نے اپنے سامنے موجود دروازے پر بیک سدا باؤ
 ڈال کر دروازہ کھل کر باغیچوں پر بھاگنا شروع کر گیا اب اسے

اظہار کیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت دروازہ اچانک کھول کر ان پر نازل کر سکتا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھٹکا اور ایک آدمی کے اندر آنے کی آواز سنائی دی۔

سنو! — چیف باس نے عبادت کی سے کال و فون کو گولیوں سے چھین کر کے ان کی لاشیں بند و گین میں ڈال کر شہر کے کسی چوڑے پر پھینک دی جائیں تاکہ ان کے ساتھیوں کو یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ انہیں یہاں کھنڈرات میں ہلاک کیا گیا ہے۔ — ٹاسک کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس نے ڈائمنڈ پرستی سمجھی۔

باس! — انہیں گولیوں سے چھین کر کے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو ویسے ہی مر رہے ہیں۔ اور شہر پہنچتے تک تو یہ لازماً ختم ہو جائیں گے۔ — بھاری آواز نے کہا۔

نہیں! — باس کی ہدایات پر پوری طرح عمل ہونا چاہیے۔ ٹاسک کی آواز سنائی دی۔

باس! — ایک پہلو اور بھی ہے۔ یہاں اس کمرے میں ڈھانچا بارود موجود ہے۔ یہاں گولیاں چلانے سے رسک بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہے کہ ہم ان دونوں کو اچھا کر سگتے تھے یہ باہر مہاڑی برے جائیں اور وہ ان انہیں گولیوں سے چھین کر کے و گین میں ڈال کر شہر لے جائیں اور ان کی لاشیں پھینک آئیں۔ بھاری آواز نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اسی طرح کر لو۔ اس میں بھی کوئی ہرج نہیں

ہے۔ — ٹاسک نے جواب دیا اور پھر اس کے قدموں کی باہر جاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

ٹیک! — تم جا کر و گین لے کر عقبی طرف آؤ۔ — میں انہیں اچھا کر سگتے سے باہر لے جاؤں۔ — بھاری آواز نے کہا۔

لیکن تمہارا وہ بون کو کیسے اچھا کر لے جاؤ گے۔ — ٹیک نے جواب دیا۔

میں دو ٹیکر لگاؤں گا۔ — ٹیکر نہ کرو۔ تم و گین لے آؤ۔ تمہیں بڑا کام ہے۔ جا کر لے آؤ۔ اس لئے اگر تم میرے ساتھ ایک کو اچھا کر باہر لے گئے تو پھر کافی دیر مری جائے گی۔ — بھاری آواز والے نے جواب دیا۔

ٹیک کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر قدموں کی اور دروازہ کھٹنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ — تو ٹیکر تیزی سے واپس پٹکا اور دو سیانی چٹان کر اس کر کے وہ سگتے میں پہنچا اور پھر بے تحاشا دوڑا تو اس کے برونی سرے کی طرف بڑھ گیا۔

سگتے سے باہر نکل کر وہ ایک چٹان کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا۔

آخر سات آٹھ منٹ بعد سگتے کا دروازہ ایک بار پھر کھٹکا اور ایک بھاری جسم کا آدمی باہر آیا تو ٹیکر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے نور اور صدیقی دونوں کو ایک وقت دونوں کا بدنوں پر لا دیا تھا۔

حالانکہ تیز اور صدیقی دونوں خالصے ٹھوس جسم کے مالک تھے اس لئے اس بھاری آواز اور بھاری بدن والے نے واقعی جہت سے کام لیا تھا۔ وزن اٹھانے کی وجہ سے وہ بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔

اس نے باہر نکلتے ہی جھک کر ان دونوں کو چٹان پر چھید کر اوڑھ لیا۔
سانہ چٹان پر بیٹھ کر سانس برابر کرنے لگا۔
ٹھانگہ بلی کی طرح پیچھے کی طرف مٹھا اور پھر سرگوش کی طرف
چٹانوں میں بچوں کے بل چھیدنا ہوا وہ اس کے عقب میں آئے
وہ فائر نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح ادھر ادھر کوئی اگر گزرا
ہوں گے تو وہ ہونک سکتے تھے۔ یا پھر بلیک ہی جوش نہ دیں۔
کر آ رہا ہوگا چونک پڑے گا۔

جیسے ہی ٹائیگر عقب میں پہنچا۔ وہ بھاری بدن والا اٹھا
اس نے کانڈھے سے ٹشین گن اُٹار کر تنویر اور صدیقی کی طرف ہدم
کرے لگا۔ ٹائیگر ابھی کافی فاصلے پر تھا اور اس سے اندازہ لگانا
اگر وہ اس جھلک لگاتا ہے تو یہ اس سے پہلے ہی تنویر اور صدیقی
دونوں کا خاکہ کر دے گا۔ اس نے اس نے جلدی سے اپنی ٹائگر
گن سیدھی کی اور تیزی سے ٹریگر دبا دیا۔ ایک نور وار دھماکہ ہوا
اس کے ساتھ ہی وہ بھاری بدن والا بغیر جینے اچھل کر پہلو کے
بل چٹانوں پر گرا اور پھر لٹکنا ہوا پسے گئے گا گیا۔ پھر ایک آگے لگا
بڑی چٹان کے ساتھ اس کا جسم ٹکرا کر گر گیا۔ اس کے ہاتھ سے
گن وین گر پڑی تھی۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لا
تھا اور اس کا نشانہ درست بیٹھا تھا۔ گولیوں نے اس کی کھوپڑی کو
ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ اور اب اس کی لاش بغیر کھوپڑی کے چٹانوں
میں پڑی تھی۔ ٹائیگر دوڑتا ہوا اس کے سروہ جسم کی طرف بڑھا اور

نے جلدی سے آگے گھسٹ کر ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں
ڈال دیا۔ تاکہ وین گن کے کراتے ہوئے بلیک کو اس کی لاش نظر نہ
آ سکے۔ اس کے بعد ٹائیگر نے پہاڑی سے نیچے ایک بانچہ سی سرگ
کی طرف دیکھا تو اسے کوئی وین گن وغیرہ نظر نہ آئی۔

تنویر اور صدیقی کی حالت دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ ان دونوں
کی حالت خاصی خراب ہے۔ اور گندے والا ہر لمحہ انہیں زندہ کی سے
دور لے جا رہا ہے۔ اس نے ٹائیگر نے وین گن کے آگے اور پھر
بلیک کے اور چٹان تک آئے اور انہیں وین گن پیچھے جانے
میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے اپنی ٹشین گن بغل
سے لٹکائی اور پھر جھاک کر اس نے تنویر کو اٹھایا اور کانڈھے پر
ڈال کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

چونکہ اس نے پہاڑی سے نیچے اترنا تھا اس لئے وہ دونوں کو
بلیک وقت نہ اٹھا سکتا تھا۔ تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتے
ہوئے وہ کئی بار پھسلے پھسلتے بچا۔

اور پھر سرگ کے قریب پہنچ کر اس نے ایک چٹان کی اوٹ
میں تنویر کو اس طرح لٹا دیا کہ وہ دُور سے دیکھا نہ پاسکے۔ اور پھر
ٹائیگر دوبارہ تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ وہ بار بار پیچھے مڑ
کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں بلیک وین گن لے کر نہ پہنچ جائے لیکن شائد
فاصلہ کافی زیادہ تھا اس لئے بلیک ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ اور
شائد اس بھاری بدن والے آدمی پر فائر کرنے کا رد عمل اس نے
ظاہر نہ ہوا تھا کہ سب نے یہی سوچا ہوگا کہ اس بھاری بدن والے

نے تنویر اور صدیقی دونوں پر غائر کھولا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر صدیقی کو کانڈھے پر لا دکر نیچے پہنچا گیا۔ اور پھر اس نے جیسے ہی چٹان کی اوٹ میں صدیقی کو لٹایا اسے دور سے ایک خاکی رنگ کی بڑی سی جیب نما ویگن تیزی سے آتی دکھائی دی۔ اس کو دیکھ کر ٹائیگر خود بھی اسی چٹان کے پیچھے چھپ گیا تاکہ بلیک اسے دیکھ نہ سکے۔ مٹین گن اس نے ہاتھ میں لے لی تھی۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑتی اور ہچکچاہٹ لکھاتی ہوئی قریب آتی گئی۔ اور پھر وہ عین اسی جگہ آ کر رکی جہاں قریب ہی بڑی سی چٹان کے پیچھے ٹائیگر، تنویر اور صدیقی کے ساتھ ہی چھپا ہوا تھا۔

ویگن کے رکنے ہی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک چھرے سے بدن کا نو جوان ویگن سے باہر نکلا۔ اس نے ایک لمبے سے منہ ایٹھا کر اور پہاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ شاید اس جگہ پہنچا ہوا ہے کہ وہ دیکھ رہا تھا جو تنویر اور صدیقی دونوں کو بلیک وقت ایٹھا کر سڑک سے باہر لایا تھا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مگر جب وہ اسے نظر نہ آیا تو وہ کندھے جھٹکا ہوا تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔

جب وہ کافی اوپر چڑھ گیا تو ٹائیگر نے مٹین گن کا رخ اس کی طرف کیا اور اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے کر اس کے سر پر دبا دیا۔ ایک بار پھر دھمک ہوا اور اوپر چڑھتا ہوا بلیک اچھل کر منہ کے بل نیچے

لا اور پھر اس کی لاش بھی لوٹھکتی ہوئی چٹانوں سے نیچے گرے لگی۔ اور پھر بھاری بدن والے کی طرح اس کا مردہ جسم بھی ایک چٹان سے ایک کرڑک گیا۔

ٹائیگر تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے آگے بڑھ کر ویگن کا پھلدار دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے کام لینے ہوئے تنویر اور صدیقی کو باری باری ویگن میں منتقل کیا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمبے اس نے ویگن کو انتہائی تیز رفتاری سے تنگ جگہ ہونے کے باوجود انتہائی مہارت سے موڑا اور پھر اسے خاصی رفتار سے واپس اوڑھنے لگا۔

پہاڑی کے پیچھے سے لمبا چکر کاٹ کر جب وہ کھنڈرات کے سامنے کے حصے میں آیا تو اچانک ویگن کے ڈرائیونگ کے نیچے سے ٹوں کی آوازیں سننے لگیں۔ ٹائیگر جھپک پڑا۔ اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ بلیک اور اس بھاری بدن والے کی لاشیں ٹوں سے بگڑی ہوں گی اس لئے کال کی جارہی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس سے یہ خیال جھٹک دیا کیونکہ ٹوں ایسی بات ہوئی تو وہ کال کرنے کی بجائے براہ راست ویگن کو ہی ہٹ کر دیتے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ڈرائیونگ کا بین آؤں کر دیا۔

”نیس بلیک انڈنگ یئر۔ اوور“ ٹائیگر نے بلیک کی آواز ملنے سے نکلتے ہوئے کہا۔

کیٹی پینکٹنگ! — ان دونوں کے جسم گولیوں سے چھینک
 دیتے ہیں۔ اور —؟ ایک سوت سی آواز سنا دئی۔
 "لیس ہاس۔ اور —؟" ٹائیگر نے اس کے بلجے سے ہی کہہ
 لیا تھا کہ وہ کوئی سسکینڈ ہاس ٹائپ چیز ہے۔
 "ٹھیک ہے! — کیا روگرتھارے ساتھ جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ
 ٹیک والپس نہیں آیا۔ اور —؟" کیٹی نے اس بار تدریس سے مقلد
 میں پوچھا۔
 "لیس ہاس — ٹائیگر نے منہ جواب میں ہی عافیت سمجھی۔
 اور کہے! — انہیں کسی جگہ پر چھینک کر تم سے واپس نہیں آئے
 جگر پوائنٹ زیرو ٹو پر رپورٹ کرتی ہے۔ اور اینڈ آل —
 کیٹی نے کہا اور بغیر جواب لے کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔
 ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور ویگن کی رفتار تیز کر دی۔
 اس نے انہیں لے کر سیدھا ہسپتال پہنچا تھا اور اس کے
 انجین کو رپورٹ کرتی تھی۔

تم کچھ پریشان لگ رہے ہو طاہر — عمران نے آپریشن روم
 میں داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کو دیکھ کر کہا۔ عمران
 کے سر اور جسم پر ابھی تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے
 چہرے سے محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ خاصا زخمی ہوا ہے۔ وہ ہسپتال
 سے سیدھا وائٹ کٹرل آرہا تھا۔
 "آپ کو ابھی آرام کرنا چاہیے تھا۔" بلیک زیرو نے چہنک
 کر جواب دیا۔
 "لیکن کیا بات ہے۔ تم الجھے ہوئے کیوں ہو؟
 عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
 "میں تنویر اور صدیقی کی طرف سے متفکر ہوں۔ انکی طرف
 سے کوئی رپورٹ وغیرہ نہیں آئی۔ اور نہ ہی ٹائیگر نے کوئی رپورٹ
 دی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

بیک زیرو نے کہا۔ کتنی دیر سوتی ہے انہیں
وہاں گئے سوتے۔ —؟ عمران نے پوچھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ ہونے والا ہے۔ اب میں سوچ رہا تھا
کہ خود ان کے پیچھے جاؤں۔ میں نے ٹرانسپیر کا لی کر نئے کا سوچا
تھا۔ لیکن پھر ترک کیا کہ نہ جانے وہ کسی پوزیشن میں ہوں۔ اس لئے ترک
کیا۔ بیک زیرو نے کہا۔

اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ شدید خطرے میں ہوں گے
مجھے خود جانا پڑے گا۔ عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے
ہوتے کہا۔

لیکن آپ تو زخمی ہیں۔ بیک زیرو نے گھبرا کر پوچھا۔
ظاہر ہے میرے آدمی موت کے منہ میں ہوں اور میں یہاں بیٹھا
اپنے زخم دیکھتا رہوں۔ جویا کو راکر کے بعد تمہیں خود سیدھا
وہاں جانا چاہئے تھا۔ عمران نے انتہائی سرور بے میں کہا اور

بیک زیرو نے بے اختیار منہ جھکا لیا۔
اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران
نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

ایکٹو۔ عمران نے انتہائی سرور بے میں کہا۔
ٹائیگر بول رہا ہوں سر۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز
سنائی دی اور عمران کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔

کیا رپورٹ ہے۔؟ عمران نے تیز بے میں پوچھا۔

تمہیں مدد ملتی اور ٹائیگر۔ کیا مطلب۔ کہاں گئے ہیں وہ
عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ اسے یہ خیال جانے کے بعد ابھی تک
صرف اتنی رپورٹ ملی تھی کہ جویا کو چھڑا لیا گیا۔ باقی اسے کسی چیز کا علم
نہیں تھا۔

میں نے انہیں گرد و باک کے گھنڈرات میں پھنسا ہے۔ بیک زیرو
نے کہا۔

گرد و باک کے گھنڈرات میں۔ وہ کیوں۔؟ عمران نے
مزید پوچھتے ہوئے پوچھا۔

اور خواب میں بیک زیرو نے جویا کی سسپینس فبر پر کال آنے سے
لے کر اسے چھڑانے اور بیٹی کو اغوا کر کے لے آنے۔ اور اوپر
مدد ملتی کہ عمران کے ایک آپ میں گھنڈرات پر جیسے تک ساری روایت
تفصیل سے سادھی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے جویا کو فوری
آتش دیا موت سے بچانے کے لئے انہیں گھنڈرات کی طرف بھجوا ہے۔

اوہ! — تم نے فیصلہ تو درست کیا ہے۔ لیکن وہ ٹرک
تو پوری طرح وہاں تیار ہوں گے۔ اور زور کی عادت کو تو تم
جانتے ہو کہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کو قائل ہے۔ عمران نے
پریشانی سے ہوتے ہوئے کہا۔

میں خود ان کی نگرانی کے لئے جاؤں۔ لیکن جویا کا مسدود ہونا
میں تھا۔ اور وہ بیٹی بھی یہاں پہنچتے ہی ہلاک ہو گیا۔ جب میں
جویا کو لے کر واپس پہنچا تو زراہہ خان بہہ جانے کی وجہ سے وہ

ختم ہو چکا تھا۔ غار تو اسے گیسٹ روم میں ڈال کر پھانگ لیا تھا۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ تم ہمیں ہسپتال میں درو
ن عمران سے بات کرتا ہوں۔ جو سکتا ہے کہ وہ تمہیں کوئی مزید
بات دے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے اپنے ڈھاکر کر ٹیل دیا دیا۔

ہسپتال کے خبر ڈال کرو۔ تنویر اور صدیقی شدید زخمی ہیں۔ میں
ان سے متعلق تفصیلی رپورٹ لے لوں۔ ٹیک زیرو سے عمران
نے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیک زیرو نے جلدی سے اسپتال کے
خبر ڈال کرنے شروع کر دیے۔
تیس ڈاکٹر اسلم سینکٹ۔ رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر اسلم کی
آواز سنائی دی۔

ایکٹو۔ عمران نے قصوں بچے میں کہا۔
اوہ لیس سر۔ ڈاکٹر اسلم کا لہجہ کھینچت موڈ بان ہو گیا۔
تنویر اور صدیقی کی کیا پوزیشن ہے؟ عمران نے
بات بچے میں پوچھا۔
ڈاکٹر رحمان اور ڈاکٹر زلفی نے ان کے آپریشن کئے ہیں۔ وہ
حالاً دلچسپ ہیں۔ لیکن امید ہے کہ ٹھیک ہو جائیں گے۔
ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔
ڈاکٹر رحمان سے بات کرو۔ عمران نے ہنست بھینچتے ہوئے
کہا۔
لیس سر۔ ہولڈ آن کریں سر۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا اور چہر
ہند لموں بعد ڈاکٹر رحمان کی مجاری آواز سنائی دی۔

سر! تنویر اور صدیقی شدید زخمی ہو گئے تھے بلکہ اب بھی
میں۔ میں نے آپنیں ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ ڈاکٹر انہیں
آپریشن تھیر میں لے گئے ہیں اور میں آپ کو فون کر رہا ہوں۔
ٹائیگر نے کہا۔

تفصیل بتاؤ۔ ہو کیا؟ عمران نے انتہائی کڑخت
لہجے میں پوچھا اور جواب میں ٹائیگر نے کھنڈرات میں پیش آنے
والی تمام تفصیلات بتا دیں اور جیسے جیسے تفصیلات عمران کے
کانوں میں پڑتی رہیں اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال چھینا چلا گیا۔
تمہارا مطلب ہے کہ وہ گردباد مصنوعی تھے۔ عمران
نے پوچھا۔

لیس سر! اس کا مجھے یقین ہے۔ کیونکہ اگر وہ مصنوعی نہ
ہوتے تو ان کے علاوہ بھی پیدا ہوتے۔ وہ تو صرف اسی وقت
پیدا ہوتے جب انہوں نے کار اور صدیقی کو مار گڑے بنایا۔ اور
سر! اس سڑک میں جلتے ہوتے ہیں کسی مشین کے چلنے
کی وجہ سے محسوس کی جاتی۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔
ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا۔ تم نے
واقعی انتہائی ذہانت اور بہادری سے کام لیا ہے۔ میں عمران سے
تمہاری تعریف کروں گا۔ عمران نے ایکٹو کے لہجے میں کہا۔
یہ میرا فرض تھا جناب! ویسے مجھے اخوس ہے کہ میں ایسی
پوزیشن میں تھا کہ تنویر اور صدیقی کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکا
ٹائیگر نے جواب دیا۔

زندہ رہنا ہے۔ سمجھے۔ عمران نے انتہائی سر دلیس میں کہا۔
 سر۔ ہمیں احساس ہے۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔
 ڈاکٹر رحمان نے جواب دیا۔

تم ایک اچھے ڈاکٹر ہو۔ اس لئے تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ
 آئندہ میرے سامنے کوشش کا لفظ دوبارہ منہ سے نہ نکالنا۔ میں
 لفظ کوشش کو ناکامی کے معنوں میں لیتا ہوں۔ اور ناکامی کے لفظ
 سے مجھے الرج ہے۔ انہیں زندہ رہنا ہے، ہر صورت میں اور
 برقیات پر۔ تم دونوں نے اس وقت تک ان کے قریب سے
 نہیں ملنا۔ جب تک وہ مکمل طور پر خطرے سے باہر نہ ہو جائیں۔
 عمران کا بوجہ انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ یہ انشاء اللہ زندہ رہیں
 گے سر۔ ڈاکٹر رحمان نے یہی بولے بعد میں کہا اور عمران نے
 ریسور رکھ دیا۔

یہ اچھا کہیں ہے۔ ایک ایک کر کے ساری ٹیم ہسپتال پہنچتی
 جا رہی ہے۔ عمران نے ریسور رکھنے ہی سر دلیس میں کہا۔
 میرے خیال میں ہمیں ان کھنڈرات پر توجہ کرنا چاہیے۔
 بلک زبر منے کہا۔

وہ کریں گے۔ فی الحال مسئلہ اس ڈک کو ٹرائس کرنے کا ہے
 اس کی یہ عادت اُسے بچاتے ہوئے ہے کہ وہ بے شمار ٹھکانے بناتے
 ہوتے ہے۔ اور کسی بھی ٹھکانے پر نہ مستقل طور پر خود رہتا ہے
 اور نہ زیادہ آدمی رکھتا ہے۔ اور ٹائیگر کے مطابق وہ کھنڈرات

نہیں سر۔ میں رحمان بول رہا ہوں سر۔ ڈاکٹر رحمان کا
 بھی موڈ باندھ تھا۔

تنویر اور صدیقی کی درحقیقت کیا پوزیشن ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 سر۔ میں نے صدیقی صاحب کا آپریشن کیا ہے جو عمران
 صاحب کے ایک آپ میں تھا۔ لیکن نے آئے والے نے مجھے بتا دیا تھا
 کہ وہ صدیقی صاحب ہیں۔ ان کو گولی پہلو میں لگی ہے جس نے
 اچھا خاصا کلیں خواب کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کا حرن بھی بہت
 بچکا تھا۔ اور اگر آٹھ دس منٹ وہ مزید نہ پہنچتے تو پھر ان کی
 بچنے کا ایک فیصد بھی حائل نہ ہوتا۔ بہر حال ایمر جنسی طور پر
 صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپریشن کر کے
 گولی نکال لی گئی ہے۔ خون بھی دے دیا گیا ہے۔ اب
 طور پر تو صورت حال سنبھل گئی ہے۔ لیکن ابھی وہ پوری طرح
 خطرے سے باہر نہیں ہیں۔ باقی ڈاکٹر زلفی نے تنویر صاحب
 کا آپریشن کیا ہے۔ انہیں گولی سینے میں لگی ہے اور ان کی ریڑھ کی
 ہڈی کے کئی مہرے بھی اپنی جگہ سے کھسک گئے۔ کئی پسیدیاں
 بھی ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔ ڈاکٹر زلفی نے
 بے حد محنت کی ہے۔ تنویر صاحب کی حالت تو صدیقی صاحب سے
 بھی زیادہ خطرناک تھی۔ لیکن وہ اب ستر صدیقی کی نسبت کم خطرے
 میں ہیں۔ لیکن فی الحال پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہیں۔
 ڈاکٹر رحمان نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

سنو ڈاکٹر! یہ میڈی ٹیم کے ممبر ہیں اور انہیں ہر صورت میں

نے کہا۔
 - دیکھیں - سر وہ ہسپتال کی پارکنگ میں موجود ہے۔
 بنگرے چوہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

سنو! تم نے اب ایسا کرنا ہے کہ اس دیکھنے کو لے کر شہر
 بن گھومنا ہے۔ مجرموں کو لازماً اپنے آدمیوں کی جہنیں تم
 نے ہلاک کیا ہے، رلاشیں مل گئی ہوں گی۔ اور صورت حال کا
 ی علم ہو گیا ہوگا۔ اس نے اب وہ لوگ اس دیکھنے کو تلاش
 رہیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ہسپتالوں
 میں دیکھنے کو تلاش کرنا ہے۔ میں اور سیکرٹ سروس کے باقی
 افراد تمہاری نگرانی کریں گے۔ اگر وہ لوگ تم سے ٹکرائیں
 اور تمہیں اعزاز کر کے لے جانا چاہیں تو معمولی سی جدوجہد کے بعد
 تم ہتھیار ڈال دینا۔ اب میں اس معاملے کو ختم کرنا چاہتا
 ہوں۔ ورنہ اگر سیکرٹ سروس کے ممبران کی ہسپتال جانے کی
 بہی زہار رہی تو ایکٹو کو بھی شاید اس بار ہسپتال کے بستروں پر لیٹنا
 پڑے۔ عمران نے سانسے بیٹھے بلیک زبرو کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا اور بلیک زبرو مسکرا دیا۔

عمران صاحب! کیوں نہ ان کنڈرلرٹ پر ریڈ کیا جائے؟
 انگریز نے کہا۔
 اب وہاں جا کر آثار قدیمہ کی ہی ریسرچ ہو سکتی ہے۔ تمہارے
 ہاتھ کے علم میں آنے کے بعد وہ وہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے
 ہوں گے۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

میں ہی نہ تھا۔ وہاں ہاں کوئی ٹاسک تھا۔ عمران نے کہا
 اور پھر سوراخا کر اس نے بڑبڑاتے شروع کر دیے۔
 ڈاکٹر اسلم۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر اسلم کی دوبارہ آواز سنائی دے
 ڈاکٹر اسلم! میں عمران بول رہا ہوں۔ یہاں ہسپتال میں
 ٹائیکر ہوگا۔ اسے جانتے ہو نا۔ عمران نے اس بار اپنے
 اصل آواز میں کہا۔
 بالکل عمران صاحب! اچھی طرح جانا ہوں اور اس وقت
 وہ میرے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ بات کیجئے۔ ڈاکٹر اسلم
 ہنستے ہوئے جواب دیا۔
 یس ٹائیکر سیکنگ۔ چند لمحوں بعد ٹائیکر کی آواز سنائی
 پراں بھری۔

یار ٹائیکر! ابھی ابھی ایکٹو نے مجھے تمہاری کہانی سنائی
 ہے۔ تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ تنہا اور صدیقی کو واپس
 موت کے منہ سے نکال لاتے ہو۔ ویری گڈ۔ عمران
 نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب! آپ کی اس تعریف سے میری محنت
 وصول ہو گئی ہے۔ ٹائیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس
 کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

یہ خالی ٹوٹی وصولی سے بات نہیں چلے گی۔ مٹھائی کھانی
 پڑے گی۔ ان یہ بتاؤ کہ وہ دیکھنے کہاں ہے جس پر تم تنہا
 اور صدیقی دونوں کو ہسپتال لے آئے تھے۔ عمران نے مسکراتے

لیکن عمران صاحب! — یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ
 ٹائیگر کو اعزا کرنے کی بجائے ہم وغیرہ مار کر ونگین کو بڑی اڑانے کی
 کوشش کریں۔ — بلیک زیرو نے کہا۔
 اڑانے کو تو وہ ٹنگا بھی اڑا سکتے ہیں۔ اور ہونے کو تو لڑکا
 بھی ہو سکتا ہے اور بڑی بھی۔ اس بحث پر اتنی مدت سے
 بیٹھنے کے بعد بھی ابھی تک تم اسی جوئے اور کرنے کے پکڑ میں جھنے
 رہتے ہو۔ — یہ امکانات کا کھیل ہے پیارے بلیک زیرو۔
 عمران نے طنز پر لہجے میں کہا اور پھر آہٹ کر ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 اور بلیک زیرو نے ہنٹ کاٹتے ہوئے سیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

اور ہاں عمران صاحب! — واقعی مجھے تو اس کا
 نہیں آتا تھا۔ — بہر حال ٹھیک ہے۔ تو پھر میں وہ
 لے کر شہر کی طرف چل پڑوں۔ — ٹائیگر نے شرمندہ سے
 میں کہا۔
 نہیں امی نہیں۔ — جب ہم سب وہاں پہنچے جہاں
 اور پھر میں نہیں ٹرائیڈ پر کاشن دے گا۔ — ایسا تو ہو کر
 وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ تم سے ٹکرا جائیں اور تمہیں
 کر کے لے جائیں۔ — پھر مجھے اخبار میں گمشدگی ٹائیگر کا
 دینا پڑے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اشتہاد کے چھپتے ہی کوئی
 والے آدھکیں۔ — عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اعتماد اور
 آواز میں ہنس دیا۔

عمران نے سیور کرڈل پر رکھ دیا۔
 اب کتنے ممبر ہسپتال سے باہر ہیں؟ — بہ عمران نے
 مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔
 نعمانی۔ خاور۔ جولیا اور میں۔ — بلیک زیرو نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔
 ابھی کافی ہیں۔ — تم ایسا کرو کہ ان تینوں ممبروں کو کبہ دو کہ
 وہ میک آپ کر کے علیحدہ علیحدہ کادوں میں سپیشل ہسپتال پہنچ
 جائیں۔ — میں ان سے علیحدہ رہوں گا۔ — ٹرائیڈ نے
 پاس رکھیں۔ میں موقع پر انہیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔ — عمران
 نے کہا۔

کار کرنے کہا۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اس بار ٹوک جیسا
خند سے دماغ کا آدمی بھی ٹوکھلا کر کرنی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

لیں بکس ا۔ انتہائی عجیب خبر ہے۔ ان دونوں کو
بہاڑی پر لے جا کر گولیوں سے چھین کر دیا گیا۔ دو آدمی بلیک اور
روگر نے بند کمرے میں ان کی لاشیں شہر لے جا کر چھپائی تھیں وہ
لے گئے۔ کینٹی نے لائسنس پر انہیں چپک کیا اور اس کی وین
کے اندر موجود بلیک سے بات بھی ہوئی۔ لیکن بعد میں پتہ
چلا کہ بلیک اور روگر دونوں کی لاشیں عقیقہ بہاڑی پر پڑی ہوئی تھیں
ان دونوں کی کھوپڑیوں کو مشین گن کی فائرنگ سے اڑا دیا گیا تھا۔
اس پر شاگ نے فوری طور پر پی۔ ون کو مکمل طور پر کمرہ فلاح کر دیا ہے
اور پھر اس نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کیونکہ آپ لائسنس کال افسر
نہ کر رہے تھے۔ گارڈ نے تفصیل سے بتاتے ہوئے
جواب دیا۔

اودہ ا۔ یہ بہت بُرا ہوا۔ بہت ہی بُرا۔ اس کا مطلب
ہے کہ کوئی تیرا آدمی وہاں موجود تھا جو اس قدر ہوشیار تھا کہ وہ بلیک
اور روگر دونوں کو ختم کر کے اپنے آدمیوں کو آسانی سے لے گیا اور جانڈ
یہ اہم ترین اڈہ بھی سامنے آگیا۔ اور اب مجھے شک ہے کہ وہ
دونوں بھی مارے گئے ہوں گے۔ وہ زندہ ہوں گے۔ اور یہ
بہت بُرا ہوا۔ بہت ہی بُرا۔ ٹوک نے کمری پر دھم سے
غیبتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سننے ہی ٹوک نے چونک کر سر اٹھا دیا
پھر گارڈ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو
کے آنسو اُبھر آئے۔

ہاں ا۔ یعنی کی لاش ایک چور ہے پر پڑی ملی ہے۔ اس پر
بے پناہ خند دیکھا گیا ہے۔ گارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

اودہ ا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ میرا نظریہ غلط تھا۔ بنی
واقعی اٹھا کیا گیا تھا۔ لیکن بنی کی لاش کا مطلب یہی ہے کہ لاش
کے باوجود اس نے کچھ نہیں بتایا۔ ٹوک نے اسی طرح خند سے
لہجے میں کہا۔ وہ واقعی انتہائی خند سے دماغ کا مجرم تھا۔

اور ہاں ا۔ ایک اور پریشان کن خبر بھی ہے۔ بنی وڈ
نے خبر دی ہے کہ کوئی نامعلوم آدمی عمران اور اس کے ساتھی کی لاشیں
اٹھا کر کے لے گیا ہے۔ اور ہمارے دو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں

ہاں! اب ایک ہی صورت ہے کہ اس ویگن کو فوری طور پر تلاش کیا جائے۔ اگر وہ لوگ زندہ ہیں تو لازماً انہیں کسی ہسپتال میں لے جایا گیا ہوگا اور پھر ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد ہی وہ آدمی عین کڑھکانے لٹکانے گا۔ اگر فوری چیکنگ کی جائے تو ویگن کے ساتھ ساتھ وہ آدمی بھی ہاتھ آسکتا ہے۔ اس کے ہاتھ آنے پر ہی باقی تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں۔ گارڈز نے مجوزہ پیش کر کے ہونے کہا۔ واقعی اچھی موقع ہے۔ تم فوراً آدمی لے کر شہر کے ہسپتالوں کو چیک کرو اور اس آدمی کو اغوا کر کے پوائنٹ ٹو پر پہنچا دو۔ اس کے بعد مجھے اطلاع کرنا ڈائریکٹر پر۔ فوراً جاؤ اور ہر صورت میں اسے اغوا کر کے لے آؤ۔ لیکن سنگھ پر حریف سے ہوشیار رہنا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور اس طرح وہ جہاز کوئی آڈو چیک کر لیں۔ اگر ایسی کوئی صورت نظر آئے تو پھر اس آدمی کو ویگن سمیت اڑا دینا۔ ڈک نے تیرے لیے میں کہا اور گارڈز سر ہلکا ہوا دلپس منیٹا گیا۔

گارڈز کے باہر جاتے ہی ڈک تیزی سے اٹھا اور ملحقہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان ایک میز پر ایک جدید ساخت کا ٹیگٹرائزڈ انسٹرکٹرا ہوا تھا۔ اس ڈائریکٹر کی ساخت ایسی تھی کہ اس کی کال کو کیجے جگایا جاسکتا تھا۔ ڈک نے جلدی سے ڈائریکٹر کے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک ناب کو کھسکا کر

ہاں! اب ایک ہی صورت ہے کہ اس ویگن کو فوری طور پر تلاش کیا جائے۔ اگر وہ لوگ زندہ ہیں تو لازماً انہیں کسی ہسپتال میں لے جایا گیا ہوگا اور پھر ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد ہی وہ آدمی عین کڑھکانے لٹکانے گا۔ اگر فوری چیکنگ کی جائے تو ویگن کے ساتھ ساتھ وہ آدمی بھی ہاتھ آسکتا ہے۔ اس کے ہاتھ آنے پر ہی باقی تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں۔ گارڈز نے مجوزہ پیش کر کے ہونے کہا۔ واقعی اچھی موقع ہے۔ تم فوراً آدمی لے کر شہر کے ہسپتالوں کو چیک کرو اور اس آدمی کو اغوا کر کے پوائنٹ ٹو پر پہنچا دو۔ اس کے بعد مجھے اطلاع کرنا ڈائریکٹر پر۔ فوراً جاؤ اور ہر صورت میں اسے اغوا کر کے لے آؤ۔ لیکن سنگھ پر حریف سے ہوشیار رہنا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور اس طرح وہ جہاز کوئی آڈو چیک کر لیں۔ اگر ایسی کوئی صورت نظر آئے تو پھر اس آدمی کو ویگن سمیت اڑا دینا۔ ڈک نے تیرے لیے میں کہا اور گارڈز سر ہلکا ہوا دلپس منیٹا گیا۔

گارڈز کے باہر جاتے ہی ڈک تیزی سے اٹھا اور ملحقہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان ایک میز پر ایک جدید ساخت کا ٹیگٹرائزڈ انسٹرکٹرا ہوا تھا۔ اس ڈائریکٹر کی ساخت ایسی تھی کہ اس کی کال کو کیجے جگایا جاسکتا تھا۔ ڈک نے جلدی سے ڈائریکٹر کے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک ناب کو کھسکا کر

اب میں خود اس سیکرٹ سرورس کو دیکھتا ہوں۔ اس نے مجھے خاصا تنگ کر لیا ہے۔ ڈک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کارٹر تیزی سے آگے بڑھتا لے گیا۔

مختلف سرورس سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ ایک ایک عمارت کے گیٹ سے اس نے ایک جیب نائیگن کو باہر نکلتے دیکھا اور وہ چونک بڑا یہ دیکھ گیا۔ وہ ان کے تنبیہ کی تھی۔ لیکن ڈراہنگ سیٹ پر کوئی اور آدمی موجود تھا اور ڈک نے ایک طول سائنس لیتے ہوئے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ وہ اس دیکھن کی تلاش میں جنرل ہسپتال جا رہا تھا لیکن دیکھن اسے راستے میں ہی لے گئی تھی۔

دیکھن بھی اسی طوف آرمی تھی جدھر ڈک کی کار کا رخ تھا اس لئے ڈک نے کار کی رفتار اور آہستہ کر دی۔ چند لمحوں بعد دیکھن اسے گراں کرئی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ڈک نے کار اس کے پیچھے ایک مناسب فاصلہ رکھتے ہوئے حائل دی۔

اور پھر ایک چمک ٹٹٹٹٹ کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس دیکھن کی گولائی میں کوپرا تا فائدہ مل رہا ہے۔ اس نے یمن کاریں تو مار کر سہل کر لیں۔ حالانکہ وہ بیٹوں انتہائی فاسطہ انداز میں گولائی کر رہے تھے۔ لیکن چونکہ ڈک کی ساری عمر اسی قسم کے دھندوں میں گزری تھی اس لئے اس نے ان کاروں کو چمک کر لیا۔ ان میں سے ایک کار ایک مقامی لڑکی چلا رہی تھی جب کہ دو کاروں میں مرد تھے۔ لڑکی کا چہرہ مہرہ دیکھ کر اسے شک گندہ تھا کہ یہ لڑکی وہی مونس جولیانہ

وہ پہلے والے کمرے میں بیٹھا اور پھر وہاں سے راجداری سے ہوا عمارت کے برآمدے میں آ گیا۔ وہاں ایک مسلح شخص کھڑا ہوا اور جو ڈک کو دیکھتے ہی سیدھا روگ لگا۔

کوٹھو! خیال رکھنا۔ اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو لے لگا اڑا دینا۔ ڈک نے کہا اور تیزی سے برآمدے کے سامنے لگا۔ کار کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سرک پر پہنچ چکی تھی۔

ڈک نے ذرا آگے بڑھا کر ایک سائڈ پکار روک دی اور پھر اس نے کار کے پیچھے بٹانہ دھکے اور پھر سائڈ سیٹ کو اٹھا لیا۔ اس نے اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک پتیل نکالا اور اس پتیل سے اس نے ایک باریک سا ماسک کھینچا اور معدی اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر اس نے کار کے بیک مرر میں دو ہوتے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے پتیل پٹا پٹا کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ ماسک کے ساتھ ایک وگ بھی جپاساں تھی۔ اس نے وگ کو بھی ایڈجسٹ کیا اور اسے بعد باکس کے پچھلے خانے سے اس نے ایک جوڑی نال اور چوتھے کبابنگل تھی ساتھ ساتھ ایک لپٹول نکالا اور اسے سامنے کے خانے میں رکھ کر اس نے باکس بند کر کے سیٹ سیدھی کر دی اور پھر بن دیا کہ اس نے کار کے پیچھے نال کر دیتے۔ اب اس چہرہ اور مکمل مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

گرا لی کر رہی ہیں۔ ایک کار لو کی چٹا رہی ہے یہ ایک مقامی
 روکی ہے۔ جب کہ دو کاروں کو مروڑا ہو کر رہے ہیں۔
 اس وقت یہ قافلہ اسپائن روڈ پر ہے۔ اور ان کا رخ تھلہادی
 والی سڑک کی طرف ہی ہے۔ تم وہیں رگ جاؤ۔ اور پھر
 جیسے ہی یہ کاریں اس روڈ پر آئیں گی۔ میں متبہین ان کی مکمل نصیحت
 نادوں گا۔ وہ سڑک خاصی ویران ہے اور اس سڑک
 پر رگ ایک بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے تم نے ان میڈیون
 کاروں اور اس ویگن پر قریب سے گزرتے ہوئے ایسی سکس
 فائر کرنا ہے۔ تمہارے پاس موجود ہے ایسی سکس۔ اور
 ڈک ٹکے کہا۔

میں بائس ا۔ میری کار میں موجود ہے۔ اور
 گارنر نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ ایسی سکس فائر کرنے کے بعد تم نے آگے
 بڑھ جانا ہے اور پھر گھوم جانا ہے۔ میں ان کے پیچھے
 رہوں گا۔ جب ایسی سکس مکمل گپ کرے گی تو پھر میں
 ان چاروں کو اپنی کار میں ڈال کر لے جاؤں گا اور تمہیں ویگن
 کے متعلق اطلاع کروں گا۔ تم ویگن کو لے کر پورٹ ٹر
 پر چلے جانا سمجھ گئے۔ اور ڈک نے ہدایات دیتے
 ہوئے کہا۔

لیکن سرا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کو
 مارک کر لیا ہو۔ اور وہ لوگ آپ کی بھی گولی کر رہے ہوں۔ اور

ہے۔ لیکن چونکہ یہ سر لحاظ سے مقامی لگ رہی تھی اس لئے وہ پورا
 طرح کو فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ کے
 لگا ہوا ایک چھوٹا سا ٹیک کیچین جس کے ساتھ لمبے دار تار منسلک
 تھی۔ ٹیک کی سائیڈ میں لگا ہوا بتن اس نے پریس کیا۔

ہیلو۔ ہیلو گارنر ا۔ میں ون بول رہا ہوں۔ اور
 ڈک کا لہجہ بدل گیا۔

”اوہ ٹیس سر۔ ہم ویگن کو ٹریس کر رہے ہیں سر۔ اور
 دوسری طرف سے گارنر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں ٹریس کر رہے ہو۔ اور ڈک نے سنجیدگی
 میں پوچھا۔

”سرا۔ جنرل ہسپتال دیکھ لیا ہے۔ ایک اور
 بھی چیک کیا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ ویگن نظر نہیں آئی۔

اور ڈک نے کہا۔
 ”تم اس وقت کہاں ہو۔ اور ڈک نے پوچھا۔

”ریگنٹن روڈ پر سرا۔ اور ڈک نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہو۔ اور ڈک نے پوچھا۔
 ”سرا۔ ہم چار ہیں۔ علیحدہ علیحدہ کاروں میں۔ اور ڈک

گارنر نے جواب دیا۔
 ”اچھا سنو ا۔ میں نے اس ویگن کو ٹریس کر لیا ہے اور

اس ویگن کی باقاعدہ گولائی ہو رہی ہے۔ تیس کاریں اس کی

اب اس نے یہ ملی جو ہے والا کھیل حرم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا
اس نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ ان عماروں کو علیحدہ علیحدہ مندر میں
بنایا کر وہ پھر ان سے علیحدہ علیحدہ پوچھ گچھ کرے گا۔ اور پھر ان کی
ذاتی برائی اطلاعات کے مطابق وہ اور ہی قوت سے سیکرٹ سروس
کے سینئر کوارٹر پر ریڈ کر کے اس منظم کا جیٹھ کے لئے خاتمہ کر دیگا
کہ وہ کھنڈرات والے اڈے کے سامنے آنے کے بعد اب یہ
کارروائی اس کے لئے انتہائی ناگزیر ہو گئی تھی۔ عورتوں کی لاشوں
کے ذریعے منشیات کی مگلاں کا دھندہ تو اس کے لئے ایک
نئی حیثیت رکھتا تھا۔ اصل پراجیکٹ تو یہی۔ دن تھا اور اس میں
بڑے پیش مال تیار ہو رہا تھا۔ وہ اس طرح کسی صورت میں بھی کسی
سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

ان کا کوئی اور بھی ساتھی ہو۔ جسے آپ مارک نہ کر سکے ہوں۔ میں
مطلب ہے کہ اگر ایسی سس گرپ کے بعد ہم بھی آپ کے سامنے
رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اور۔۔۔ گارنٹے کیا۔
تم مجھے کیا سمجھتے ہو احمق کے بچے!۔۔۔ جو مجھے سبق پڑھا
رہے ہو۔۔۔۔۔ آئندہ اگر ایسی بات تمہاری زبان
سے نکلی تو کھال کھینچ لوں گا۔ اور۔۔۔۔۔ ٹوک نے انتہائی
غصیلے ہجے میں کہا۔

سورنی سر!۔۔۔ میں تو دیے ہی۔۔۔ وری سوری سر
اور۔۔۔ گارنٹے نے بڑی طرح سہمے ہوئے ہجے میں کہا۔
جو میں نے علم دیا ہے اس کی تعمیل ہوئی جانتے ہیں۔
اور ایجنڈا آل۔۔۔۔۔ ٹوک نے غصیلے ہجے میں کہا اور پھر مائیک
کا بٹن آف کر کے اس نے مائیک والپس اپنی جگہ پہنچا دیا۔ اب
کی نظریں دیگن اور اس کی نگرانی کرنے والی کاروں پر مرکوز تھیں۔
دیگن اور اس کے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی کاریں اب رگھو
روڈ کی طرف جانے والے چراہے پر پہنچ چکی تھیں۔ اور پھر دیگن
رگھو روڈ کی طرف مڑ گئی۔ اور ٹوک نے اطمینان کا ایک طویل
سانس لیا۔ اسے اب یقین سا ہو گیا تھا کہ یہ تعاقب اور نگرانی کرنے
والی کاریں لازماً سیکرٹ سروس کی ہیں اور انہوں نے اس کے
آدمیوں کو شرب کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے۔ لیکن اب
وہ خود اس جال میں چپس رہے تھے۔ وہ چاہتا تو گارنٹے کو کہہ کر ان
سب کاروں کو مزید آگے ہارنگ سے میڈین روڈ پر ہی تباہ کر اسکتا تھا۔

تھا۔ اس نے ویگن کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے بچے
میر کے بیچے ایرو فلیکس چپان کر دیا تھا اور خود وہ ایک زیر تعمیر
عمارت کی سائڈ میں ٹک کر ایرو فلیکس کے آرمیں کو ایک چھوٹی سی
سکرین پر دیکھ رہا تھا۔ یہ ایرو فلیکس خاصی طاقتور رینج کا تھا اور
اس کا سکریننگ دائرہ عمل چار مربع میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اس
طرح ویگن کے چاروں طرف چار مربع میل میں پھیلی ہوئی ہر چیز
اُسے یہاں سکرین رینج نظر آ سکتی تھی۔ جب کہ اس کی رینج رینج کا
دائرہ دس میل تک تھا۔ یعنی ویگن عمران کی کار سے دس میل کے
اندر رہے گی تو وہ سکرین پر ایرو فلیکس کو چپک کر سکے گا۔ دس میل
سے باہر سکرین کا اندر نہ کر سکے گی۔

عمران اپنی کار میں بڑے اطمینان سے بیٹھا ویگن اور اس کے
گرد موجود تمام کاروں اور دیگر ٹریفک کو اس طرح دیکھ رہا تھا
جیسے ترقی یافتہ ممالک میں پکیو ڈرائیونگ کنٹرول ٹاور پر بیٹھے ٹریفک
کو چپک کر تے رہتے ہیں۔

عمران نے سفید کار کے متعلق مشکوک ہوئے ہی اس پر پوری توجہ
مركز کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس نیچے پر پہنچ گیا کہ یہ سفید کار
دائمی ویگن کے پیچھے تھی۔ لیکن کار چلانے والا آدمی اس قدر مہارت
اور احتیاط سے نگرانی کر رہا تھا کہ اسے آسانی سے مارک نہ کیا جاسکا
تھا۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ اور جیسے ہی ویگن رینجنگ فوڈ
پر آئی۔ وہ بے ساختہ چپک پڑا۔ اس نے سکریننگ کی ایک کار کو
ویگن کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے ڈرائیور کو پھل نما چیز

عمران نے۔ ٹائیگر کے تعاقب میں بڑے محتاط انداز میں چلا
تھا۔ جولیا۔ نعمانی اور خاور علیحدہ علیحدہ کاروں میں اس ویگن کا تعاقب
کر رہے تھے جسے ٹائیگر چلا رہا تھا۔
ہسپتال سے نکلنے کے بعد کافی دیر تک تو اسے کوئی مشکوک چیز
نظر نہ آئی۔ لیکن پھر اچانک سفید رنگ کی ایک بڑی کار کی طرف سے
اس کی توجہ مبذول ہو گئی۔ سفید رنگ کی یہ کار جسے ایک مقامی آدمی
چلا رہا تھا کافی دیر سے انہی سڑکوں پر چکرا رہی تھی جن پر ٹائیگر چلا
رہا تھا۔ لیکن سفید رنگ کی یہ کار ویگن کے تعاقب میں نہر حال نہ
تھی۔ کیونکہ تسمیہ بار سفید رنگ کی یہ کار مختلف سڑکوں پر گھوم سکتی ان
کافی دیر تک نظر نہ آئی۔ لیکن پھر اچانک نظر آ جاتی۔ لیکن وہ گزرتے
جاتی۔ آخر یہ کہیں نہ ہوتی تھی۔
عمران نے ویگن کے تعاقب کے لئے اس بار نیا طریقہ اختیار کیا۔

ہوتے کہا۔

اور پھر اس نے جولیا، نعانی اور خاورد کی کاروں کو بھی یکے بعد دیگرے اسی طرح سائیڈ میں رکنے اور ان تینوں کو بھی سٹیئرنگ پر سر رکھتے ہوئے دیکھا۔ اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اس نے سفید رنگ کی کار کو دیگن کی سائیڈ میں رکنے دیکھا۔ دوسرے لمحے کار میں سے وہ متقی آدمی باہر نکلا اور اس نے جلد ہی سے دیگن کا دروازہ کھولا اور سٹیئرنگ پر سر رکھ کر ٹائیگر کو گھبٹ کر اس نے انتہائی چھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر دھکیل دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ سٹیئرنگ پر بیٹھا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ہونٹ جھینچ لئے۔ اسی لمحے اس نے اسی سفید کار کو جولیا کی کار کے قریب رکنے دیکھا اور پھر ٹائیگر کی طرح جولیا بھی کار میں منتقل کر دی گئی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے خاورد اور نعانی بھی اس سفید کار میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے دوسری سرنج رنگ کی کار دیگن کے قریب رکی اور پھر اس میں سے ایک آدمی آکر دیگن میں سوار ہوا اور دیگن نیزی سے آگے بڑھ گئی۔ سرنج رنگ کی کار اس کے آگے آگے تھی۔

عمران نے اب پوری توجہ سفید رنگ کی کار پر مرکوز کر دی۔ اسے محظوظ صورت پر تھا کہ دیگن مخالفت سمت میں چلی گئی تو پھر سکین آؤٹ ہو جاتے گئی۔ اور سفید رنگ کی کار جس جگہ موجود تھی۔ عمران فوراً وہاں نہ پہنچ سکا تھا۔ عمران کے پہنچنے تک ظاہر ہے سفید رنگ کی

سے کوئی چوڑا سا کیپسول دیگن کے اندر جھپٹتے دیکھا۔ کیپسول بالکل چڑھا ہوا اور وہ دیگن کے اندر گر کر ٹائیگر کو اس کا احساس پر نہ ہوا۔ کیونکہ وہ بالکل نہ چوڑکا تھا۔ اور اگر عمران کی بھی پوری توجہ اس وقت الشاق سے نہ ہوتی تو اسے بھی معلوم نہ ہوتا۔

دیگن اسی طرح چلی جا رہی تھی۔ عمران کی نظریں اب اس سرنج کار پر جم گئیں اور پھر وہ اس بار ٹری طرح چوڑکا جب اسی سرنج کار سے انکی قسم کا کیپسول جولیا کی کار میں چپکے جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ کیا چیز ہوگی۔ کیا کوئی ہم ہے۔؟ اس کا مطلب ہے کہ جولیا ان کی نظروں میں ہے۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے نعانی اور خاورد کی کاروں میں بھی اسی قسم کے کیپسول چپکے گئے۔ اور اس کے بعد سرنج رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کاریں اسی طرح آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ ٹائیگر اطمینان سے دیگن چلا رہا تھا۔ ان کیپسولوں کا کوئی رد عمل بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران حیران تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے کہ اچانک اس نے دیگن کو تیزی سے ایک سائیڈ میں رکنے ہونے دیکھا۔ ٹائیگر نے اسے سائیڈ پر کر کے روک دیا تھا۔ سکین پر ٹائیگر صاف نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور پھر اس نے سٹیئرنگ پر ہی سر ٹیک دیا۔

ادہ ا۔۔۔ تو اسے یہ کوشش کیا گیا ہے۔ عمران نے ہنکتے

کار وہاں سے کہیں آگے نکل جاتی۔ اس لئے عمران اب بھی دعا کر رہا تھا کہ سفید رنگ کی کار وہیں کی سکرٹنگ لائن کے اندر رہے تاکہ جب وہ کسی ٹھکانے پر پہنچے تب ہی وہ یہاں سے چلے۔
 مختصری دیر بعد جب سفید رنگ کی کار حسن کا لونی میں داخل ہوئی تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ یہ رہائشی کا لونی تھی اور ظاہر سے سفید رنگ کی کار کا اس کا لونی میں داخل ہونا یہی ثابت کرتا تھا کہ کار والے کا ٹھکانہ اسی کا لونی کی کسی عمارت میں ہے۔ سفید کار والا گو متحافی تھا لیکن اس کی چال ڈھال اور قد و قامت سے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ڈاگ این کا چیف باس ڈک ہے۔ وہ لازماً میک اپ میں تھا۔

اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق سفید رنگ کی کار ایک چھوٹی سی کوئٹی کے گیٹ پر رکی۔ اور گیٹ کھلنے کے بعد کار اندر داخل ہو گئی۔ عمران نے ایک نظر اس کوئٹی کو غور سے دیکھا اس کے بعد ارونیکس سکرین آف کر کے اس نے سائیڈ سیٹ پر رکھی اور کار کو باہر سڑک پر لے آیا۔ اب وہ آسانی سے اس کوئٹی میں پہنچ سکتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے مختصر ہی دیر بعد عمران کی کار بھی حسن کا لونی میں داخل ہوئی اور عمران نے اس کوئٹی سے کچھ فاصلے پر اپنی کار روکی اور پھر کار سے باہر آ گیا۔

سڑک کراس کر کے وہ ایک گلی میں داخل ہوا اور خاصا لمبا پکر لکٹ کر وہ اس سفید کار والی کوئٹی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوئٹی

جدید طرز کی تھی۔ اس لئے اس کی عقبی دیوار کچھ زیادہ اونچی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمے ایک لمبی چھانک کی مدد سے وہ عقبی دیوار کراس کر رہا یا میں یا شاید میں جا کر رہا۔ چند لمے وہ بلا کے پیچھے چھپا کودنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے دھماکے کار و عمل دیکھتا رہا۔ لیکن جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو وہ بلا کے پیچھے سے نکلا اور کوٹ کی جیب سے سائلنسر لگا ریا لوز نکال کر وہ اصل عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھ گیا۔

کوئٹی میں خاموشی ایسے طاری تھی جیسے وہاں کوئی آدمی وغیرہ موجود نہ ہو۔ لیکن جیسے ہی عمران سامنے کے رخ کے قریب پہنچا اس نے کسی کے قدموں کی آواز سنی تو وہ محتاط ہو کر دیوار کے ساتھ چھٹ گیا۔ چلنے والا بڑے اطمینان سے پہل رہا تھا۔ عمران اور آگے کی طرف کھسکا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر سامنے کے رخ کا جائزہ لیا تو وہ بے یقینت تری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس میں سفید رنگ کی کار موجود نہ تھی۔ عمران نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید اسے کسی گیراج میں کھڑا کیا گیا ہو، لیکن وہاں کوئی گیراج وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ قدموں کی آواز درمیان ہی برآمد سے میں سے آ رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکا گیا اور پھر جب وہ برآمدے کے قریب پہنچا تو اس نے ایک نوجوان کو دھاتوں میں مشین گن اٹھاتے برآمدے میں بٹکتے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت نوجوان

ہا جا رہا تھا۔ وہ کہاں گیا ہے؟ —؟ عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم“۔ نوجوان نے کہا۔
 ”اپر جنسی کی صورت میں تم کیا کرتے ہو۔“ — صبح بتاؤ ورنہ۔

عمران نے ریوالتور کی نالی کو اور زور سے دبا تے ہوئے کہا۔
 ”صبح بتاؤ راتوں۔“ — مجھے مت مارو۔ — میرے پاس کوئی

زلیہ نہیں۔ — آج پہلی بار باس آئے ہیں۔ میں گزشتہ تین ماہ
 سے یہاں الیکٹرک رہا ہوں۔“ — نوجوان نے ہکلاتے ہوئے

جواب دیا۔
 ”سنا نام ہے تمہارا۔“ — اور ٹوٹا گین میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟

عمران نے پوچھا۔
 ”میں۔“ — میرا نام آرک ہے اور میں صرف ایک ورکر ہوں۔

آرک نے جواب دیا۔
 ”اچھا اندر چلو جہاں وہ آدمی ہے۔“ — عمران نے پیچھے

ہٹتے ہوئے کہا۔
 اور اسی لمحے آرک نے سکوت ہاتھ مار کر عمران کا ریوالتور جھپٹا

یا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چپٹا ہوا اچھل کر دیوار سے
 چھٹکا اور گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی تھی۔ اس کا چہرہ مسخ ہوتا

گیا اور آنکھیں پھٹکی گئیں۔ اور چہرہ منہ کے بل ٹرسٹس پر گرا۔
 اور چند لمحوں بعد سناٹ ہو گیا۔
 ”الحق! — خود ہی اپنی موت کو آواز دی۔“ — عمران نے

مڑا اور اب اس کی ٹپشت عمران کی طرف تھی۔ عمران پہنوں پر چلتا ہوا
 آگے بڑھا۔ لیکن وہ نوجوان شاید ضرورت سے زیادہ ہی حساس تھا

اسے عمران کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور
 اسی لمحے عمران نے ٹرگیدر دیا اور نوجوان کے ہاتھوں سے ٹھن گئی

نکل کر ڈور جاگری اور وہ بڑی طرح چپٹا ہوا ہاتھ کو جھپٹنے لگا۔
 ”خبردار! — اگر حرکت نہ کی تو دوسری گولی دل میں گھس جائے

گی۔“ — عمران نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے کہا اور نوجوان
 نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا

تھا اور چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے۔
 ”وہ سفید کار کہاں ہے؟“ — عمران نے آگے بڑھ کر اس کی

کنپٹی پر ریوالتور کی نالی رکھتے ہوئے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔
 ”ب۔ ب۔ ب۔“ — اس کی کار۔ — وہ تو چلے گئے ہیں۔ ایک

بیٹھوں آدمی کو ڈرواپ کر کے۔“ — نوجوان نے خوف زدہ لہجے
 میں جواب دیا۔

”ایک آدمی کو۔“ — باقی۔ —؟ عمران بڑی طرح چونک پڑا۔
 اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ٹوٹا اس طرح کرے گا۔

”ب۔ ب۔ ب۔“ — باقی کا مجھے علم نہیں۔ — باس یہاں آئے۔
 انہوں نے کار میں سے ایک آدمی کو اٹھا کر اندر کمرے میں لایا اور

مجھے حکم دیا کہ میں اس کا خیال رکھوں۔ اور خود وہ کار میں بیٹھ کر
 چلے گئے۔“ — نوجوان نے جواب دیا۔ وہ شاید اس دھند سے
 میں بالکل ہی کچا تھا اس لئے ایک ہی دھمکی میں سب کچھ بتاتے

کہا اور تیزی سے عمارت کے اندر گھس گیا۔ سامنے ہی ایک کمرے کے درمیان اس نے فرسش پر لٹھانی کو پڑے ہوئے پایا۔ یہ ہوش تھا۔

عمران ایک لمحہ تک نعمانی کو دیکھتا رہا۔ پھر ہنٹ کاٹا اور اہل مٹا اور اس نے دوسرے کمرے کی تلاشی لینے شروع کر دی اور کچھ دیر میں جھوٹا کمال سا پایا ہوا تھا۔ آج واقعی وہ بڑی طرح ڈانڈ کھا گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ لوگ اس طرح ایک ایک کمرے کیلئے علیحدہ آڈون پر اس کے ساتھیوں کو بھیجے گا۔ وہ ڈک کی دالشی کا انتظار کر لیا۔ لیکن اب اسے فزٹس کرنا پڑا۔ مسئلہ بن گیا تھا۔

سارے کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک کمرے پر اس آرگ کاروائی سامان تھا۔ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لے کر شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ مینز کی دراز سے ایک ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آرگ ڈائری گھسنے کا عادی تھا۔ اس میں اس کی ذاتی مصروفیات کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ عمران سرسری نظروں سے دیکھتے ہوئے صفحے پلٹا گیا اور پھر ایک ایک صفحے پر وہ رک گیا۔ آرگ نے اس میں ایک ٹیلیفون نمبر لکھا تھا۔ اور ساتھ لکھا تھا کہ اس مینی نے بتایا ہے کہ ٹاپ ایر جیسی کی صورت میں اس نمبر پر گھر لے آج کے الفاظ دہراتے جاؤں اور اپنا نام بتا دیا جلتے تو چھت باس جہاں کہیں بھی ہوگا اس سے بات ہو سکے گی۔ عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

عمران نے جلدی سے اسی کمرے میں موجود ٹیلیفون کا رسہ پور جھانکا اور انکواری کے نمبر ڈائل کئے۔

فیس انکواری۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

ڈائریجیٹر ٹیلز ایشلی جنسن۔ عمران نے ہلکے کو بارعجب

پہچانی نہاتے ہوئے کہا۔ انکواری آپ میرے بڑی طرح بوکھلائے

ہے مجھے میں کہا۔

نمبر نوٹ کرو۔ اور بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے اور کس جگہ کا ہے۔

ان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے آرگ کی ڈائری میں درج نمبر

دہرا دیا۔

مولانا آن کریں سرا۔ میں دیکھتا ہوں۔ آپ ریٹر نے

نمبر دیکھے ہیں کہا۔

سرا۔ یہ نمبر ایگزیکٹو کارڈ کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے جناب

ایگزیکٹو گھر کے نام ہے سرا۔ آپ ریٹر نے جواب دیا۔

اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ عمران نے درست جواب

میں پوچھا۔

فیس سرا۔ بالکل درست ہے سرا۔ آپ ریٹر نے جواب دیا

اوکے۔ اب یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کراٹ از سیرٹ

ڈان نے کہا۔

میں سمجھتا ہوں سرا۔ آپ ریٹر نے فوراً ہی کہا اور عمران نے

کریدل دہا کر یہ نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔
 فی۔ ای۔ آرک سٹیٹنگ۔ چیف باس سے بات کراؤ۔
 عمران نے آرک کے لیے میں کہا۔
 اور کہ!۔ ہولڈ آن کرو۔ دوسری طرف سے کہا
 گیا اور چند لمحے ملکی ملکی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں رسیور پر ابھری۔
 رسیور پر چھ دو کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔
 اسی وقت فی۔ ای کا ٹاک چیف باس۔ آرک از کا ٹاک
 فی۔ ای۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی مدد میں سنائی دی۔
 ہولڈ آن کریں۔ ایک اور مدد آواز سنائی دی اور پھر
 دوسرے خاموشی کے بعد ٹوک کی آواز رسیور پر ابھری۔
 ہیلو۔ کیا بات ہے۔ ٹوک کے لیے میں
 ورشی تھی۔
 سر۔ میں جات بول رہا ہوں۔ فی۔ ای سنٹر سے آرک
 کی کال آئی ہے۔ دوسری آواز سنائی دی۔ لیجو پیو ڈیڈ ہوا۔
 اوہ اچھا۔ بات کراؤ۔ ٹوک نے چونکتے ہوئے
 کہا اور پھر ملکی ملکی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں دوبارہ ابھریں اور پھر
 جات کی آواز سنائی دی۔
 چیف باس سے بات کرو۔ جات نے کہا اور پھر رسیور
 پر ٹوک کی آواز ابھری۔
 ہیلو۔ چیف باس اسٹریٹنگ یو۔ ٹوک کے لیے میں

کے غصے نمایاں تھا۔
 میں آرک بول رہا ہوں باس!۔ آپ کے جانے کے بعد
 عمران اندر داخل ہوا اور اس نے مجھ پر حملہ کرکے کوشش
 میں نے اسے گرا لیا۔ میں نے پوچھنے کی تو اس نے
 علی عمران بتا دیا۔ میں نے اور ٹوک دیکھا تو اس نے
 جات باس اس کے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔
 کے پیچھے آ رہا ہے۔ کیوں کر ان آدمیوں کے پاس ایک ایسا
 ن بھی چلا گیا ہے کہ اگر وہ چیف باس کے ہاتھ لگ گئی تو پاکیش
 ان روپے کا نقصان پہنچے گا۔ میں نے معدوم کر دیا
 وہ جدید ترین دفاعی فارمولا ہے اور اسرائیل نے آربوں
 میں خریدنا چاہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو تا دوزخ
 نے آرک کے لیے میں کہا۔ گو اسے خود یقین نہ تھا کہ یہ بات
 جیسے ٹھنڈے دماغ کے آدمی کو اپیل کرے گی یا نہیں لیکن
 اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی داؤ بھی نہ تھا۔
 دفاعی فارمولا اور علی عمران!۔ کہاں ہے وہ اور کس حالت
 ہے۔ ٹوک نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور عمران
 یوں پر غصہ یہ مسکراہٹ ابھرائی۔ ٹوک کے لیے سے ہی وہ
 لایا تھا کہ وہ اس کے اس بوجھل فتنہ کے داؤ میں آ گیا ہے۔
 ان کا چونکہ اصل مقصد دولت کمانا ہی ہوتا ہے اس لئے
 ان نے جان بوجھ کر آربوں روپے اور اسرائیل کا حوالہ دیا تھا۔
 سر۔ وہ بیہوش پڑا ہے۔ عمران نے کہا۔

تم نے یہوش آدمیوں کو کہاں لے جانا تھا۔
 سے پہلے سن کر کہ میں نے جات سے وہ فی۔ آئی سنو وہاں
 ہی پوچھ رہا ہے۔ یہ سوال میں صرف تشبیہ کے لئے ہے۔
 رہا ہوں۔ اگر تم نے غلط جواب دیا تو میں ضرور ربا اور
 عمران نے غارتے ہو کے کہا۔
 چچ۔ چیت باس کے پاس۔ کوٹھی پر
 تیس گھنٹوں کا کوئی۔ چچ۔ چیت باس وہیں۔
 لارنس نے جواب دیا۔
 تمہارا چیت باس وہاں کیا کر رہا ہے۔ اور
 آدمی ہیں۔؟ عمران نے پوچھا۔
 چچ۔ چیت باس کسی روٹی کو لے آیا تھا۔
 روٹی سے پوچھ چیکر رہا تھا کہ جات کی کال آئی اور پھر
 نے مجھے یہاں بٹھا کر میں دو یہوش آدمیوں کو وہاں لے
 باس اور اس روٹی کے علاوہ صرف میں تھا۔
 اکٹھا رہتا ہوں۔ لارنس نے گھبراتے ہوئے کہہ دیا
 اور عمران نے کھینٹ مٹنگر دیا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی
 کی کھوپڑی کے پرچھے اڑ گئے۔
 عمران نے جلدی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا اور
 اس نے وہی لباس اپنے لباس کے اوپر پہنا اور برآمد
 پڑا ہوا ڈیرہ اٹھا کر اس نے لارنس کا میک آپ کرنا شروع کر
 میک آپ سے فارغ ہو کر وہ کمرے کے اندر گیا اور پھر اس

ان پر ہوش پڑے ہوئے نعمانی کو ہوش میں لانے کی کوششیں
 کر رہے تھے۔ اور مصوری دیر کی کوشش کے بعد وہ اسے ہوش
 لانے میں کامیاب ہو گیا۔
 نم۔ نم۔ میں تو کار میں تھا۔ نعمانی نے آنکھیں کھولتے
 جیت کے اوپر اوجھڑ دیکھتے ہوئے کہا۔
 تم اس کمرے کو ہی کار مسجد کو۔ لیکن یہ کار بے کار ہے۔
 یہ کیل نہیں سکتی۔ اس لئے مجبور ہی ہے۔ اپنی ٹانگیں ہی
 نکال کر پیس گئی۔ عمران نے کہا۔
 لیکن عمران صاحب!۔ ربا کیا؟۔ نعمانی نے اٹھ کر
 اپنے کمرے جھاڑتے ہوئے کہا۔
 تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال تم باہر چلو۔ اسی جویا
 اور اسی کے خطرے میں ہیں۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا
 اور باہر کی طرف مڑ گیا۔

آئی سنٹر کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ کال آئے کی اطلاع دی اور
 ڈان اُنڈر کر سنے چلا گیا۔ وہاں اُسے آرک نے علی عمران اور وفا علی
 کے متعلق بتایا تو اس کا دماغ گھوم گیا۔ وفا علی فارمولا کو اس
 دن کی چیز نہ تھی لیکن اُسنا وہ جانتا تھا کہ اسرائیل اور پاکستا کے درمیان
 ایڈیشن موجود ہے۔ اس نے اگر واقعی ایسا فارمولا اس کے ہتھے
 لے جاتے تو وہ اسرائیلی حکومت سے لمبی رقم وصول کر سکتا ہے۔
 اسرائیلی حکومت میں اس کے درست موجود تھے جن کے ذریعے وہ
 فارمولا اچھی رقم پر آسانی سے فروخت کر سکتا تھا اور پھر اگر عمران
 کا طرح قابو آجاتا تو اسے تو پھر اس کے لئے اس سے زیادہ خوش
 قسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس نے فرما کر لائن
 پر دھڑکنے لگے کہ انہیں لانے کے لئے بھیج دیا۔ لیکن لائن کے
 لئے اس کے بعد اس کے ذہن میں نئے اندیشے اُبھرے گئے۔ اول
 علی عمران جیسے شخص کا آرک جیسے معمولی آدمی کے اُمتوں پر
 جانا۔ اور پھر اسے تفصیلات بھی بتا دینا۔ اور اس کے ساتھ ہی
 اس فارمولا کے پیکر۔ اب یہ ساری باتیں اُسے انتہائی
 عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اور اُسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس
 نے پہلے ان باتوں کے متعلق کیوں نہ سوچا۔
 یہ ضرور کوئی چکر ہے۔ مجھے محتاط رہنا چاہیے۔
 آخر کار فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ
 ٹری سے جویا کی طرف بڑھا۔ جو کرسی پر خاموش بیٹھی ڈک کو
 اُن کا طرح شہما دیکھ رہی تھی۔

ڈک کے دل میں عجیب سی پریشانی نے گھر کر لیا تھا۔ وہ لائن
 کو بھیجنے کے بعد مسلسل کرسی میں ٹپ رہا تھا۔ کرسی کے درمیان
 جویا ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ وہ ہوش میں تھی۔
 ڈک نے باقی دو آدمیوں کو تو مختلف اڈوں پر اتار دیا تھا اور ان
 اڈوں پر وہ جویا کو آخر میں لے آیا تھا اور اس کا ارادہ یہی تھا کہ
 وہ سیکرٹ مرسوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا آغاز کرے۔
 اسے ہی کرے گا۔ اور اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جویا پر
 تشدد کی انتہا کر دے گا۔ جویا کو ہوش میں لانے سے پہلے اس
 نے اس کا میک اپ صاف کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اُسے پہچان
 گیا تھا۔ جویا چونکہ اُسے کئی بار ٹپ دے کر فرار ہونے میں کامیاب
 ہو چکی تھی اس لئے اُسے سب سے زیادہ غصہ بھی جویا پر ہی تھا۔
 لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوچھ گچھ کا آغاز کرتا۔ لائن نے اسے

بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور اسے اٹھا کر کاغذ سے پر لادا اور تیزی سے اس بڑے کمرے سے نکل کر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے آخری کونے میں جا کر اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی ایک تصویر کو جھانکنا شروع کیا۔ ایک سائیدہ سے بٹ گیا۔ اور نیچے جاتی ہوئی ٹیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ ڈک جو لیا کو اٹھائے تیزی سے ٹیڑھیاں اترنا گیا۔ جب اس نے سائیں ٹیڑھی پر قدم رکھا تو اوپر فرخس خود بخود برابر ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹیڑھیوں کی سائیدہ دیوار سے ہلکی سی روشنی چھوٹ پڑی۔

ٹیڑھیوں کے اختتام پر ایک سرنگ جتنی جو خاصی دور تک چلی گئی تھی۔ ٹوک اس سرنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ سرنگ کے اختتام پر ٹوکس دیوار تھی۔

ڈک نے جلدی سے ایک سائیدہ پر پیر مارا تو دیوار مٹ گئی۔ اور پہلے کی طرح ٹیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دیں اور پھر ٹیڑھیاں کراس کر کے وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ پہلے والی عمارت کے بالکل عقب میں دوسری طرف عمارت تھی۔ یہ عمارت دو منزلہ تھی۔ ڈک جیسے ہی وہاں پہنچا، ایک مشین گن بردار نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا۔

رائٹ! — اس لڑکی کو اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔ اس کا خیال رکھنا۔ یہ فرار نہ ہو جائے۔ ڈک نے جو لیا کو کاغذ سے ہٹا کر نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑنا ہوا وہ برآمدے میں پہنچا اور اوپر جانے

تم میرے ہاتھوں سے کئی بار بچ چکی ہو۔ لیکن آج میں تمہارا ایسا عبرت ناک حشر کروں گا کہ تم قصور بھی نہ کر سکو گی۔ ٹوک نے جو لیا کے قریب جلتے ہوئے کہا۔ اور پچھتاتے ہوئے اس کا ہاتھ فضا میں گھوما اور چٹان کی تہہ اواز کے ساتھ جبراً وہ پتھر جو لیا کے گال پر پڑا۔ اور نہ صرف جو لیا کا سر گھوم گیا اور گال پر پتھر کیوں کے نشان اُبھر آئے بلکہ اس کے منہ سے خون کی ہلکی سی ٹکڑھی بہنے لگی۔

تم کیسے مرد ہو کہ ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔ اور وہ بھی بندھی ہوئی پر۔ لعنت ہے تمہاری مردانگی پر۔ جو لیا نے کاٹ کھلے والے لہجے میں کہا۔

ہول! — میرے لئے تمہاری یہ باتیں بے کار ہیں۔ میں اس طرح غصے میں نہیں آتا۔ بہر حال فی الحالہ تو میں تمہیں صرف یہ پیش کر رہا ہوں۔ باقی کام لینے میں کروں گا۔ ٹوک نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ جو لیا کی گردن پر جم گئے اور اس نے پوری قوت سے اس کا گلا دبا کر دبا۔

جو لیا کا چہرہ بڑی طرح مسخ ہوتا گیا۔ آنکھیں پھیلنے لگیں اور اس کا بندھا ہوا جسم بھی ٹپٹپٹ کرنے لگا۔ لیکن ڈک کی گرفت مسلسل سخت ہوتی گئی اور پھر جو لیا کے ذہن پر اندھیروں کے قبضہ کر لیا اور اس کی آنکھیں بند ہوئیں۔

ڈک نے ہاتھ مٹائے تو جو لیا کی گردن ایک طرف ڈھک گئی۔ ڈک ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی جو لیا بیہوش ہو چکی ہے تو اس نے جلدی سے اس کے جسم کے گرد

کی ایک طویل سانس لی اور پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظر میں اس سکریٹ پر چڑھی ہوئی تختیں جس میں لان اور چھانک نظر آ رہا تھا۔ چھانک آدھا کھنڈ ہوا تھا اور پھر اچانک وہ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ اس نے چھانک کھتے ہوئے دیکھا۔

ادہ ا۔ یہ تو لارنس ہے۔ ڈک نے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ رفیعہ کا چھانک کے سامنے کھڑی تھی اور لارنس کا سر سے نیچے آ کر گر چھا ٹک کھول رہا تھا۔ پھر لارنس دوبارہ کار میں سوار ہوا اور پھر کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور پورچ میں آ کر رُک گئی۔

اس کا مطلب ہے کہ میرا شک غلط تھا۔ ڈک نے کہا لیکن دور سے لکھے وہ چونک کر اکیڑہ لارنس کا سر سے نکل کر حیرت بھرے انداز میں اُدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے دیکھنے کا یہی انداز ڈک کو چڑسا گیا کیونکہ لارنس تو کافی عرصے سے یہاں رہتا تھا اس لئے اس کا حیرت بھرے انداز میں دیکھنا ڈک کو مشکوک لگا تھا۔ پھر لارنس براہِ راست میں آیا اور اندر وئی کر کے میں داخل ہو گیا۔ اب وہ دوسری سکریٹ پر نظر آ رہا تھا۔ یہ وہ کمرہ تھا جس میں وہ اور جولیا پہلے موجود تھے کرسی اور اس کے ساتھ ٹیڑھی رسیاں دیکھ کر لارنس چند لمحے کھرا بنوٹ چلا رہا۔ پھر وہ اسی منہ گیا۔ اب وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے اس طرح سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ اب ڈک کو یقین ہو گیا کہ لارنس نظر آنے والا کسی بھی صورت میں لارنس نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ غامض بن کر رہا۔ لارنس سارے کمرے دیکھ کر واپس برآمد سے میں آیا اور پھر کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اس بار ڈک

والی بیڑھیاں چھانکھا ہوا دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے جلدی سے ایک دیوار میں لگی ہوئی الماری کھولی اور اس میں سے ایک چمڑی سی میٹین نکال کر کمرے میں موجود میز پر رکھی۔ اس کی سائینڈر لگا ہوا انڈیا اس نے بھیج کر اودھنچا کیا اور پھر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے جلدی سے اس کے بدن دبانے شروع کر دیئے۔

میٹین کے اوپر والے حصے میں چار چھوٹی چھوٹی سکریٹیں تھیں جو بٹن دباتے ہی روشن ہو گئیں۔ اور اس میں مختلف کمروں کے مناظر نظر آنے لگے۔ ایک سکریٹ پر بیرونی منظر تھا۔ برآمدہ۔ لان اور بیرونی چھانک نظر آ رہا تھا۔

ڈک نے جلدی سے اس میں سے ایک تار کھینچی اور اس کا سرا دیوار میں لگے ہوئے بجلی کے پلگ میں لگا دیا اور پھر اسے کمر الماری میں سے اس نے ایک ڈاسا ڈوب اٹھا اور اسے لاکر میز پر رکھا۔ اس ڈیسے میں چھوٹے چھوٹے میزائل ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جن پر سرخ رنگ سے ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ ڈک نے میٹین کا ایک خانہ کھولا اور ڈیسے میں سے میزائل نکال نکال کر اس خانے میں ڈاسا شروٹ کر دیئے۔ چار میزائل ڈیسے کے بعد اس نے خانہ بند کر دیا۔ اور پھر ایک بٹن دبایا تو میٹین کے عقبی حصے سے سرور کی تیز آواز کے ساتھ ایک چمڑی سی نال نکل کر سامنے والی دیوار کے ایک مخصوص حصے میں فٹ ہو گئی۔ ڈک نے ایک اور بٹن دبایا تو میٹین سے کونے پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور ڈک نے اطمینان

لجے اٹھی کے دہاؤ سے بٹن پر لیس ہو گیا۔ مٹین سے تیز سیٹی کی آواز
برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین تارکاب ہو گئی جس پر
عمران اور اس کا ساتھی نظر آرہے تھے۔ پھر ایک خوفناک دھماکے
کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکا اس قدر خوفناک تھا کہ ڈک والے
کمرے کی کھڑکیوں کے شیشے بھی زوردار آوازوں سے ٹوٹ گئے۔
ڈک کی نظریں اب دوسری سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن
کسی بھی سکرین پر عمران یا اس کا ساتھی نظر نہ آتے تو اس نے
ایک زوردار فاسخاںہ تمغہ قبہ لگایا اور مٹین کے مختلف بٹن آف کرنے
لگا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی کو بہر حال اب یقینی طور پر ختم کرنے
میں کامیاب ہو گیا تھا۔
مٹین آف کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ دوسرے لمحے ٹھٹھاک کر
رک گیا اس کے چہرے اور ہاتھوں سے شدید حیرت کے تاثرات
جھلکنے لگے۔ جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

کے چہرے پر طنز پر مسکراہٹ اُبھر آئی۔ کیونکہ کام میں سے جو آدمی باہر
نکلنا تھا وہ وہی تھا جسے وہ آرگ کے پاس بیہوشی کی حالت میں
چھوڑ آیا تھا۔

ہوں۔ تو یہ پکار رہے۔ مگر یہ لارنس کے میک اپ
میں کون ہو سکتا ہے۔ کیا یہ علی عمران ہے۔؟ لیکن
علی عمران تو بی۔ ون میں ختم ہو گیا تھا۔ اور اگر وہ مرا نہیں ہوگا
تو اتنی جلد ہی اس طرح ٹھیک تبھی نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ
کون ہے۔ ڈک نے شربلتے ہوئے کہا اور پھر لمبے بڑھا
کر مٹین کے مختلف بٹن دبائے لگا۔

چند لمحوں بعد مٹین میں سے پہلے تو سیٹی کی سی آواز نکلی۔ اہ
پھر ایک انسانی آواز اس پر غالب آگئی۔

عمران صاحب! یہ فرار کیسے ہو گیا۔؟ اس کو کیسے
ٹھاک پڑ گیا۔؟

حیرت ہے! اس قدر عطا آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں
دیکھا۔ دوسرے لمحے عمران کی آواز سنائی دی اور ڈک بے اختیار
سکڑا دیا۔

ہوں! تو تم ٹھٹھاک ٹھاک میرے سامنے کھڑے ہو عمران!
لیکن اب تم نہیں بچ سکتے کسی صورت بھی۔ ایروزی ایل تمہارے
جسوں کے پرچے اڑا دے گا۔ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے
کہا اور پھر مٹین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمانے لگا۔ اور اس کے بعد
اس نے اُٹھ اٹھا کہ ایک مترخ رنگ کے بٹن پر اٹھی رکھی اور دوسرے

بہت چنیا ہوا ایک زوردار جھنگے سے جولا کے اوپر گرا۔ اس کے اس طرح گرنے سے جولا کی کرسی ڈولی اور پھر جولا کی کرسی سمیت وقت کے بل فیش پر گر گئی اور وہ آدمی اس کے اوپر گر گیا۔ جولا کے دونوں ہاتھ اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی جولا نے یکھٹ پوری قوت سے اپنے اوپر دبا کر جسم کو قہر کے کی طرف کرتے ہوئے اس کی ناک پر زوردار ٹکرا کر سید کر دی۔ اور نوجوان کے حق سے جھنجھکی اور اس نے بڑی طرح تڑپ کر جولا کی گرفت سے نکلنا چاہا۔ لیکن جولا نے بازوؤں کو اپنی طرف جھٹکا دیتے ہوئے اور بڑی جھکاوی۔ یہ مگر پہلے سے زیادہ زوردار ثابت ہوئی۔ اور نوجوان کا جسم یکھٹ جولا کے بازوؤں میں ڈھیل پڑ گیا۔ اس کی ناک اور منہ کے خون بہہ نکلا تھا۔

جولا نے یکھٹ چننی کھانی اور اب وہ نوجوان نیچے تھا جبکہ جولا اپنے کرسی سمیت اس کے اوپر آگئی تھی۔ لیکن نوجوان واقعی بہوش ہو چکا تھا۔ چند لمحے جولا اس کا بازو لیتی رہی پھر وہ کرسی سمیت سائڈ پر گری اور اس کے جلدی سے اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسال کھولنی شروع کر دیں۔ چونکہ رسال ابھی پوری طرح بندھی نہ تھی مقبوض اس لئے وہ ویسے ہی کھانی سے زیادہ ڈھیل پڑی تھی۔ جولا چند لمحوں میں رسال کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ رسال کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی اور پھر تیزی سے فیش پر بڑھی ہوئی مٹین گن کی طرف لپکی مٹین گن اٹھا کر وہ واپس کھڑی اور اس نے اُسے نال سے پکڑ کر پوری قوت سے

جولا کی اٹھا پک ایک جھنگے سے آنکھیں کھلیں تو ایک لمحے کے لئے اُسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ جب اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے فوراً سر جھٹکا کر دیکھا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے جسم کے گرد رسال باندھی جا رہی تھیں۔ باندھنے والا اس وقت کرسی کی پشت کی طرف تھا اور یہ اس کی ٹانگیں باندھی جا چکی تھیں اور اب پریش پر رہی باندھی جا رہی تھی جبکہ اس کے بازوؤں کی الال آزاد تھے۔ اسی لمحے اُسے باندھنے والا دیکھ لیا کہ گودم کر اس کے سامنے آیا اور جولا نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پلوں کی جھری سے وہ اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ بھکی کی تیزی سے بلند ہوئے اور اُسے باندھنے والا

ہے کھڑی ہو گیا کو دیکھ کر حیرت سے چھپتی چلی گئیں۔

ت۔ ت۔ تم۔ ڈک نے بولا تھا تھے ہوئے لیجے

یہ دھماکہ تم نے کیا ہے ڈک۔؟ جو لیا نے انتہائی سنجیدہ
میں کہا۔

اس دھماکے کی بات کر رہی ہو۔ جو ابھی ہوا ہے۔

میں نے کیا ہے؟ ڈک نے اس بار سنبھلے ہوئے

بسیول۔ کس کا فائدہ کیا ہے تم نے؟؟ جو لیا کا لہجہ اسی

کسی کا نہیں۔ بس اپنا ہی ایک منہ اڑایا ہے۔ دیکھو!

پڑن گن چھپک دو۔ تم میرے آڑے میں مڑو۔ اس لئے تمہاری

ارنی بھی حرکت متو میں تباہ کر سکتی ہے۔ ڈک نے کرسی کی پشت

پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

تم جیسا آدمی خواہناؤ اپنا کوئی منہ لہاؤ نہیں کیا کرتا۔ اور پھر

دھماکے کے بعد میں نے تمہارے حلقے سے بھٹنے والا فنا خانہ قہقہہ بھی

سنایا۔ اور جہاں تک مشین گن چھپکنے کا تعلق ہے۔ تم اس

بات کو تبدیل جاؤ۔ میں تمہاری ایک ایک رگ میں سیکڑوں گولیاں

اس کا دستہ فزٹ پر بیہوش پڑے ہوئے نو جوان کی کھوپڑی پر دھرا

دیا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی نو جوان کا جسم پھٹتے ہوئے ٹری طرح ٹپا

اور پھر ساکت ہو گیا۔ پوری قوت سے لگے لگتی ایک ہی ضرب نے

اس کی کھوپڑی توڑ کر چھبچہ باز نکال دیا تھا۔ جو لیا نے دسنے کو نو جوان

کے لباس سے صاف کیا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ دروازے کی

طرف بڑھ گئی۔ اب تک کسی اور نے مداخلت نہ کی تھی۔

جو لیا اسی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ اسے کچھ فاصلے پر ایک

خونفک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر زوردار تھا کہ جو لیا

نے بے اختیار لڑکھڑا کر دروازے کی چوڑھٹ کو کھڑا کیا۔ ورنہ شاید وہ

منہ کے بل پیچہ کرتی۔ مشین گن بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر

نیچے گری تھی۔ لیکن اس کے گرنے کا دھماکہ اس بڑے دھماکے کی

بازگشت میں دب کر رہ گیا۔

دھماکے کے فوری اثرات ختم ہوتے ہی جو لیا نے سنبھل کر دوبارہ

مشین گن اٹھائی اور تیزی سے دروازہ باز کیا۔ اسی لمحے اسے اوپر

والے کمرے سے ڈک کا نشانہ قہقہہ گونجتا ہوا سنائی دیا۔ تروہ تیزی

سے بیڑھیوں کی طرف نیکی اور پھر بیڑھیاں پھیل گئی تھیں اور اوپر والے

کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔

جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچی اس نے سامنے ایک ٹری مشین

پر ڈک کو جھکا ہوا دیکھا۔ ڈک کی پشت دروازے کی طرف تھی اور وہ

کمرے سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ جو لیا نے عکس سے مشین گن بدھی

کی اور اسی لمحے ڈک نے دروازے کی طرف رخ موڑا تو اس کی آنکھیں

دی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے جیسے سبھی چمکتی ہے اسی طرح بیکھڑ
کے ہاتھوں میں موجود کرسی اڑتی ہوئی سیدھی جویا سے پورے تیرے
سے ٹکرائی۔ اور جویا کے حلق سے نہ صرف بے اختیار ایک زوردار
پیرچ نکلی بلکہ وہ کرسی کی جھریں ضرب کی وجہ سے اچھل کر پشت سے
بل شیشیوں پر گر گئی اور پھر کسی شہیدہ باز کے کھلنے کی طرح مسلسل
تلا بازیاں کھاتی ہوئی شیشیوں سے نیچے لڑھکتی چلی گئی۔ لیکن
اس کے ہاتھوں سے شکل کر مینے ہی اڑتی ہوئی دُور برآمدے میں
ایک دھماکے سے جا گر گئی تھی۔ البتہ کرسی جویا کے ساتھ ہی اڑتی
پلٹتی نیچے گر رہی تھی۔

ہونہار! — عورت مجھے مارے گی — مجھے اپنی ڈک
ڈک نے انتہائی طنز پر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
بکلی کی سی تیزی سے بیڑھیاں چھلانگنا شروع کر دیں۔

اچھا وہ چوتھی بیڑھی پر تھا کہ جویا کرسی سمیت نیچے برآمدے
جا گئی۔ ڈک نے چھلانگ لگا کر دو اور بیڑھیاں چھلانگنی تھیں مگر
ہوئی جویا کی دونوں ٹانگیں بیکوقت ایک جھٹکے سے اوپر کواٹھیں اور
اس کی ٹانگوں پر اسی لمحے گرنے والی کرسی بیکھٹ اس طرح واپس
بیڑھیوں کی طرف گئی جیسے دیوار سے ٹکرا کر گیند واپس جاتی ہے
ڈک جو اطمینان سے بیڑھیاں اترنے میں مصروف تھا بروقت
اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور کرسی پوری قوت سے اس کے سینے
سے جا ٹکرائی۔ اس وقت ڈک کے قدم ایک بیڑھی سے دوسری
بیڑھی کی طرف بڑھ رہے تھے اس لئے وہ اس ضرب سے جو بظاہر

میں تھی۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چٹا ہوا شیشیوں پر گرا
وہ اس نے اپنی طرف سے سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن
ایسی ہی طرح ہی تلا بازیاں کھاتا ہوا نیچے برآمدے میں اگرا۔ لیکن
کے اور جویا کے گرنے میں اتنا فرق نہ رہا کہ جویا پہلے گر گئی تھی
کسی بعد میں اس پر گر گئی تھی۔ لیکن اس بار کرسی پہلے فرش پر
اور ڈک عین اس سے اوپر جا گرا۔ کرسی زوردار چابھٹ کی
کے ساتھ ٹوٹ گئی اور ڈک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
میں ٹک رہا ہو۔ اس نے اپنے سر کو زوردار جھٹکے دے کر سانس
کرنے کی کوشش کی۔ اس کا سانس تو کمال ہو گیا۔ لیکن اس دوران
جا بواٹھنے کی کوشش میں مصروف تھی اچھ کر کھڑی ہونے میں
باب ہو گئی۔ جویا کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا ایک بازو
پوری طرح حرکت نہ کر رہا تھا۔ اور اسے یوں محسوس ہوا کہ
اس کے جسم کی ساری ہڈیاں چپکن چور ہو چکی ہوں۔ اس کے ذہن
آخرت تربیت یافتہ گوریلوں کی طرح بار بار چھاپے مارے سے
یہ وہ اپنی قوت اداؤ کی بے بل پر ان اندھیوں سے لڑنے میں
ایک ہو گئی اور پھر جب وہ بے پناہ کوشش کے باوجود اٹھنے
کا کامیاب ہو گئی تو اس کا حوصلہ بیکھٹ بکال ہو گیا کہ اس کی ہڈیاں
اس کو نہیں صرف درد کی شدت کی وجہ سے اُتے ایسا احساس
رہا تھا۔ لیکن اچھ کر کھڑے ہو جانے کے باوجود اس کا جسم ٹکے
نہ زوردار تھا۔ اس نے اپنی اس کمزوری پر بھی ایک لمحے میں قابو
لا کر پھر تیزی سے اس طرف بڑھی جبہ مشین گن پڑی تھی۔ لیکن

ابھی اس نے مکرر ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ یکجہت ڈک کسی بڑے لڑکے نے کہا کہ اس کا جسم فضا میں ہی پلٹ گیا اور وہ جو لیا کہ اپنے ساتھ
 کی طرح فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے وہ جو لیا کو ساتھ لئے دوپٹے پہنچتے ہی جو لیا سفید گئی اور اس نے بھی ڈک کی طرح بجھی
 ہنچہ فرش پر جا گرا۔ اس بار جو لیا منہ کے بل نیچے پختہ فرش پر گری گئی کسی تیزی سے اپنے جسم کو یکجہت موڑا اور دوسرے لمحے جو لیا کی
 اور ڈک اس کے اوپر جیسے چھاسا گیا تھا۔

نیچے گرتے ہی ڈک تے دونوں ٹانگیں سمیٹ کر اس کی پشت پر ہاتھ ہی جو لیا نے اچھل کر دونوں گھٹنے اس کے پیٹ میں مارے اور
 پر گھٹنوں کی منہ بٹ لگائی جا رہی۔ لیکن اس واؤ کو استعمال کرنے کی وجہ سے وہ مار کھا گیا۔ چونکہ اس کا پچھلا جسم اوپر کو اٹھا تھا اس لئے
 جو لیا نے یکجہت اپنے جسم کو اوپر اٹھا کر اسے اپنے سر کی دھری پر
 پلٹ دیا۔ اور ڈک ایک زوردار دھماکے سے پشت کے بل فضا میں جا گرا۔ اور جو لیا اچھل کر اس کے اوپر گری۔ جو لیا نے اس کی ہانک
 پر ٹھکر مار لی جا رہی۔ لیکن ڈک بجلی کی سی تیزی سے پلٹ گیا اور ڈک
 اس کے اتنی تیزی سے پلٹ جانے کی وجہ سے پہلو کے بل ایک
 طرف جا گری اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے
 میں کامیاب ہو گئے۔

دونوں کے سامنے تیز تر پہل سے آتے اور شین گن ان دونوں
 سے تھوڑے فاصلے پر ہی پڑی تھی۔ لیکن اب دونوں کی توجہ ہی اس
 طرف نہ تھی۔

میں تینیں عبرت ناک موت ماروں گا۔ ڈک نے بڑی طرف
 واپس پلٹے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکجہت جو لیا پر
 چھلانگ لگا دی۔

جو لیا بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہٹی۔ لیکن ڈک بھی مارل آٹ

میں چھٹا ہوا سیکھت تھا باڑی کھا کر ایک زوردار دھماکے سے بھاگ
 بیڑھی پر جاگرا۔ ڈک پٹ کے بل بیڑھی سے ٹکرایا تھا اور جولا کا
 جسم بھی پٹ کے بل فرش سے جاگتا تھا۔ بیڑھی کا کنارہ ڈک کی ریڑھ
 کی ہڈی سے بھر پور انداز میں ٹکرایا تھا۔ اس نے ڈک کے منہ سے
 ایک خوفناک جھنجھکی اڑی اور اس کا جسم بڑی طرح کانپنے لگا۔
 بولا اچھن کر کھڑی ہو گئی۔ ڈک اب بیڑھی کے کنارے سے لڑکھ
 کر فرش پر جاگرا تھا۔ اور اس کا جسم مسلسل خڑب خڑب رہا تھا۔ وہ بار بار اپنے
 ہاتھوں کو چاٹ کر اسٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کا جسم اس کا
 ساتھ نہ دے رہا تھا۔ ڈک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے اس قدر
 ہو چکا تھا کہ اس کی شکل ہی بگڑ چکی تھی۔

جولیا اس کی یہ حالت دیکھ کر سیکھت بیٹھی اور پھر اس نے ایک
 طرف بڑی ہوتی مشین گن کی طرف چھٹا لگائی۔ لیکن دوسرے
 لمحے اس کی پیشانی پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ چھٹی ہوئی فرش
 پر گر گئی۔ اچانک پٹ کر چھٹا لگ گئے کی وجہ سے اس کی پیشانی
 بڑی طرح ستون سے ٹکرائی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ
 اس کی آنکھوں کے سامنے سیکھت تار سے تار سے ناچے اور پھر اندھیرے
 اس کے ذہن پر مکمل قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی
 تھی۔ بیہوش ہوتے وقت اس کے کانوں میں ڈک کے بڑی طرح
 کراہنے کی آواز آخری آواز کے طور پر محفوظ ہو گئی تھی۔ ڈک کی ریڑھ
 کی ہڈی اس طرح ٹکا کرہ ہو چکی تھی کہ اس کا سر اور پیشے اور والے
 جسم ہی حرکت کر سکتا تھا۔ پتلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔ اس نے وہ مسلسل

جسم کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر اٹھایا اور جلدی سے مرکز کار
کا پچھلا دروازہ کھولا اور ڈک کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔
"وہ۔ وہ عورت۔ وہ۔ جو لیانا۔ اُسے۔ مم۔
مم۔ مارنا ہے۔ اُسے۔" ڈک نے جسم بچے میں کہا۔
لیکن اس حالت میں اس کی آواز بھی زیادہ اونچی نہ نکلی رہی تھی۔
لیکن گھبراہٹ سے جس کے گارنر نے اس کی بڑبڑاہٹ ہی نہ سنی اور جلدی
اسے دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے
لے کار کے ٹائر تیزی طرح پھینکتے ہوئے موٹر کاٹ گئے اور پھر کار
آندھی اور طوفان کی طرح مچانک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

اسنے جسم کو دوبارہ حرکت دی اور دونوں ہاتھ اوپر کر کے برآمدے
کے کنارے پر رکھے۔ وہ ایک بار پھر گھسٹ کر اوپر چڑھنا چاہتا تھا
کہ اچانک اُسے اپنی پشت پر لان کے پاس مچانک ٹھکنے کی آواز
سنائی دی۔ وہ یہ آواز سننے ہی سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔ لیکن
اس طرح اچانک پٹنے کی وجہ سے وہ یکجہت پہلو کے بل پختہ دھنکے
سے جا گریا۔ اور اس کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ اور اس چوٹ سے
ایک لمحے کے لئے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں
کھلی ہوئی تھیں۔

ڈک نے مچانک میں سے ایک کار تیزی سے اندر آتی ہوئی دیکھی
وہ کار یہی اسی کی طرف بڑھی آرہی تھی۔ اس کار کو دیکھتے ہی اس
کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جامد و ساکت ذہن اس
جھٹکے کی وجہ سے دوبارہ حرکت میں آگیا۔ وہ کار کو پہچان گیا مگر وہ
گارنر کی کار تھی۔

کار بالکل اس کے قریب آکر رکی اور دوسرے لمحے گارنر دروازہ
کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"بب۔ بب۔ ہاں آپ!۔ آپ اس طرح؟"
گارنر نے جھک کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔
"میرے جسم کا پچھلا حصہ بے کار ہو گیا ہے۔" ڈک نے اٹکتے
اٹکتے بچے میں کہا۔

"اوہ ہاں!۔ آپ کی حالت تو بہت خراب ہے۔"
گارنر نے گھبراتے ہوئے بچے میں کہا اور اس نے تیزی سے ڈک کے

ظاہر ہے کوٹھی میں اس وقت ڈاگ مین کا چیف اس ڈاگ اور جو لیا ہی
موجود ہوگی اور ڈاگ تو بھاگ کھولنے آئے گا نہ تھا۔ اس لئے لارنس
کے جانے کے بعد بھاگ کسی نے بند نہ کیا تھا۔ بلکہ ہوا کی وجہ سے وہ
آدھا بند ہو گیا ہوگا۔

چنانچہ وہ کار سے اترتا اور اس نے کار کا راستہ بند کرنے کے لئے
خود ہی بھاگ کے پٹ پڑی طرح کھول ڈالے۔ بھاگ کھول کر
وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کو تیزی سے کوٹھی میں لے آیا پورچ
میں کار روک کر عمران نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ اس کی
چھٹی جس بتا رہی تھی کہ کوٹھی خالی پڑی ہے۔ کوئی آدمی اس میں
موجود نہیں ہے۔

یہ اس کیس ہوتے ہی وہ حیرت سے اُدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ آخر
کوٹھی خالی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ کیا ڈاگ کو کوئی شک پڑ گیا ہے
حالانکہ نظام پر اس کا کوئی امکان نہ تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے
پر چڑھا اور اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اور کمرے میں داخل
ہوتے ہی عمران نہ صرف ششک گیا بلکہ اس خیال سے وہ ہنٹ
چلنے لگا کہ ڈاگ ایک بار پھر اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ کیونکہ
کمرے میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جس کے گرد رسیاں اس طرح
پڑی تھیں جیسے کسی بندھے ہوئے آدمی کو جلدی میں کھول کر رسیاں
نیچے پھینک دی گئی ہوں۔ مافی کہ وہ خالی تھا۔ اب اتنا تو عمران
سمجھتا تھا کہ اس کرسی پر جو لیا ہو یا نہ ہو گا۔ لیکن پھر یہ لوگ
کہاں گئے اور کیوں گئے۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی

عمران لارنس کے ایک آپ میں سفید کار چلا تا ہوا تیزی سے
ایگزیٹرینڈر کا کوئی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پچھلی سیٹ پر نعمانی
لیٹا ہوا تھا۔ اس نے مجرموں کے اڈے میں پہنچ کر بیہوش آدمی کا
رول ادا کرنا تھا۔ لیکن ظاہر ہے راستے میں اس کی ضرورت نہ تھی۔
اس لئے وہ ڈرے اطمینان سے سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔
ایگزیٹرینڈر کا کوئی میں داخل ہوتے ہی عمران نے مطلوبہ کوٹھی
کی تلاش شروع کر دی اور پھر جلد ہی اسے اپنی مطلوبہ کوٹھی نظر
آگئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس کا بھاگ آدھا کھلا ہوا
تھا۔ بیرونی ستون پر ڈاکٹر گھر کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران
نے کار بھاگ کے سامنے روکی اور پھر خود دروازہ کھول کر نیچے اتر
آیا۔ پہلے اسے مارن دیش کا خیال آیا تھا۔ لیکن پھر فوراً اسے یاد
آ گیا کہ لارنس نے بتایا تھا کہ وہ کوٹھی میں اکیلا رہتا ہے۔ اس لئے

جلدی عمارت کے باقی کمرے دیکھتے شروع کر دیئے۔ تمام کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کسی ذی روح کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ہر کمرے میں روشنی باتاقدہ ہو رہی تھی۔

عمران ہونٹ چباتا ہوا واپس برآمدہ سے میں آیا اور کار کی طرف بڑھ کر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ نعمانی بیہوش بنا چکی سیٹ پر بڑا ہوا تھا۔

”باہر آ جاؤ۔ اب اداکاری کی ضرورت نہیں رہی۔ ڈرائے کا پہلے ہی کوئلہ پین ہو چکا ہے۔“ عمران نے کہا اور نعمانی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور آٹھ بیٹھا۔

”کیا ہوا عمران صاحب! کیا کوئلہ پین“ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باہر آؤ۔“ وہ بولا کو یہاں سے نکال کر لے گیا ہے۔ اب پھر اس کو ڈھونڈنا پڑے گا۔“ عمران نے وہیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور نعمانی کاہر سے باہر آ گیا۔

عمران برآمدہ کمرے کے واپس اسی کمرے میں آیا جہاں وہ خالی کرسی اور رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ اب غور سے کمرے کی حالت دیکھ رہا تھا تاکہ کوئی کیو مل سکے۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

عمران صاحب! یہ فرار کیسے ہو گیا۔ اس کو کیسے شک پڑ گیا۔ نعمانی نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

حیرت ہے۔ اس قدر محتاط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ کوٹھی خالی ہونے کی وجہ سے اب اپنے اصل لیجے میں بول رہا تھا۔

عمران ایک لمحے تک دیکھتا رہا پھر واپس دروازے کی طرف مڑا جی تھا کہ اس نے چھت کے درمیان چلتے ہوئے بلب کو کیگھٹ تیز ہوتے دیکھا۔ اس وقت وہ دروازے کی چوکھٹ میں پہنچ چکا تھا۔ نعمانی اس کے ساتھ کمرے کے اندر تھا کہ کیگھٹ کوہ لیں ڈولا جیسے شدید زلزلہ آگیا ہوا اور عمران نے نعمانی کو بازو سے پکڑ کر چوکھٹ میں گھسیٹ لیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک اور کان چھاڑ دھاک ہوا اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کمرے سے باہر راہدار کی کی سانسے والی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی برطنت اندھیرا سا چھیل گیا۔ عمران اور نعمانی کو لیں غصوں ہوا جیسے پوری کوٹھی کی چھتیں کیگھٹ پھٹتی چلیں۔ ان کے جھون پر کسی باریک سی چیز کی جیسے رسات سی ہو گئی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ان دونوں کے جسم اس باریک سی چیز کے ڈھیر میں دب گئے۔ عمران کو اپنا سانس نہ لگتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے خود ہی سانس روک لیا۔ مگر سانس لینے کے دوران بے پناہ مقدار میں گرد اندر جا رہی تھی اور اسی گرد کی وجہ سے اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔ سانس روک لینے کی وجہ سے مزید گرد اندر جانے سے رک گئی تھی۔

بازگشت ختم ہوتے ہی عمران نے کیگھٹ جسم کو جھٹکا دیا تو وہ تیزی

بھال گیا ہے۔ اس لئے پوری چھت ہم پر نہیں گری۔ — عمران
 لے جیوہ بلبے میں کہا۔

فرش سے بھاگ گیا ہے۔ — اودہ! یہ نیا طریقہ ہے۔ روزہ کو
 بہت پر ہم چھٹکا جاتا ہے۔ — لغانی نے اپنے دونوں ہاتھوں
 سے اپنے کپڑے جھاڑنے جوتے کہا۔

اب! — یہ زیادہ قوی طریقہ ہے۔ — چھت کرنے سے تو
 آسانی ہو سکتا ہے۔ — لیکن اگر فرش ہی اڑ کر چھت سے
 ہٹ جائے تو اس فرش پر موجود آدمی کا رنج نکلنا ناممکن ہے۔ اگر
 ہم دونوں فرش پر موجود ہوتے تو اس وقت ہمارے جسموں کے ٹکڑے
 بھڑکی اور دوسرے کمروں کی چھتوں پر پڑے ہوتے۔ — عمران
 نے کہا اور چھت تیزی سے باہر برآمدت کی طرف بڑھنے لگا۔ لغانی
 بھی اس کے پیچھے لپکا۔ — برآمدہ کی چھت کا بھی گشتی جنگ سے
 طے کر رہا تھا۔ لیکن باقی چھت محفوظ تھی۔

عمران اور لغانی جیسے ہی برآمدہ میں پہنچے، اچانک دوسرے
 ایک شوائی چیخ مٹائی دی اور وہ دونوں تیزی طرح چونک پڑے۔
 چونچ گرائی میں دو توجہی چلی گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی عورت
 کسی اونچی جگہ سے نیچے گری ہو گئی ہوگی۔

اودہ! — یہ چیخ تو ہولناکی مچاتی ہے۔ — عمران نے تیز
 لہجے میں کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ پار کے لان میں آ گیا۔
 اور اس طرف کو دیکھنے لگا جدھر سے اس کا اندازہ تھا کہ چیخ کی آواز
 مٹائی دی تھی۔

سے اہل کھڑے ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے جسم سے ایک
 بجری پھسل کر نیچے گری۔ اب مکمل اندھیرے کی بجائے ملکی سی
 روشنی اور چھت سے دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے اپنے آپ
 کو آدھے جسم تک بجری کے ڈھیر میں وزن دیکھا۔ — لغانی اندھیری
 تھا۔ اسی لمحے قریب ہی بجری کے ڈھیر میں حرکت ہوئی تو عمران کو
 لغانی کا خیال آیا اور اس نے آدھ بڑھا کر جلدی سے ڈھیر پر چڑھ کر
 کیا۔ دوسرے لمحے لغانی بڑی طرح سر جھٹکنا ہوا ڈھیر میں سے نمودار
 ہوا۔ اور باہر آ کر اس نے جیسے ہی سانس لیا اس نے مسلسل جھینگیں
 مارنا شروع کر دیں۔ وہ کہہ جس میں ایک لمحہ پہلے عمران اور لغانی
 موجود تھے عجیب و غریب انداز میں تباہ ہو چکا تھا۔ اس کا وزن
 غائب تھا اور وہاں ایک گدا گدا نظر آ رہا تھا۔ اور چھت اور دیواروں
 کا اوپر والا حصہ غائب ہو چکا تھا۔ جب کہ گیلری میں وہ دونوں
 پڑے تھے۔ اس کی چھت سے باہر ایک بجری کا ڈھیر نیچے گرا تھا البتہ
 دیواریں اور چھت پر سرے کا جال صحیح سلامت تھا البتہ وہ جال
 کافی نیچے کی طرف جھکا آ رہا تھا۔ جیسے اس پر بے پناہ وزن پڑا ہو
 عمران صاحب! — یہ کیا ہوا ہے؟ — لغانی نے
 چھینکوں کا ٹکڑیل سلسلہ ختم ہونے پر تیزی طرح شول شول کرتے
 ہوئے کہا۔

کمرے کے فرش میں کوئی ہم موجود تھا۔ اسے بھاگایا گیا ہے اور
 فرش نے اڑ کر کمرے کی چھت غائب کر دی ہے۔ — اور شاید
 اس کا لمبہ اس گیلری کی چھت پر پڑا ہے۔ لیکن سرے کا جال اسے

اے! — یہ تو بچپن کی کوئی بات ہے دو منزل — اس کی تو پڑت ہے اس طرف — اور ساری پشت بند ہے۔ کوئی کھڑکی باہر اور انہیں ہے۔ پھر یہ چرخ کہاں سے آگئی ہے — عمران نے حیرت سے اوجھڑا دیکھتے ہوئے کہا۔
 ہو سکتا ہے کہ کھٹک کو بھی یہی انہی لوگوں کے پاس ہو۔
 ہاں! — یہ ہو سکتا ہے۔ آویسہ ساتھ — عمران نے چھانک کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔
 عمران صاحب! — یہ کار لے لیں۔ لغانی نے کہا۔
 نہیں! — یہ مجرموں کی کار ہے۔ اگر وہ دھن بھٹے آؤ اسے کہیں تو کار بھی اڑانی جا سکتی ہے۔ جلدی آؤ۔
 عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر چھانک سے باہر نکل آیا۔ لغانی اس کے پیچھے تھا۔
 وہ دونوں بھری میں دفن ہونے کی وجہ سے بھوت نظر آ رہے تھے لیکن اس وقت عمران کے کانوں میں جو لیا کی چرخ کی بازگشت ہی سنائی دے رہی تھی اس لئے وہ کسی کی پروا کئے بغیر بے تکان چھانک سے باہر نکل کر واپس طرف دوڑا ہوا تھا۔ سائیدر دوڑتے ہی آؤ کوٹلیوں کے بعد بھی عمران دوڑتا ہوا اس سائیدر کو فوراً پہنچا اور پھر وہاں سے بھاگنا ہوا وہ کافی دیر بعد پہنچ کر مڑک پر آیا جو اس کے انداز سے کے مطابق پہنچ کر کوئی کے سامنے کے مڑک کو جاتی تھی جیسے ہی عمران اس مڑک پر مڑا اس نے فوراً ایک سڑج رنگ

کار کو تیزی سے ایک کوٹلی کے چھانک میں مڑتے ہوئے دیکھا۔
 انا صاف صلہ ہونے کی باوجود عمران اس کار کو پہچان گیا۔ یہ وہی کار تھی جس میں سے ہنسل نما چپس نما ٹیکر کی دیکھ کر اور جو لیا اور دوسرے لڑائی کی کاروں میں پہنچ کر کئی مہینے۔ اور نا صلہ ہوا تھا کہ جس کو کوٹلی میں یہ کار مڑی ہے وہ کوٹلی پہلی والی کوٹلی کے بالکل عقب میں ہے۔
 ناظر اب اسے یقین ہو گیا کہ جو لیا کی چرخ اس عقبی کوٹلی سے ہی آئی ہوگی۔ اب تک وہ صرف امکان پر جا رہا تھا۔ لیکن اس سڑج رنگ کی کار کو پہچاننے کے بعد یہ امکان یقین میں بدل گیا تھا۔
 عمران کے دوڑنے کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ لغانی بھی اس کے پیچھے مسلسل دوڑ رہا تھا۔ کوٹلیوں میں آنے والے لوگ بڑی حیرت بھری نظروں سے انہیں اس طرح بے ساختہ انداز میں دوڑتا ہوا دیکھ رہے تھے۔
 عمران ابھی اس عقبی کوٹلی سے ایک کوٹلی دور تھا کہ وہی سڑج رنگ کی کار انتہائی تیز رفتار سے کوٹلی سے باہر نکل کر اور پھر اسی تیز رفتار سے مخالفت سمت مڑ گئی۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔
 اس لئے عمران کسی صورت بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی اس وقت اس کے پاس ایسا کوئی ہتھیار تھا کہ جس سے وہ اس کار کو روک سکتا۔ چنانچہ جب تک وہ عقبی کوٹلی کے گڑھ تک پہنچا کار کافی آگے جا چکی تھی۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار بائیں طرف مڑی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔
 عمران ایک طویل سانس لے کر کوٹلی کے کٹے چھانک میں مڑ گیا اور

آجائے گی۔۔۔ نغانی نے تیز لہجے میں کہا۔
 کوئی بات نہیں۔۔۔ آجکل پولیس کا بنیڈ شادیلوں پر برسے
 فخر سے بلایا جاتا ہے کہ دیکھو ہم پولیس کے سامنے دلہن لے جاتے
 ہیں۔۔۔ اب مقدمہ کہاں کی رائے ہوگا۔۔۔ عمران نے مٹیوں پر
 سے ٹوکر جواب دیا اور پھر بیٹھیاں چھوٹا ہوا اور چڑھ گیا۔
 یہ پورا ڈھیسٹ سے نغانی۔۔۔ جولیہ نے مسکراتے ہوئے کہا
 اور نغانی نے تخت پار نہیں دیا۔
 یہ تم لوگ یہاں کیسے پہنچے۔۔۔ اور تمہاری یہ حالت
 جولیہ نے ایک لمحہ تک سرخیزہ لہجے میں نغانی سے پوچھا اور نغانی
 نے جو کچھ اسے معلوم تھا تفصیل سے بتا کر شروع کر دیا۔
 اوہ!۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ دھماکا اس لئے تم لوگوں کو
 کرنے کے لئے کیا ہے تو میں اس کے ٹرانے سے پہلے ہی اس کی
 گولیوں سے چھلنی کر دیتی۔۔۔ بس میں اس پوچھ گچھ میں پڑ
 گئی تھی کہ یہ دھماکا اس نے کیوں کیا ہے۔۔۔ کیونکہ دھماکے کے
 بعد میں نے اس کے ملحق ہونے والا فاحشہ قہقہہ سن لیا تھا۔
 فاحشہ قہقہہ کس کا۔۔۔ وہ کون ہے جو تمہاری بجائے تمہارے
 سامنے فاحشہ قہقہہ مار سکتا ہے۔۔۔ اسی لئے عمران نے
 بیٹھیاں اتارتے ہوئے کہا۔
 یہ ڈک کی بات کر رہی ہیں۔۔۔ ڈک نے یہیں سے دھماکا
 کیا تھا۔۔۔ اور پھر اس نے یہی سمجھا کہ ہم اس کمرے میں ہی ختم
 ہو گئے ہیں اس لئے وہ فاحشہ قہقہہ لگا رہا۔۔۔ نغانی

کہاں!۔۔۔ میں نے چپک کر لیا ہے۔۔۔ اور زیر و بم چار جنگ
 میں موجود ہے۔۔۔ غلامیہ قسم کا انتظام ہے یہاں کا۔
 خیال اب تو یہاں سے نکل چکے ہیں۔۔۔ کیونکہ دھماکے والی کو
 پولیس پہنچ چکی ہے اور وہ لازماً یہاں پہنچ جائے گی۔
 ان کے تیز لہجے میں کہا اور دھماکا کی طرف بڑھ گیا۔
 باہر خاصے لوگ موجود ہیں۔۔۔ وہ حمالہ بچھا کریں گے۔ اور
 اسے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے۔۔۔ نغانی نے کہا۔
 سواری نہیں ہے تو مشین گن تو ہے۔۔۔ یہ ایسی سواری
 ہے جو آدمی کو ایک لمحے میں اس جہاں سے دوسرے جہاں پہنچا
 دیتی ہے۔۔۔ کیوں کیا خیال ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا کوئی
 اندازہ کر سکتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا اور نغانی اور جولیہ
 دونوں ہی ہلنس پڑے۔
 اب کیا پروگرام ہے۔۔۔ جولیہ نے دھماکا سے باہر
 نکلے ہوئے کہا۔ نغانی اس کے تھا اور اس نے مشین گن باہر موجود
 آویں کی طرف سیدھی کر کے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔
 دھماکا سب۔۔۔ درہ ایک ایک کو بھون ڈالوں گا۔
 نغانی کا لہجہ اتنا کراخت تھا کہ اگر اس کے ہاتھوں میں مشین گن نہ
 بھی ہوتی تب بھی لوگ دہشت زدہ ہو کر لازماً جھاک نکلے اور پھر
 یہاں کو سونے پر سہاگے والی بات سمجھتی۔ لہجہ بھی تھا اور مشین گن
 بھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں مجھ ڈر سی مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے

سڑک خالی ہو گئی۔
 تم نے بتایا نہیں کہ اب کیا پروگرام ہے۔ میں اس ڈر
 کی لوثیاں اپنے ہاتھوں سے لوثنا چاہتی ہوں۔ جولیا
 عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر انتہائی کراخت بہنے
 میں پوچھا۔
 منکر نہ کرو۔ میں تمہارا پیغام اس تک پہنچا دوں گا۔ فی الحال تو
 تمہیں ہسپتال پہنچنا ہے۔ جہاں آدھی سے زیادہ ٹیم پہلے
 ہی براجمان ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 وہ تینوں سڑک پر جانے کی بجائے سڑک کو اس کے تیزی سے
 سامنے والی پٹی سی گلی میں گھسن گئے تھے۔
 منیں! مجھے ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔
 جولیا نے ہنسنے میں کہا۔
 تو پھر میری بال بچیں۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
 بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ اب ڈک کو کہاں اور
 کیسے ڈھونڈو گے۔ جولیا نے دوڑتے ہوئے اس کا بازو پکڑ
 کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔
 ارے ارے میرا ڈک سا بازو۔ ارے کمال ہے۔ ابھی
 سے تمہاری گرفت اتنی سخت ہے تو بعد میں تو یہ۔ عمران
 نے جان بوجھ کر تھوڑا سا روکتے ہوئے کہا۔
 خوشٹ اپ ٹائنسن!۔ بروقت ایک ہی راگ۔ ایک
 ہی راگنی۔ پہلے اپنی شکل دیکھو جا کر آئینے میں۔ جولیا نے

نہاوردونوں کا خاتمہ یقینی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بعض اوقات قدرت مجھے کیسے اتفاقات پیدا کر دیتی ہے۔

برآمدے میں اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور پوری طرح بند نہ تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو وہ بغیر آواز پیدا کیے کھٹکا گیا۔ اس وقت وہ آدمی اپنے سامنے میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر پر کھڑا تھا۔ اس کی چوہ دروازے کی طرف سائیڈ تھی اس لئے دروازہ کھٹکا اس نے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ سری طرح چڑک کر دروازے کی طرف مڑا اور ساتھ ہی اس نے برقی زنگاری سے بگول سے بگول ہوئی مضمین گن بھی اٹار لی۔ لیکن عمران بڑے اطمینان سے دروازے میں کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ لارنس کے میک آپ میں تھا اور غلام سر سے لارنس ان لوگوں کا جی ساکتی تھا۔ دوسرے لمحے اس آدمی کی اکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری۔

”اوہ لارنس تم! تم یہاں کیسے آئے؟“ اس نوجوان نے مضمین گن نیچے کرتے ہوئے کہا۔

”جیف آپس کی کال وصول کر لی۔“ عمران نے لارنس کے لیے میں نے مضمین گن انعام میں کہا اور کمرے میں داخل ہو کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

”ہاں!۔“ اسی کال ختم ہوئی تھی۔ لیکن تہاوری یہ حالت تم تو مجھوت بنے ہوئے ہو۔ کیا ہوا؟“ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس ایک دشمن کے دوران یہ حالت ہو گئی ہے۔“ اس نے

آگے بڑھا۔ برآمدے کے ساتھ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ آواز اسی کمرے سے آتی تھی۔ عمران تیزی سے اس کھڑکی کے قریب پہنچا۔

”بہت بہتر کس!۔“ میں ان دونوں کو ہلاک کر کے آپ کے پاس پہنچ جاتا ہوں۔“ اب ایک واضح آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سا پردہ اٹھایا تو دوسرے لمحے وہ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پر دل تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اسے سامنے کرسیوں پر ٹانگیں اور خاور بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے زفر آگئے اور ایک لمبا ترنگا آدمی کھڑکی کی طرف پشت کے ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

”سی زنگ بھی پتہ کر لینا۔“ اگر پولیس وہاں ابھی تک نہیں پہنچی تو وہاں برآمدے سے میں ایک لڑکی بیہوش پڑی ہوئی ہوگی۔ اس کا بھی خاتمہ کر دینا۔“ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری اور عمران نے پردہ چھوڑا اور جلدی سے برآمدے پر چڑھ گیا۔ کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز اس نے پہچان لی تھی۔ یہ کوئی بھی ٹوک کا ہی آواز تھا اور اس نے اٹیکر اور خاور کو یہاں چھوڑا تھا۔ اور اب وہ ان کی طاقت کے احکامات سے رہا تھا۔ عمران دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عیشی مدد کا شکر ادا کر رہا تھا کہ بس اس نے اتفاقات ہی ایسے پیدا کیے کہ وہ یہاں بروقت پہنچ گیا اور اس کے کانوں میں آواز بھی پڑ گئی۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اوھر آتے ہی نہیں۔ یا پھر کمرے کے واپس نکل جاتا تو نایگر اور

تمہارے پاس پہنچنے کے احکامات دیئے تھے اور نشانی یہ بتائی تھی کہ میں کال کر رہا ہوں۔ وہاں موجود دو آدمیوں کو ہلاک کر کے تم دونوں اکٹھے ہی آجانا۔ عمران نے اس کے قرعہ سبب پہنچ کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

اور اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس کار نہ ہوگی۔ کوئی بات نہیں۔ میں اچھی جان دونوں کا خاتمہ کر دیتا ہوں اس کے بعد اکٹھے ہی چلیں گے۔ نوجوان نے کہا اور پھر ان کرسیوں کی طرف سر گیا۔ جن پر ٹائیگر اور خاور بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے تھے۔

سنو۔ پہلے میری بات سن لو۔ عمران نے اٹھ بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے۔؟ نوجوان کے ہچکے میں حیرت تھی۔ ان کے غمگین کے بعد جانا کہاں ہے۔ چھٹ باس کر رہا تھا کہ وہ بیت دور موجود ہے۔ کہیں وہ واپس تو نہیں چلا گیا۔ عمران نے کہا۔

اوسے نہیں۔ وہ تو گر دباؤ والے کنڈرٹ کے ساتھ سپلائی ڈیولپر تھری میں ہے۔ مجھے اس نے واپس بلایا ہے۔ نوجوان نے سر جھلٹے ہوئے کہا۔

سپلائی ڈیولپر تھری۔ یہ کونسی جگہ ہے۔ گر دباؤ کے کنڈرٹ کا تو مجھے علم ہے لیکن۔ عمران نے جہان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اوسے تمہیں سپلائی ڈیولپر تھری کا علم نہیں ہے۔ گر دباؤ کے کنڈرٹ میں بھی گتے ہوئے۔ نوجوان نے منٹے ہوئے کہا۔

ہاں۔ اسے کتنی یاد رہی ہوں۔ عمران نے کہا۔ کنڈرٹ کے شمالی طرف ایک پہاڑی ہے۔ ویران سی پہاڑی۔ اس پہاڑی کے اندر گہرے غاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ وہی سپلائی ڈیولپر تھری ہے۔ بہر حال تم میرے ساتھ جاؤ گے اس لئے تمہیں نکلنے کی ضرورت نہیں۔ نوجوان نے کہا اور دوبارہ کرسیوں کی طرف مڑا۔ اس نے ہاتھ میں کڑی ہوتی مشین گن سیچی کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ مشین گن کا رنج ٹائیگر اور خاور کی طرف ہوتا۔ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے نوجوان کی کینٹھی پر ایک زوردار پٹاخہ چھوڑا اور وہ چیخا ہوا اچھل کر ایک طرف فرار ہو گیا۔ جب کہ عمران نے دوسرے ہاتھ سے مشین گن حکام کی مچتی۔

تت۔ تت۔ تت۔ لائسنس یہ۔ نوجوان نے نیچے گر کر اچھٹنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ لائسنس بے چارہ تو کسی گمشدہ لائن جیسی قبر میں پڑا ہو گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن اس کی طرف سیدھی کر دی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا اور نعمانی اندر داخل ہوئے عمران نے صرف ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر اس نوجوان کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا۔

ہم اس لئے اندر گئے کہ آخر تمہیں اتنی دیر کیوں ہو گئی اور ہم نے

تمہاری گفتگو کھڑکی سے سن لی تھی۔ جولیانے کہا۔
 اچھا کیا۔ جولیانے تم ٹائیگر کو کھول کر کرسی سے ہٹا دیا۔
 نعمانی! تم اسے اسی کرسی سے باندھ دو۔ میں نہیں چاہتا
 کہ یہ بے چارہ خواہ مخواہ مارا جائے۔ صدی اس سے براہ راست
 ٹوکوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہاں! اگر اس نے کوئی غلط
 حرکت کی تو پھر بخیر ہے۔ عمران کے انتہائی سرد
 لہجے میں کہا۔
 چلو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ نعمانی نے فرش سے
 اٹھتے ہوئے نوجوان کے عقب میں پہنچ کر انتہائی کڑخت لہجے
 میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی منشی گن تھی اور پھر نوجوان غلامی
 سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جولیانے بڑی چہرے سے کام لیا تھا اس
 نے ٹائیگر کی بندشیں کھول کر اسے کرسی سے ہٹا کر نیچے فرش
 پر لٹا دیا۔
 چلو کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اگر اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو۔
 نعمانی کے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان خاموشی سے چلا ہوا کرسی
 پر بیٹھ گیا۔ اور جولیانے بڑی چہرے سے اٹھ کر اس
 کے جسم کو کرسی سے باندھ دیا۔
 نعمانی! تم اب ٹائیگر اور غلام کو ہوش میں لے آؤ۔ اس
 دوران میں اس سے دو باتیں کر لوں۔ پھر تم چل پڑیں گے۔
 عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرسی پر بندھے ہوئے
 نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔

تمہارا نام کیا ہے مشر۔ تاکہ میں اپنی ڈائری میں لکھ لوں کہ
 میں نے ڈاک مین کے فلاں آدمی پر احسان کیا ہے۔ ہو سکتا
 ہے کہ کبھی پھر تم سے ملاقات ہو تو تمہیں یہ احسان تو جاسکوں۔
 عمران نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔
 میرا نام جیکب ہے۔ نوجوان نے آہستہ سے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔
 اچھا تو جناب جیکب صاحب! اب یہ بھی بتا دو کہ
 ڈاک مین تنظیم میں تمہاری اہمیت کیا ہے۔ ٹیگڈ چوٹ ہاں
 تھیں بلار! اسے۔ اور تمہارے پاس کار بھی موجود ہے۔
 جب کہ بے چارے لارنس کے پاس تو گھڑی نہ تھا۔ عمران
 نے کہا۔
 میں ہاں بیٹی کا نمبر ٹو ہوں۔ ہاں بیٹی کی لاکشس علی
 ہے۔ ہاں بیٹی ڈاک مین تنظیم کے ایک شعبے کا انچارج تھا
 اور اس کی موت کے بعد اب اس شعبے کا انچارج میں ہوں۔
 جیکب نے جواب دیا۔
 یعنی وہ غیر ملکی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ذریعے
 منشیات سمگلنگ کرنے والے شعبے کی بات کر رہے ہوں؟
 عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔
 تھوڑے۔ تمہیں اس کے متعلق کیسے معلوم ہوا۔ یہ
 تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔ نوجوان نے پہلی بار نہ صرف بڑی طرح
 چمکتے ہوئے کہا بلکہ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات بھی ابھر

عمران نے کھینچتے ہوئے ہونے کہا۔
 وہاں پہنچ کر میں نے سین باہر کار کی جیڈ لائٹس جلا لی تھیں
 پھر وہاں سپلائی ڈپو نمبر تھری کے انڈر جگہ کی آوی میرے
 پاس پہنچتا۔ میں اس آوی کو اپنا کوڈ نمبر بتانا۔ میرا کوڈ نمبر
 تھری تھری ہے۔ اور پھر مجھے اندر جانے کی اجازت مل
 جاتی۔ نو جوان کے کہا۔

اور کہ! فی الحال تو تم اپنا کوڈ نمبر فیشوں کو بتاؤ۔
 عمران نے مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑتے ہوئے کہا اور
 پھر اس سے پہلے کہ نو جوان کچھ سمجھتا، عمران نے پوری قوت
 سے اس نو جوان کے سر پر مشین گن کا بٹ مارا۔
 نو جوان کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا سر درمیان
 سے ٹوٹ گیا اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ وہ کرسی پر ہی ڈھیل
 پڑ گیا۔ وہ ایک ہی جھر پور ضرب سے ختم ہو چکا تھا۔
 تھت۔ تم نے ایک بندھے ہوئے آدمی کو مارا ہے۔

جولانے حیرت بھرے کلمے میں کہا۔
 جب کوئی نیا آدمی کسی پرانے آدمی کی جگہ لیتا ہے۔ تو
 پرانے آدمی کو مزاحیہ بڑا ہے۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا
 ہے کہ وہ بندھا ہوا تھا۔ یا کھلا ہوا۔ عمران نے منہ
 بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے تیزی سے پہلے
 اس نو جوان کی رسیاں کھولیں اور پھر تیزی سے اس کا لباس
 اٹارنا شروع کر دیا۔ وہ سر سے پہنے والے خون کو لباس تک پہنچنے

آتے تھے۔
 تمہارے سارے ٹاپ سیکرٹ تمہارے چیف ہاس نے پہلے
 ہی ہمیں بتا دیئے ہیں۔ اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں
 ہے۔ عمران نے جواب دیا۔
 لیکن تم ہو کون۔ تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا۔
 جیکب نے کہا۔

اس کے متعلق بعد میں بات کریں گے۔ فی الحال تو تم
 میرے سوالوں کا جواب دو۔ اور سنو!۔ یہ تمہارا اسمتھان
 لے رہا ہوں اس لئے کہ اگر تم نے سچ بولا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ
 کر چلا جاؤں گا۔ کم از کم اپنے ضمیر کو مطمئن کروں گا کہ میں
 نے ایک سچے آدمی کو زندہ چھوڑا ہے۔ لیکن اگر تم نے
 جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو پھر میرا فیصلہ بدل جائے گا۔
 جھوٹے آدمی سے تو مجھے ازلی دشمنی ہے۔ باقی جیسا میں نے
 تمہیں پہلے بتایا ہے کہ تمہارا چیف ہاس پہلے ہی ہمیں سب
 کچھ بتا چکا ہے۔ مگر وہاں کے کنڈکٹات۔ وہاں موجود
 تمام مشینیں۔ مصنوعی گروہ پیداکرنا وغیرہ وغیرہ۔ عمران
 نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

تھت۔ تھت۔ تم تو واقعی بہت کچھ جانتے ہو۔
 نو جوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔
 یہ بتاؤ کہ جب تم سپلائی ڈپو نمبر تھری میں پہنچو گے تو تمہیں
 اندر جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا۔ سوچ کر جواب دینا۔

سے پہلے ہی اس کا لباس اتار لینا چاہتا تھا۔
 "تو تم اب اس نوجوان جیکب کے میک آپ میں وہاں جاؤ گے۔
 جو لیلے کے کہا۔"

ہاں! تاکہ اس عورت مار کا خاکہ کر ہی دوں۔ — ورنہ
 وہ بچانے اور کتنی عورتوں کو مار ڈالے گا۔ — اور اس طرح کہنے ہی
 میری طرح کنوارے ہی رہ جائیں گے۔ — عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر نعلانی ہنسنے لگا جب کہ جو لیلے
 بڑا سا متہ بنایا۔

ٹھک آرام کرسی پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کے سامنے ایک بڑی میز تھی۔ جس کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی
 پر ایک نوجوان موڈ بانڈ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔
 "میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب یہاں کی صورت حال
 اس قدر عجیب ہو چکی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی
 نیا اور واضح لائحہ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔ — ڈک
 نے کرسی پر بیٹھ ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "باس! ابھی آپ پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئے۔ اس
 لئے میرے خیال میں اگر آپ دو چار روز مکمل آرام کریں تو زیادہ بہتر
 ہے۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ — کرسی
 پر بیٹھ ہوئے نوجوان نے موڈ بانڈ سے کہا۔
 "مؤمن گارز! — میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ صرف کمر میں

ہوتے کہا۔
 ہلکا سا دروہ ہے اور بس۔۔۔ ویسے میں نے اب تک تم سے پہنچا۔
 پوچھا کہ تم سی۔ ٹو میں پہنچے کیسے؟۔۔۔ ڈاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ہوتے پوچھا۔
 "باس ا۔۔۔ میں ایگزیکٹو کالونی میں لائنس سے ملنے آ رہا تھا کہ اس۔۔۔ وہ شاید علیہ میں دب گئے تھے اس لئے ان کی شکل و صورت
 وہاں میں نے کوٹھی کو تباہ ہوتے دیکھا۔ لوگ وہاں اکٹھے نہ جاسکتی تھی۔۔۔ گارنر نے جواب دیا۔
 میں نے ایک آدمی سے صورت حال کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا۔۔۔ ایک۔ ایک۔ ایک کہہ رہے ہو۔۔۔ دو آدمی زندہ مٹا
 کر اچانک کوٹھی کے اندر دھماکہ ہوا ہے اور اس کے ایک کمرے کی چھت گرنے لگی۔
 کی چھت غائب ہو گئی ہے۔ جس پر میں سمجھ گیا کہ آپ نے۔۔۔ اس وقت تو مجھے یاد تھا کہ آپ سے ڈاک
 سی ٹو سے زیرو بم فائر کیا ہو گا کیونکہ مجھے اس سسٹم کا علم تھا۔ (روں گا۔۔۔ لیکن پھر سی۔ ٹو میں آپ کی حالت دیکھ کر یہ بات
 لیکن ایسا کیوں ہوا۔۔۔ اس بات کے حق میں سی۔ ٹو پہنچا تو میرے ذہن سے نکل گئی۔ اور اب آپ کے کہنے پر مجھے یاد آیا
 وہاں آپ کو اس حالت میں دیکھا اور آپ کو وہاں سے لے آیا ہے۔۔۔ گارنر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا اس کا
 پھر آپ نے خود ہی ادھر لے آئے کا کہا اور میں یہاں آ گیا۔۔۔ انذار ایل سٹا جیسے اس نے بروقت یہ بات نہ بتا کر کوئی بہت
 گارنر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 اوس کے۔۔۔ بہر حال تم تحریک وقت پر پہنچ گئے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کا ساتھی زیرو بم
 شائد میری کمزوری کی تکلیف زیادہ بردہ جاتی۔ لیکن میں اسے شک سے ہلاک نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ زندہ نکل گئے۔۔۔ ادو اب یہ تو بہت
 ہوں۔۔۔ میں نے عجیب کوٹھال کر دیا ہے کہ وہ اپنے پاس براہوا۔ یہ عمران تو واقعی انسان کی بجائے کوئی جھوٹ ہے۔
 موجود دو افراد کا خاتمہ کر کے سی۔ ٹو میں اس لڑکی کا سبھی خاتمہ اب مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ عمران کو ختم کرنا بہت مشکل ہے۔
 کر کے یہاں آجائے۔ عمران اور اس کے ساتھی کا خاتمہ کرنے کے لئے بے اختیار ہاتھوں سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
 تو زیرو بم سے سو رہی چکا ہے۔ اس طرح میرے خیال میں۔۔۔ باب۔۔۔ اس کا مجھے علم کریں۔۔۔ میں اس کا خاتمہ کر
 یہاں کی سلیکٹ سروس کا تقریباً خاتمہ کر دیا ہے اور شائد اب۔۔۔ گارنر کے لئے کوئی کا خاتمہ پیشی سہلے سے بھی زیادہ
 اس کا پاس ہی باقی رہ گیا ہو گا۔۔۔ ڈاک نے سر ہلاتے

بچہ بعد دیگرے اندر آئے۔

”میں ہاں“ — ان دونوں نے موڈ بانہ بچے میں کہا۔

”یہاں فیضو؟“ — ٹوک نے مین کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کرسیوں پر موڈ بانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

”سنا ہے یہاں پاکوٹیا میں جہاڑ نام سیٹ آپ بڑی طرح اب سیٹ ہو گیا ہے۔“ — تقریباً تمام اڑے سامنے آگئے ہیں۔
 ”یہاں ٹھکانا سیٹ بھی بند ہو گیا ہے۔“ — کھنڈرات میں کام کرنے والی مشینری بھی بیک ہو کر بند پڑی ہے۔
 ”پاکوٹیا سیٹ روس کسی بھوت کی طرح مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔“ — خاص طور پر وہ علی عمران۔
 ”باد جو اتنا تہائی کوٹشٹوں کے اس کا نام نہ

انہیں کیا جاسکا۔“ — ایسی صورت حال میں اب یہاں مزید کام لانا تقریباً ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔
 ”ہمارے چیدہ چیدہ اڈی لے جا چکے ہیں۔“ — اور اگر یہ صورت حال کچھ روز اور مسلسل رہی تو ہو سکتا ہے کہ فوج سمیت تمام ڈاک من تنظیم ہی ختم ہو جائے۔

ان لڑے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم یہاں سے فوری طور پر تمام کام ختم کر کے واپس اپنے مین بریڈ کو واپس چلے جائیں۔ کم از کم مال دو سال گزارنے کے بعد جب یہاں معاملات جھلا دیئے جائیں گے تو پھر ہم دوبارہ یہاں واپس آسکتے ہیں۔
 ”تم دونوں کا کیا خیال ہے؟“ — ٹوک نے بچے بچے میں کہا۔

”ہاں آ۔“ — آپ حالات کو بہتر سمجھتے ہیں۔
 ”نیکس یہاں

آسان ہے؟“ — گارنر نے کہا۔

”اوہ! تم نہیں جانتے گارنر! — تم نہیں جانتے۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن تم دیکھو کہ اب تک کیا ہوا ہے۔ ہم سے ایک آدمی نہیں مارا جاسکا۔ جب کہ ٹوک مین کے کھٹے ایم آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کس قدر افسوس ختم ہوئے ہیں۔ کھنڈرات سے مشینری بھی فوری بیک کر کے یہاں منتقل کرنی پڑی ہے۔ یہ سب کچھ ایک آدمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔“ — جیکب جیسے ہی پہنچے۔
 ”مجھے اطلاع کرنا۔ لیکن اسے میری اجازت کے بغیر یہاں نہ لے آنا۔“ — میں اس دوران سوچ کر اس بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں؟ — ٹوک نے ہونٹ چلنے ہوئے کہا۔

”میں سر۔“ — گارنر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ٹوک کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ ٹوک نے کرسی کی پشت سے سر ہٹا کر آنکھیں بند کر لیں، اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد ٹوک نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور پھر لمبے بڑھا کر مین کے کمرے پر موجود ایک مین پر لپک کر دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
 ”ٹاسک اور کتنی دونوں کو فوراً یہاں بھیج دو۔“ — ٹوک نے تیز لہجے میں کہا اور نوجوان سر جھکا کر سلام کرتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ٹاسک اور کیتھی

ہمارے قدم انتہائی مضبوطی سے جمے ہوئے تھے اور پوری دنیا میں
جاری پروٹکٹ اور ہمارے طریقہ کار نے نہ صرف تھکنہ مچا دیا تھا بلکہ
ڈاک مین تنظیم انتہائی عروج پر پہنچی تھی۔ اب یہاں سے اس
طرح چلے جانے کے بعد ہمیں بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔
ہم اس کے جواب دینا نہ کر سکیں گے۔ لیکن اگر یہاں رہ کر تنظیم ہی ختم ہو جائے تو
نے ہرگز کھائے ہوئے کہا۔

باس! — ایسا نہیں ہو سکا کہ ہم تمام کارروائیاں بند کر دیں اور خود مکمل طور پر کمیونٹاریز ہو کر صورت حال کا جائزہ لیتے رہیں اور اگر ہو سکے تو ایک سیکشن بالکل علیحدہ کر کے اس کا نیا نام رکھ کر اس کے فتنے صرف اتنا کام ہو کہ وہ سیکرٹریس سے مل کر اس اور اس کا خاتمہ کرے۔ جب یہ سیکشن اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور حالات بھی معمول پر آجائیں تو ہم نے سرے سے کام شروع کر دیں۔ کیونکہ تمام سیٹ آپ پیک کر کے واپس جانے سے ہماری تنظیم کی بنیاد اکھڑ جائے گی اور پھر اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ جب کہ یہاں رہ کر اگر ہم سپلائی نہ دیں تو صرف اتنا ہوگا کہ سپلائی رک گئی ہے۔ لیکن تنظیم کی بنیاد تو نہ اکھڑے گی کیونکہ یہاں سے نہ آئے۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس لیے وہ اس کے فوراً ہی کہنی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔
تمہاری انجمن کو کسی حد تک درست ہے۔ لیکن اگر وہ سچا

میا ب نہ ہو سکا تو — ٹوک شاید ذہنی طور پر چسپاں ڈال چکا تھا
آپ قطعاً نے فکری میں باس! — سببیں کیسٹن آپ یہ
کے کریں۔ پھر وہ بھیجیں کہ میں ان لوگوں کا خاکہ کیسے کرتا ہوں۔
میں میں آئے سے پہلے تو میرا حوصلہ ہی نہیں تھا۔ — کیسٹن
جواب دیتے ہوئے کہا۔
خفیف ہے۔ اگر تم یہ کام کر دکھاؤ تو مجھے بے حد مسرت
وگی۔ اور سنو! — اگر تم کامیاب ہو گئے تو میرا وعدہ ہے کہ
میں ڈاک میں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل کر لیا جائے گا۔
میں نے کہا اور کسی کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ اٹھا۔ یہ بہت
جی آفر تھی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل ہونے کا مطلب تھا کہ
ڈاک میں کے منافع میں حصہ دار بن جائے گا اور یہ وہ جانتا تھا کہ
گل میں کا منافع اربوں میں ہے۔
فکر یہ باس! — میں اپنی جان لڑاؤں گا۔ — کیسٹن نے
مسرت پھر بے لکھ میں کہا۔

[illegible]

آپ قطعاً بے فکر رہیں باس! — آپ دیکھیں گے کہ میں کس کیلئے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔
 طرح تیزی سے کھم کرتا ہوں۔ مجھے اس سادے فن کو مکمل کرنے میں نے وہاں جمع شدہ لوگوں سے سرسری سی پوچھ گچھ کی تو پتہ
 میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفت لگے گا۔ کیونٹی نے بڑے ہاتھ بٹاکر وہاں چند افراد نے نازنگ کی ہے اس لئے پولیس وہاں آئی
 لیجے میں کہا۔

اسی لمحے مینر پر بڑے ہونے نیلفون کی گھنٹی بجی اٹھی اور ڈک نے
 ہاتھ رچا کر ریور اٹھایا۔

تیس ڈک پیکیٹ — ڈک نے کھشت لیجے میں کہا۔
 باس! — گارنر بول رہا ہوں۔ جیکب آگیا ہے باس!
 اس نے کو ڈورست بتایا ہے۔ اور باس! اس کا میک آپ کا
 چیک کر لیا گیا ہے۔ وہ آگے ہے۔ گارنر نے کہا۔
 مجھ سے بات کراؤ۔ ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے
 کے بعد کہا۔

جیکب بول رہا ہوں باس! — دوسرے لمحے ریور پر جیکب کی
 آواز ابھری۔

کیا کیا ہے تم نے۔ ڈک نے کھشت لیجے میں پوچھا۔
 باس! — آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو غولی مار

کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں
 سی ڈک کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر نہ

جاسکا اور واپس چلا آیا۔ جیکب نے دوبارہ لیجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

سی۔ ٹو میں پولیس۔ لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی؟

ٹاسک! — تمہارے پاس تمام ممبرز کی آوازوں کا ماسٹر ٹیپ موجود
 ہے۔ اس پر جا کر جیکب کی آواز کو چیک کرو۔ فوراً اور جلدی۔

اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ ڈک نے مائیکرو ٹیپ ٹاسک کی
 طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کیا آپ کو جیکب پر شک ہے۔ ٹاسک نے ٹیپ
 لیجے ہوئے حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

مجھے اب اپنے آپ پر بھی شک گذر رہا ہے۔ اس لئے
 میں ہر طرح سے مشاطہ رہنا چاہتا ہوں۔ جلدی کرو۔ ڈک

نے تیزی سے کہا اور ٹاسک نے ٹیپ لے کر تیزی سے کمرے سے

بابر نکل گیا۔

یہ جبکہ ہر طرح سے محفوظ ہے یا اس میں کوئی کمی ہے۔
 ٹامسک کے جلنے کے بعد ڈک نے کہیں سے پوچھا۔
 باس! اسے مکمل طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔
 پر پوری فوج بھی حملہ کر دے تو ہمارا کچھ نہیں بچا رہ سکتی۔
 میں نے گرداب پیدا کرنے والی مشین بھی نصب کر دی ہے اور اس سے آٹا گرنایاں جو تے لیکن پھر جلد ہی غائب ہو گئے۔
 کی رینج انتہائی وسیع ہے۔ اب ہم پہاڑی کے چاروں طرف تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے تک انتہائی طاقتور گرداب پیدا کر سکتے ہیں۔
 کیسے جواب دیا۔
 ویرگی گڈ۔ لیکن یہ مشین تو پھر چوٹی پر لگانی پڑی ہوگی۔
 ڈک نے کہا۔
 بیس باس! پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک بھیجنا پڑی چٹان ہے جو تین اطراف سے بالکل بند ہے۔
 اس نے مشینوں والے فٹ کی ہے تاکہ رینج بڑھ سکے۔
 کنڈرنگ مشین میں آپریشن روم میں ہے۔
 لیجے میں جواب دیا اور ڈک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
 اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹامسک آدھی اور طوفان کی طرح اندر آیا۔
 اس نے ہاتھ میں ایک کپڑا لٹا کر مشین اٹھائی ہوتی تھی اور اس کے چہرے پر شدید جوش کے آثار نمایاں تھے۔
 کیا ہوا۔ ڈک نے اس کا چہرہ اور انداز دیکھتے ہوئے بڑی طرح چونکا کر پوچھا۔
 کیسے بھی چونکا کر اسے دیکھتے لگا۔

میں کہا۔

”مختبر و ا۔۔۔ یہ یقیناً ایک نہیں آیا ہوگا۔ اس نے یقیناً جیکب سے پوری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ کوڑ وغیرہ درست بتا کر اندر آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔“ کینیڈا تم فرما کر لوٹا جسکے مشین میں جا رہا اور باہر عمارتوں کی طرف نگراں کر رہا۔ کوئی بھی آدمی نظر نہ کرتے۔ اسے گولی مار دو۔ ورنہ گروہ کے ذریعے ہٹا کر دو۔ اور ٹاسک ۱۔۔۔ تم اندرونی تمام افراد کو چمکا کر دو۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں میں اسے زندہ تیار میں کرنا ہوگا۔ پھر اس کے ذریعے باقی افراد کو بھی ڈر سیس کیا جاسکتا ہے۔“ ڈک نے تیز سمجھ میں کہا اور جلدی سے کمر کی دروازہ کھولی کہ اس میں سے ریلو اور نیگا لاد اور جیب میں ڈال کر وہ اس طرح تیز تیز قدم اٹھا آہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اس کی کمر میں کبھی کوئی سنگین ہتھیار ہی نہ ہو۔

عمار نے ریسور گارڈز کی طرف بڑھایا اور خود اطمینان سے بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی تیز نظریں پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ اس وقت جیکب کے میک آپ میں تھا جو کمرے کے اندازہ تھا کہ سپلائی ڈیپو نمبر پتھری میں میک آپ چمک مشین موجود ہوگی اس لئے اس نے خاص طور پر ایسا میک آپ کیا تھا کہ جو مشین سے چمک نہ ہو سکے۔

جیکب کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ ٹائیگر۔ نعمانی۔ جولیا اور عمار کو ساتھ لے کر جیکب کی کار میں ہی وائش منزل پہنچا تھا اور پھر وائش منزل کے گیسٹ روم میں بیٹھ کر سب کے سامنے اس نے ایکسٹو کو اب تک کی مکمل رپورٹ دی اور پھر ایکسٹو کے مشورے سے اس نے جیکب کے میک آپ میں ان کے اہم ترین اوٹے میں داخلے کا ہدوگر اہم بنایا تھا۔ اس نے بات چیت کے دوران ہی خصوصی کوڑ میں

ہے ڈاک مین کا کوئی آدمی نکل کر فرار ہوئے لگے تو اسے کوڑ کر لیا ہے
گاز نے ڈک سے بات کر کے ریسو کر ٹیڈی پر رکھا ہی تھا کہ
مران بول پڑا۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ چیٹ ہاں براہ راست مجھ
سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ — مران نے جیکب کے بچے میں
گاز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں موجودہ صورت حال کی وجہ سے بے حد پریشان ہے۔
ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہو۔ — گاز نے
جواب دیا۔

انہی پریشانی کی تو میرے خیال میں کوئی بات نہیں ہے۔ ہاں
یہاں انتہائی محفوظ ہے۔ اور پھر یہاں کا خیال بھی کسی کو نہیں
آ سکتا۔ قیدی سرکچے ہیں۔ — مران نے کہا۔

یہ جگہ تو محفوظ ہے۔ یہاں تو اگر پوری فوج بھی آجائے تو اندر
داخل نہیں ہو سکتی۔ — گاز واد مشین کیسی نے پہاڑی کی چوٹی پر فٹ
کر کے اس کی رینگ بہت بڑھا دی ہے۔ اس طرح یہ جگہ تو
بالکل ہی محفوظ ہو گئی ہے۔ لیکن یہاں چھپ کر بیٹھے رہنے
سے تو کام نہیں ہو سکتا۔ — گاز نے کہا۔

پہاڑی کی چوٹی پر۔ — پھر تو وہاں ہر وقت آدمی رکھنے پڑتے
ہوں گے۔ — مران نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے
بہت بات تھی۔

آدمیوں کی کیا ضرورت ہے۔ — مشین اور پر ہے وہ ایک چھتے والے

جیکب زبرد کو اپنا آئیڈیا دے دیا تھا۔ اس لئے جیکب زبرد نے اسے
وہی احکامات دیئے تھے جو کہ عمران چاہتا تھا۔

عمران نے اپنے آپ پر جیکب کا خصوصی میک آپ کر کے
بعد خود جو لیا۔ ٹائیگر۔ خاور اور لٹھانی کا میک آپ کیا اور انہیں اس
مشن کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ اس کے پلان کے مطابق خاور

اور جو لیا پہاڑی کے مغربی طرف سے اور ٹائیگر وائیں طرف اور لٹھانی
نے بائیں طرف موجود رہنا تھا۔ سب کے پاس خود کار اسلحہ اور خصوصی
بم موجود تھے۔ واپس ٹائیگر پر مزید ہدایات ملنی تھیں۔ عمران نے

انہیں ہدایات دے کر پہلے بھیج دیا تھا اور خود وہ بعد میں جیکب کی
کار میں ہی گھنڈرات کی طرف آیا تھا۔ یہاں وہ آسانی سے اڈے
کے اندر پہنچ گیا تھا اور ڈک سے اس کی بات چیت ہو گئی تھی۔

ڈک کو اس پر شک نہ ہوا تھا۔ بلکہ اب ڈک خود اس سے ملنے آ رہا
تھا۔ اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی مفید بات تھی۔ اس نے
ڈک سے بات چیت کے بعد بھی پلان بنایا تھا کہ وہ اس گاز نے کا خانہ

کر کے ڈک کو قابو میں کرے گا اور اس کے بعد وہ ڈک کی مدد سے
پورے اڈے پر قبضہ کرے گا۔ آتے وقت اس نے جیکب زبرد کو بھی
تفصیلی ہدایات دے دی تھیں اور جیکب زبرد نے اس کی ہدایات

کے مطابق خوراک کے گاؤں سے بات کر کے ایک خصوصی چھاپہ مار
دست تیار رکھا تھا۔ جو عمران کا کاشن ملنے ہی تیز رفتار پہیلی کاشیوں
کی مدد سے اس پہاڑی پر اترتا اور پھر اڈے پر قابض ہو جاتا۔
سیکرت سروں کے مبروں کے نوٹے یہ کام تھا کہ اگر پہاڑی کی کسی سائیڈ

اور غلام بہتے عمران نے اس کی پیروی کرنی تھی اس لئے وہ بھی کھڑا ہو گیا
بچھڑ جاؤ۔۔۔ ٹوک نے استنبائی اطمینان جہرے لہجے میں کہا اور
گھڑا اور عمران دونوں مہوٹے گئے۔ جب کہ ٹوک ان کی سائیڈ پر کھڑا
ہو گیا۔ اور ٹوک کے ساتھ آنے والا آدمی جس کے ہاتھ میں ریو اور ہتھکڑیاں
دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

گھڑا۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ میں نے جب سے خاص باتیں کرنی ہیں؟
ٹوک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد گھڑا سے مخاطب ہو کر کہا اور
گھڑا۔۔۔ میں ہاں۔۔۔ کہتا ہوں اٹھ کھڑا ہو گیا۔

تم آپریشن روم میں ٹاسک سے جا کر ملو۔۔۔ وہ تمہیں مزید ہدایات
دے گا۔۔۔ ٹوک نے کہا اور گھڑا سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف
بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔

ہاں تو جیکب!۔۔۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے قیدیوں کو کس طرح
ہلاک کیا۔۔۔ ٹوک نے ہنرٹ چپکے ہوئے کہا۔

میں نے انہیں گولی مار دی تھی۔۔۔ عمران نے کہا۔

جیکب کا کیا حشر ہوا۔۔۔ ۹ اپنا ٹک ٹوک نے کہا اور عمران
اس کی مات سنسن کر بے اختیار چونک پڑا۔

پورے نکلنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اصل جیکب
نہیں ہو۔۔۔ میں نے تمہاری آواز ماسٹر ٹیپ سے چیک کر لی ہے

اور حرکت بھی نہ کرنا۔۔۔ ورنہ گولی تمہاری کھوڑی میں سوراخ کرنے
گی۔۔۔ ٹوک نے جہرے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس

کے ہاتھ میں ریو اور ہتھکڑیاں لگا۔

چٹان کی صورت میں ہے۔۔۔ لیکن کنٹرولنگ مشین تو اندر آپریشن روم
میں ہے۔۔۔ گھڑا نے جواب دیا اور عمران نے اطمینان جہرے
انداز میں سر ہلاتا ہوا۔

تو جہرے پریشانی کیا ہے۔۔۔ عمران نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔
تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔۔۔ یہ کوئی لیول کی باتیں ہیں۔

ڈاگ مین نے پیچھے معافی سیکرٹ سرکس پر پڑی ہوئی ہے۔ اور یہ
لوگ استنبائی عیار ہیں۔۔۔ دراصل ہاں نے خود ہی ڈھیل دی ہے
ورنہ انہیں سرنگ پر ہی آسانی سے ختم کیا جاسکتا تھا۔۔۔ گھڑا

نے کہا۔۔۔ ٹوک پر۔۔۔ وہ کیسے؟۔۔۔ عمران نے بھنبوں اچکاتے ہوئے
پر جھا اور جواب میں گھڑا نے اسے تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح سیکرٹ

سروس کی کارروائی میں اس نے بیہوش کرنے والے کیسپول ڈالے اور
عمران سمجھ گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے وہ واردات کی تھی اور پھر

لازرا یہ وہی آدمی ہے جو دھماکے کے بعد تیشی کو مٹی میں سے ٹوک کو
امٹا کر لایا تھا۔

مجھے معلوم ہوا تھا کہ ہاں کو چرٹ لگ گئی ہے۔۔۔ عمران
نے کہا۔

ہاں!۔۔۔ لگ گئی تھی۔۔۔ لیکن میں بروقت پہنچ گیا اور اب
ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ گھڑا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے

کہ عمران کچھ کہتا، دروازہ کھلا اور ٹوک ایک اور آدمی کے ساتھ
اندروا داخل ہوا۔۔۔ ٹوک کے اندر داخل ہوتے ہی گھڑا نے احتیاطاً کھڑا ہو گیا

Scanned By Waqar Azeem Pakistanipoint

ڈکی نے مٹھنے سے بچنے میں کہا۔
 اچھا تو پھر تم کی کیا بات ہے۔ گولی مارنی ہے تو مار دو۔ عمران
 نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

اگر میں تمہیں گولی مانا چاہتا تو اندر داخل ہوتے ہی مار دیتا۔ تم
 سے میں سیکرٹ سروس کے سربراہ کارٹر کے متعلق معلومات چاہتا ہوں تاکہ
 میں تمہارے لئے اس عذاب کا خاتمہ کر دوں۔ اور یہ معلومات
 نہیں ہر قیمت پر بتانی پڑیں گی۔ تم کو تمہارے عزیز بھائی میں کہا۔

ضرر بتاؤں گا۔ مجھے سیکرٹ سروس سے زیادہ دلچسپی نہیں
 ہے۔ میں تو فوری لائسنس آؤں ہوں۔ لیکن تمہیں اس کے لئے
 رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ عمران نے بڑے مطمئن بھائی میں کہا
 اور اس کے منہ پر رکھا ہوا ہاتھ آہستہ سے واپس ہٹا لیا۔

بھواس مت کرو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ تفصیل بتاؤ۔
 ڈکی نے جھجھکے ہوئے بھائی میں کہا۔

اچھا تو میں بھواس کر رہا ہوں۔ تو پھر سنجیدہ بات ہو ہی جائے
 ازراہ بہتر ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 نے ٹیگنٹ کرسی پر بیٹھ بیٹھے اور یہ کو چھلانگ لگائی۔ اسی لمحے
 ایک وقت دو غائب ہوئے۔ ایک ڈکی کے ریلوے سے اور دوسرا
 دروازے کے پاس کھڑے آدمی کے ریلوے سے۔ لیکن عمران
 کے جسم سے ایک عجیب گولی نہ ٹکرا سکی۔ یہ کہہ کر عمران ان دونوں کی ریچ سے
 اوپر اٹھ چکا تھا۔

اسی لمحے عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس کے ہاتھ میں موجود

اودھ دروازے کے پاس کھڑے آدمی نے بھی ریلوے کارخ عمران
 کی طرف کر دیا تھا۔ اس طرح عمران واقعی خطرناک سپریشن میں پھنس
 گیا تھا۔ اگر وہ ٹوک پر حملہ کرتا تو دوسرا آدمی جو غصے سے ناکھڑا
 تھا آسانی سے اسے نشانہ بنا سکتا تھا اور اگر وہ اس طرف متوجہ ہو
 تو ٹوک کا داؤ چل سکتا تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا۔

بجلیک بھی نکال رہے ہیں گلیاں ہو گا۔ جہاں تمہاری تنظیم کے
 باقی لوگ گئے ہیں۔ اور جہاں آخر کار تم نے پہنچنا ہے۔
 عمران اس بار اپنی اصل آواز میں بولا۔ اور اس کی آواز سن کر
 ٹوک بے اختیار ایک دم بوجھ ہٹ گیا۔

اؤہ! تو تم علی عمران ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ تم زیرو۔
 کیسے پہنچ گئے۔ ڈکی نے غراتے ہوئے کہا۔

جو ہم ہی زیرو ہو۔ اس بے چارے نے مجھے کیا کہنا تھا۔ ویلے
 ایک بات بتا دوں کہ تمہارا یہ اڈہ پوری طرح سیکرٹ سروس اور فورس
 کے گھیرے میں ہے۔ میں نے صرف کاشن دینا ہے اور اس
 کے بعد یہاں موجود تمہارا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہے گا جس کے گاس
 لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو۔
 عمران نے سنجیدہ بھائی میں کہا۔

یہاں میرا کوئی کچھ نہیں سمجھا سکتا۔ اور مجھے بے حد غصہ
 ہے کہ آخر کار تم میرے قابو میں آ رہے ہو۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا
 جلتے گا۔ اور سنو! یہ بھی نہ سمجھا کہ یہاں ہم صرف دو
 ہیں۔ دو سو آدمیوں کی آنکھیں اس کمرے پر لگی ہوئی ہیں۔

پیروری قوت سے ڈک کی لپٹ پر پڑے اور ڈک کا جسم منہ کے بل
پڑا ہوا اس طرح اور پیچھے ہونے لگا جیسے لوہار و جھونکنے ہیں۔
اور پک جھپکنے کے بعد ڈک ساکت ہو گیا۔

عمران تیزی سے دروازے کے پاس موجود آدمی کی طرف پدنا
لیکن وہ آدمی دروازے کے پاس ہی قویع ہوا پڑا تھا وہ تمام ہوجکا تھا۔
فران والپس پنا اور اس نے جلدی سے ڈک کو سیدھا کیا اور اس کی
بھٹی چپک کی۔ اس کی بھٹی تار ہی تھی کہ وہ گہری بیہوشی میں ڈوب گیا
اسی لمحے کمرے میں پشہ ہونے علیغیر ذلک تھکتی بک اچھی یہ وہی
بلیدین تھا جس سے اس نے گارنر کی موجودگی میں ڈک سے بات
کی تھی۔ عمران نے اچھے بھٹا کر ریسور اچھا کیا۔

نیں۔ عمران نے ڈک کے بلجے میں کہا۔

ہاں سب بول رہا ہوں جناب! کیدی کے اطلاع دی ہے
کہ اس نے پہاڑی کے دائیں طرف ایک نوجوان کو چپک کیا ہے جو
ایک پہاڑی چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے۔ وہ شاید
سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ ایک آواز سنائی دی۔

ناکل ہو گا۔ تم الیا کرو کہ اسے زندہ پکڑ کر یہاں میرے پاس
لے آؤ۔ اور سنا۔ ایک دیک آپ باکس جی اس کے ساتھ
ہی بھیج دینا۔ میں نے اس اعلیٰ جناب سے بات چیت کر کے
سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ایک نیا پلان مرتب کیا ہے۔ اس
آڈی کو ہر صورت میں زندہ رہنا چاہیے۔ اور وہ زخمی وغیرہ بھی
نہ ہو۔ ورنہ سارا پلان فیمل ہو جائے گا۔ عمران نے ڈک کے

پیروریٹ کسی گولی کی طرح اس آدمی کی پیشانی پر پڑا۔ اور وہ بڑی طرح
چھٹا ہوا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ پیروریٹ جھپکنے دقت عمران نے
ساتھ ہی فضا میں تھلا بازی کھائی اور ڈک کی دوسری گولی اس کی پسین
کے ساتھ قہار گزرا کھائی ہوئی نکل گئی۔ لیکن عمران نے ڈک کو تیرا تار
کرنے کی مہلت نہ دی اور عمران کا جسم پیروری قوت سے ڈک سے
ٹکرا لیا اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ ریڈار
ڈک کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

جس آدمی کی پیشانی پر پیروریٹ لگا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر
پکڑے بڑی طرح جھول رہا تھا۔ اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ سا
پھوٹ پڑا تھا۔

ڈک اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی اس طرح
اچل کر اٹھے جیسے دونوں ہی سپرنگوں کے بنے ہوئے ہوں۔ ڈک
کے اٹھتے ہی عمران کے پہلو میں لالت مارنی چاہی لیکن عمران پہلی
کی تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کا جسم اتنی ہی تیزی
سے گھوما اور دوسرے لمحے ڈک بڑی طرح چھٹا ہوا اس کے ہاتھوں
پر اٹھتا ہوا فضا میں بلند ہوا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرنے
لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے اس کے گرتے ہوئے جسم کے
نیچے چھل کر کسی جلتے ہوئے آگ کے کی طرح سنا اور ڈک کے حلق سے
اس قدر جھانک جرح نکل کر جیسے عمران کے ہاتھ نے اس کی روح بھی
اس کے جسم سے سمیٹ لی ہو اور ڈک کا جھادی جسم کسی لٹو کی طرح
گھومتا ہوا فرس سے ٹکرا لیا۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور اس کے دونوں

ہیلو۔ ہیلو ہائیگر۔ عمران کا رنگ۔ اور۔۔۔ عمران نے
 دے دے دلچسپی میں کہا۔
 ہائیکر ہائیکر۔ اور۔۔۔ اسی سرے سے ہائیکر
 ہی ہائیکر کی آواز ابھری۔

یہ عمران کا اپنا ایجاد کردہ مخصوص قسم کا جدید ترین ٹرانسمیڈ تھا جسے
 کسی صورت میں بھی چپک نہ کیا جاسکتا تھا۔

ہائیکر ا۔۔۔ اسی تھوڑی دیر میں ایک آدمی پہاڑی میں سے
 اٹھ کر تمہارے کپس پیئنے کا۔ وہ اپنا نام گارڈ بنائے گا اور
 نہیں کہے گا کہ چیکب نے تمہیں اندر بلائے۔ تم اطمینان سے
 اس کے ساتھ اندر آجانا۔ پھر تمہیں میک اپ باکس دیا جائے
 گا۔ وہ کہے کہ جس کمرے میں وہ تمہیں بھیجیں آجانا۔ اور اینڈ آئی۔
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تار کے موٹے سرے کو دوبارہ
 مروڑ کر اس نے چھوڑ دیا تو تار واپس کارٹر میں گم ہو گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر ڈاک اور دوسرے آدمی کے ہاتھوں سے
 نکلے ہوئے ریولور سمیٹے اور دونوں کو ہاتھوں میں لے کر دروازے
 کے قریب ایک سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

ڈاک اُٹھ دوسرا آدمی جس جگر پٹے ہوئے تھے وہاں سے دروازہ
 کھینے پر وہ خود ہی طور پر نظر آ سکتے تھے۔ اس لئے عمران نے ان کی
 پوزیشنیں تبدیل کر کے کئی ضرورت تھی۔ اور وہ دونوں جہاں
 بڑے تھے وہیں رہنے دیتے۔

تھوڑی دیر بعد دروازے کے باہر قدموں کی آواز ابھری اور

پہلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ٹیکن سراسر۔۔۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ اگر آگے گزراؤ کے
 ذریعے بھی اٹھایا گیا۔ تب بھی اس کا فرضی ہونا لازمی ہے۔ ہائیکر
 نے حیرت بھرے دلچسپی میں کہا۔

بکھری عقل بھی استحال کر لیا کرو۔۔۔ تم گارڈ کو اس کے پاس
 بھیجو۔ گارڈ ذرا سے اسے آواز دے کر کہے گا کہ چیکب نے
 اسے بھیجا ہے اور چیکب اسے اندر بلا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ
 اس آدمی کو تو یہ علم نہیں کہ چیکب کو چیک کر لیا گیا ہے اس لئے
 وہ ٹرپ میں آجائے گا۔ گارڈ اسے ساتھ لے کر اندر آئے گا
 تو تو میک اپ باکس اس کے ہاتھ میں دے کر اسے اس کمرے میں
 دھکیل دینا۔ باقی میں بیچال ٹوں گا۔ عمران نے سخت دلچسپی
 میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور کے سراسر۔۔۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں جیسا آپ نے حکم دیا ہے۔
 اس کے جواب دیا۔ لیکن عمران کو اس کے دلچسپی میں حیرت اور
 یقین نہ آئے۔ والا غصہ نہ ہاں طور پر خوش ہو کر اٹھا اور ظاہر ہے یہ
 بات سچی بھی تو رہنا ممکن کہ گارڈ کے کہنے سے وہ آدمی اطمینان سے
 اندر آجائے گا۔ لیکن عمران نے اور منصوبہ سوچ لیا تھا۔ چنانچہ ریور
 رکھتے ہی اس نے اپنے کار کا ایک کونا چنچلی سے پکڑ کر زور سے
 کھینچا تو ایک دھماکا نما آواز باہر نکل آئی جس کے آگے کا سر و ذرا ساموٹا
 تھا۔ عمران نے ان موٹے سرے کو زور سے مروڑا اور پھر اسے منہ
 سے لگایا۔

عمران چرکنا ہو گیا۔
دوسرے دن دروازہ ایک جھلکے سے کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے اچھٹ میں ایک ایک بائیں موجود تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

ٹائیگر اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے انداز میں کمرے کی پڑوسٹن دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد جب عمران کے اچھٹ کے ٹوک کے اس ساتھی کو دھار چکا تھا جواب عمران کا لباس پہننے فرش پر مسج شدہ ہوئے چلا ہوا تھا۔

جلدی کر ڈائیگر ا۔ سامنے ٹوک پڑا ہوا ہے۔ اس کا لباس اٹار کر خود پہن لو اور اپنا لباس ڈک کو پہنا دو۔ اب تم نے ٹوک کی جگہ لیٹی ہے۔ اس کا جہم اور قہر وقامت تم سے ملتا ہے اس لئے جیسے ہی مجھے تمہارے متعلق اطلاع ملی۔ میں نے تمہیں یہاں بولا ہے۔ جلدی کرو۔ انہیں کئی بھی ملے گئے پڑ سکتا ہے۔

عمران نے ایک طرف پر سے ہوئے ٹوک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیس سر۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انتہائی تیزی سے ٹوک کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران خود اس آدمی کی طرف بڑھا جس کی پیشانی چھٹ گئی تھی۔ اس نے اس کا لباس تیزی سے اٹارا اور پھر اس نے اپنا لباس اٹار کر اس آدمی کو پہنایا اور خود اس کا لباس پہنا شروع کر دیا۔

لباس تبدیل کرنے کے بعد عمران نے ریلوے کے دستے کے وار اس آدمی کے چہرے پر انتہائی تیز رفتاری سے کرنے شروع کر دیئے چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کا چہرہ بڑی طرح مسخ ہو کر پہچانے جانے

لاں تبدیل کرنے کے بعد عمران نے ریلوے کے دستے کے وار اس آدمی کے چہرے پر انتہائی تیز رفتاری سے کرنے شروع کر دیئے چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کا چہرہ بڑی طرح مسخ ہو کر پہچانے جانے

اے۔۔۔ چیف باس کو میک ڈاب باکس اس طرح منگوانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ کیسے تیرے ساقی نے اسے بل بھیجتے ہوئے کہا۔
 ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی خاص پلاننگ ہو۔۔۔ تمہیں باس کی نارت کا تو علم ہے۔ وہ بڑی گہری پلاننگ کرتا ہے۔
 میک ڈاب نے اسی طرح مطمئن ایجنسین جواب دیتے ہوئے کہا۔
 اوہ ٹھیک ہے۔ یہ موقع صرف قیاسات کا نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ چیف باکس والے کرے کو چپک کر۔۔۔ فوراً۔۔۔ کیسے
 نے جواب دیا۔

مفتی کے جواب دیا: کیونکہ باتوں نے واقعی اس کا دلشاموں
 کروا دیا تھا۔

روایا تھا۔ بات نہیں۔ اگر وہ کام پر اس کمرے کو چیک کرو اور دیکھو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ کیا سچو کھن بنے۔ کینی نے کہا۔ نہیں! چیف ہاس کی اجازت کے بغیر ایگر وہ کام استعمال نہیں ہو سکتا۔ میں شفیقون پر بات کرتا ہوں۔ چھ مہینے میں صورت حال بناؤں گا۔ ٹاسک نے کہا اور مشین کا بٹن آن کر کے اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا جی تھا کہ دروازہ ایک دھمکے سے کھلا اور دوسرے لمحے چیف ہاس ٹوک اندر داخل ہوا اس کے پیچھے گارن تھا اور اس سے پیچھے چیف ہاس کے ساتھ طائفہ والا مارلیو تھا جس نے کانڈے پر کیٹ بیوٹن آدھی کو اشارہ کیا تھا۔ بروی آدھی تھا جسے گارنر کے ذریعے ایک آپ ہاس سمیت اس کمرے

ٹاسک نے سامنے مینز پر کھی ہوئی ایک مجموعی ٹی مشین کا پتہ دیا تو مشین کے کونے پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ اسی لمحے کچھ پرکشی کی شکل ابھرا آئی۔

آؤی کو ساتھ لے کر آؤے میں آیا ہے۔ جبکہ چیف ہاس نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی بھی آدمی کو دیکھتے ہی گولی سے اڑا دوں۔

یہ چیف باس کے حکم پر ہی کیا گیا ہے۔ وہ اس نقلی جیکب کو استعمال کر رہا ہے۔ اس نے اس آدمی کے ہمراہ میک اب باکس بھی منگوایا ہے۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

کیا کہہ رہے ہو میک اب باکس! اوہ ٹاسک! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ضرور کوئی گڑبڑ

میں ٹاسک نے بھیجا تھا۔ باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

باب۔ باب۔ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں گا۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔ ڈک نے کہا۔

ایٹاکر کان سے لگایا اور پھر اس پر موجود مختلف بین پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ تقریباً آٹھ بین پر لیں کرنے کے بعد اس نے ایک بڑا سا سرخ رنگ کا بین پر لیں کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹاسک کا ٹک۔ ٹاسک نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ان آٹھوں بینوں کے اوپر سبز رنگ کے بلب جل اٹھے۔

تمام لوگ اپنے اپنے پوائنٹس چھوڑ کر مین ہال میں پہنچ جائیں۔ چیف کس مقیم خصوصی صدا بات دینا چاہتے ہیں۔ ٹاسک نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریڈر والپس ہک سے لٹکا دیا اور تمام بلب بجھ گئے۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹک کچھ کہتا اچانک میز پر بڑی ہوتی اس چوٹی سی صحن سے سنٹی کی تیز آواز بجی اور اس کے ساتھ ہی اس کے کونے میں موجود سکرین روشن ہو گئی۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹاسک۔ میں کیسی پول رہا ہوں۔ گورنر ہو گئی ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ مالرو میک آپ میں ہے۔ کوئی مقامی آدمی ہے۔ تمہارے پاس کون ہے۔؟

بنی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ ٹک۔ ٹک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے پاس تو چیف ہیں۔ موجود ہیں۔ ٹاسک نے نرمی طرح گھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے پورے آپریشن روم میں تیز روشنی کا ایک جھلکا سا ہوا۔

پھر کیسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے تو ٹک ٹاسک کی طرف متوجہ ہوا۔

یہاں موجود سب افراد کو باہر بھیج دو۔ میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ٹک نے سخت لہجے میں ٹاسک سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹاسک نے آپریشن روم میں موجود چار مسلح افراد کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چاروں مسلح افراد باہر چلے گئے تو ٹک ٹاسک کی طرف متوجہ ہوا۔

سنو۔ اس وقت یہاں کتنے افراد ہیں۔ ٹک نے پوچھا۔ جناب۔ میں مسلح افراد موجود ہیں جو تمام پوائنٹس پر پھیلے ہوئے ہیں۔ صرف یہ چار آدمی آپریشن روم کے لئے ہیں۔ ٹاسک نے جواب دیا۔ ویسے اب اس کے لہجے میں حیرت تھی۔ ان سب کو ایک جگہ پر اکٹھا کرو۔ میں انہیں خاص ہدایت دینا چاہتا ہوں۔ لیکن زور نہیں۔ ٹک نے کہا۔

تو انہیں بڑے ہل میں اکٹھا کر دوں۔ لیکن۔ ٹاسک نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔ لیکن پھر ہچکچا کر مڑ گیا۔ ٹھیک ہے۔ اور سنو۔ جسامیں گہر رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ جلدی۔ ٹک کا لہجہ پچھلت کر سخت ہو گیا۔

لیس باس۔ ٹاسک نے فوراً گھرائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ جلدی سے بائیں طرف دیوار میں نصب ایک ٹیلی فون سیٹ جیسے آلے کی طرف بڑھا۔ اس کے اس کے ساتھ ٹاسک ریڈر

وہ چنچا ہوا پہلو کے بل سائیڈ پر جا گرا۔
اسی لمحے کمرے میں تیز سرخ روشنی کا دھارا سا پھیل گیا اور
ڈک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے پچھلت جان سی
سکل گئی ہو۔ وہ لمبے جان ثبت بن کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے
ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

اسی لمحے دروازے میں ایک وقت دو افراد داخل ہوئے
اور انہوں نے وائیں مین مشین گنوں کے فائر کھول دیئے لیکن
پہلے برسٹ کے بعد دوسرا چلانے کی انہیں بھی توفیق نہ ہوئی اور وہ
دونوں بھی منہ کے بل فرش پر گرے اور بے حس و حرکت پڑے۔
دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔

یہ چیف ہاس نہیں ہے۔ یہ مقامی آدمی ہے۔
چیف ہاس وہ ہے جو کاؤچ پر بیٹھ کر ہوا سے اس پر
اسی مقامی کا میک آپ کیا ہوا ہے۔ اسے گولی سے اڑا دو۔
یہ چیف ہاس نہیں ہے۔ یہ دشمن ہے۔ کیسی اسٹے
زور سے چنچا کر اس کی آواز چٹ گئی۔

ٹاسک یہ سننے ہی بڑی طرح اچھلا۔ مگر اسی لمحے ڈک نے رٹے
اطمینان سے اپنی ٹشٹ پر موجود ہاتھ سپرد ہاکا اور دوسرے ہاتھ
ایک زوردار دھماکا مڑا اور اس کے ساتھ ہی گولی ٹاسک کی گھڑی
کو ٹکڑیوں میں تبدیل کر گئی اور ٹاسک کے حلق سے ہلکی سی جھنجھکی
اور وہ کھٹے ہوئے شہتیر کی طرح دھڑام سے نیچے گرا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے
لمحے ایک مشین گن بردار دروازے پر نمودار ہوا اور یکھنت اس نے
مشین گن کا فائر کھول دیا۔

ڈک بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور مشین گن کی
گولیاں اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئیں۔
دوسرے لمحے ایک بار پھر دھماکا ہوا اور مشین گن بردار چنچا
ہوا اور دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ ڈک کے ریلوے
منگلی ہوئی گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا۔ ڈک قلمبان
کھا کر سپد ہوا دروازے کے پاس جا بکھڑا ہوا۔

اس مشین گن بردار کے نیچے گرے ہی دوسرا مشین گن بردار
اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ ڈک نے یکھنت فائر کھول دیا اور

کیس کی بات سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ کبھی، ٹاسک سے کہیں زیادہ ہوشیار آدمی ہے، اس لئے اس نے فوراً ہی پروگرام بدلا اور چھٹا ٹیگر کو وہیں چھوڑ کر وہ گارنر کو ساتھ لے کر کبھی کی طرف بڑھا تاکہ پہلے کبھی کا بندوبست کر سکے، اُسے یقین تھا کہ ٹیگر اس کے پیچھے صورت حال کو سمجھالے گا۔

مارلیو! — آج میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں کہ چیف باس سے تم نے بڑی کھلی باتیں کی ہیں! — گارنر نے چلتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

تمہیں نہیں معلوم — اندر کمرے میں جب میں چیف باس کے ساتھ تھا تو میں نے اس کی نقل جنکب سے چیف باس کی جان بچائی ہے۔ اگر میں بروقت انکیشن نہ لیتا تو چیف باس ختم ہو جانا۔ اس لئے چیف باس نے مجھے اپنا نمبر نو بنا دیا ہے۔ — عمران نے جواب دیا۔

اوہ اچھا! — اسی لئے تم اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ واہ! مبارک ہو۔ پھر تو تم ہم سب کے ہی باس ہو گئے۔ — گارنر نے زور سے کاشتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ابھی سی تلمبی تھی۔ چھوڑو گارنر! — یہ باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ — عمران نے کہا۔

اسی لئے گارنر ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف گیا تو وہاں پہاڑی کے اوپر والے حصے پر جا لے کے لئے ایک مصنوعی لفٹ بنی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس لفٹ میں جو ایک ڈبہ نامتی داخل ہوئے تو

عمران مارلیو کے میک آپ میں گارنر کو ساتھ لئے تیزی سے ایک راہداری کو اس کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ ڈرک کے روپ میں ٹائیگر تھا۔

ٹاسک نے جیسے ہی کبھی کے متعلق بتایا تھا کہ وہ پریشان سے تب ہی سے عمران نے اپنا پروگرام بدل دیا تھا۔ درنہ پہلے وہ ٹائیگر سے یہی کہہ کر آیا تھا کہ وہ ڈرک کو ساتھ لے کر اس آڈے سے پہلے باہر نکلیں گے اور پھر ڈرک کو اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا کر وہ وہیں آڈے میں آئیں گے تاکہ ڈرک محفوظ رہ جاتے۔ وہ اسے ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کمرے سے باہر نکلتے ہی اسے ایک طرف کھڑا گارنر نظر آگیا تھا اس لئے عمران نے ٹائیگر کو محض جس کو ڈویس سرگوشی کی اور ٹائیگر نے بطور ڈرک گارنر کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ تاکہ کمرے کے اندر جا کر گارنر صورت حال کا اندازہ نہ کر سکے۔

سے ان دونوں کو مار گرایا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ ایک تو گارزراں کا ساتھی تھا اور دوسرا یہ کہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان دو کے علاوہ اور کتنے آدمی ہیں۔

پھر جیسے ہی ان دونوں کے منہ دیوار کی طرف ہوئے ایک آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر مشین گن کی مال عمران کی کینٹی سے لگادی جبکہ دوسرے نے انتہائی چہرتی سے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے انہیں رسی کے ٹکڑے سے اچھی طرح باندھ دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب سید سے ہرجاؤ۔ دوبارہ وہی آواز سنائی دی اور عمران اور گارزراں دونوں سید سے ہو گئے۔ گارزراں کے ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔

گارزراں! یہ دشمن کا آدمی ہے۔ اس لئے ہاس کینی کے حکم پر ایسا ہوا ہے۔ ہم چونکہ اسے چڑھانا نہ جانتے تھے اس لئے تمہارے ساتھ بھی یہ سلوک کرنا پڑا۔ مسیح شخص نے کہا اور گارزراں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

کیا کہہ رہے ہو۔ یہ دشمن کا آدمی۔ لیکن یہ تو مارلیو ہے۔ میرے سامنے یہ چیف ہاس کے ساتھ کمرے سے باہر آیا ہے۔ اور پھر یہ بتا رہا ہے کہ چیف ہاس نے اسے تنظیم کا نثر بنا دیا ہے۔ گارزراں کے لبے میں حیرت کے ساتھ ساتھ کچھ لپٹ بھی تھی۔

چلو! ہاس کینی انتظار کر رہا ہے۔ چیف ہاس بھی نفی ثابت ہوا ہے۔ اسی مسیح شخص نے کہا اور پھر وہ عمران

گارزراں نے ایک سائڈ پر لگا ہوا ایک ہینڈل نیچے کیا تو یہ ڈیہ ٹالفاٹ آہستہ آہستہ اوپر تو اٹھنے لگی۔ اور غلا سا نظر آ رہا تھا۔ لفٹ بہت ہی آہستہ آہستہ اوپر کو چڑھ رہی تھی۔ اور موٹے موٹے رسول کے چرخوں پر چلنے کی وجہ سے بے پناہ شور سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد لفٹ اوپر جا کر ٹک گئی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دوسرے کتے عمران اور گارزراں دونوں چونک پڑے کہ چونکہ دونوں کے سامنے دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے بڑے چوکے انداز میں کھڑے تھے اور ظاہر ہے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف ہی تھا۔ خبردار! ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ۔۔۔ دروازہ کھلتے ہی دونوں مسلح اشخاص نے بڑی طرح چیخنے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھانے میں دیر نہ کی۔ جب کہ گارزراں کے ہاتھ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھے۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

لگ۔ لگ۔ کیا بات ہے۔ گارزراں نے حیرت سے لبے میں کہا۔ جب کہ عمران خاموش رہا۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایسی صورت حال کیوں پیدا ہوئی ہے۔ کیا کینی کو ان کی اصلیت کا علم ہو گیا ہے یا یہ صرف قیاطے کی کارروائی ہے۔

اور دہر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ اور نوا۔ ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے جھون ڈالیں گے۔ ان میں سے ایک نے چیخنے ہوئے کہا۔

عمران اور گارزراں دونوں آگے بڑھے اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ دیوار اور عمران کی جیب میں تھا اور وہ چاہتا تو آسانی

کو دھلتے ہوئے آگے بڑھے۔ ایک دیوار کراس کر کے وہ جہاں پہنچے وہاں ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ پہاڑی پٹانوں سے بنا ہوا تھا۔ البتہ اس کی صحت مصنوعی تھی۔ دیواروں کے ساتھ کئی مختلف قسم کی عیشیں نصب تھیں درمیان میں ایک بڑی سی ٹین تھی۔ اس کی ساخت ایسی تھی جیسے کوئی فی وی کیمرو ہو۔ اس کیمرو نما ٹین کے ساتھ ایک آدی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر خوشنیت کے آثار نمایاں تھے۔

ہوں تو تم نے فلک میں کو اجموں کا ٹولہ سمجھ لیا تھا مگر اس آدی نے بڑے ظننہ یہ لہجے میں کہا۔

ہو سکتے کہ میں غلط سمجھا ہوں۔ یہ اجموں کا نہیں بلکہ عقلمندوں کا ٹولہ ہو۔ لیکن کم از کم اتنا مجھے یقین ہے کہ ان میں ایک اجمی ضرور موجود ہے۔ اور وہ اجمی تم ہو۔

عمران نے مارلیو کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

مشہور! میں تمہیں اجمی اور عقلمند میں فرق بتاتا ہوں۔ اس آدی نے کہا اور تیزی سے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک ٹین کی طرف بڑھا۔ اس نے اس ٹین کے مختلف بین دہاتے تو اس پر جو جو سکریں روشن ہو گئی۔ دوسرے لمحے اس پر اسی راہداری کا منظر ابھرا آیا۔ جس میں سے عمران، گارنر کے ساتھ گذر کر اس ٹین لےٹ میں پہنچا تھا۔ منظر میں عمران اور گارنر دونوں آگے چلتے چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پھر ایک جھکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکریں پر گارنر اور عمران دونوں کے چہروں کے کلاز آپ آگئے اور عمران واقعی یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اب سکریں پر اس کا اصلی چہرہ نمایاں تھا جب گارنر کا وہی چہرہ تھا۔

دیکھی تم نے اپنی اصلیت؟ اس آدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے مختلف بین آف کر دیئے۔ اب آپریشن روم کا منظر دکھو۔ اس آدی نے دوسری ٹین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے بین پر ٹیس کرنے شروع کر دیئے۔ سکریں پر اس آپریشن روم کا منظر ابھرا آ رہا جس میں ٹائیگر موجود تھا۔ ایک طرف کاؤچ پر ڈک میک اب میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔ پھر سکریں پر تیز روشنی کا جھکا ہوا اور عمران واقعی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپریشن روم میں کھڑا ٹائیگر اپنی اصل صورت میں نظر آنے لگا جب کہ کاؤچ پر پڑے ہوئے بیہوش ڈک کا بھی اصل چہرہ نظر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس قسم کی جدید ترین مشینری کی یہاں تنصیب اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ اور پھر اس آدی نے بین آف کر دیئے۔

اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ کون اجمی ہے اور کون عقلمند؟ اس آدی نے بڑے ظننہ یہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ بالکل معلوم ہو گیا ہے۔ کم از کم میں تو اجمی ثابت ہو گیا ہوں تمہارے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔ عمران نے پہلی بار اپنے اصل لہجے میں سکرانے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اطمینان موجود تھا۔

ہلکے مارا گیا ہے۔ لیکن میں نے تمہارے آدمی کو بے بس کر دیا ہے۔ ابھی میں تمہیں لے کر آپریشن روم میں پہنچوں گا۔ پھر چیف باس کو حوش میں لایا جائے گا۔ اس کے بعد چیف باس تمہارا جو فیصلہ بھی کرے۔ اس آدمی نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوئی، اچانک کمرے کے درمیان موجود کچھ نمائین میں سے نوں نوں کی تیز آوازیں بکھنے لگیں اور وہ آدمی چونک کر اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اس کے دو تین دبائے تو مشین پر ایک سکریں روشن ہو گئی یہ سکریں دو خانوں میں بنی ہوئی تھیں۔ اور پھر ایک خانے میں مہابی چٹانوں میں چلتے ہوئے جڑیا اور خاور صاف نظر آ رہے تھے۔ اور دوسرے خانے میں لٹائی بھی حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تینوں شاہد عمران کی طرف سے اتنی دیر تک کاٹن نہ ملنے کی وجہ سے خود ہی حرکت میں آ گئے تھے اور ان کی اسی حاکت نے ان کا جان بچاؤ چھوڑ دیا تھا۔

ہوں! تو یہ تمہارے آدمی ہیں۔ یہ اب تک بے حس و حرکت ہے ہیں اس نے مشین انہیں چپک نہ کر سکی۔ خشک ہے۔ میں ان کا ابھی خاکہ کرتا ہوں۔ اس آدمی نے مشین کی سائڈ پر لگے ہوئے ایک ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
سٹو مشر! بہتر یہی ہے کہ تم ان لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو اور فیصلہ دو کہ پھوڑ دو۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو دک تم سے بہتر جانتا ہے۔ عمران نے ٹیکنٹ

غراتے ہوئے کہا۔

مجھے حکم تو ان کے ہلاک کرنے کا ہی ملا تھا۔ لیکن تمہاری بات بھی درست ہے۔ میں انہیں یہاں بلوا لیتا ہوں۔ پھر جو فیصلہ چیف باس کرے۔ اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے مشین پر لگی ہوئی نالوں کو گھٹا اور ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے دو تین تین دبائے تو اوپر چھت کی طرف سے بے پناہ شور کی آواز سنائی دی۔ یوں گنگ رہا تھا جیسے اوپر چھت پر کوئی خوفناک آغزی چل رہی ہو۔

اسی لمحے عمران نے سکریں کے دونوں خانوں پر عین اس جگہ جہاں خاور، جڑیا اور لٹائی موجود تھے انتہائی خوفناک گرد باد پیدا کرتے دیکھا اور پھر وہ عینوں اس گرد باد کی زد میں آ کر یوں فضا میں بلند ہوئے گئے جیسے وہ حقیر تھکے ہوں۔ جنہیں آغزی اڑائے لئے جارہی ہو۔ گرد باد انہیں ساتھ لے ہوئے اوپر بلند ہوتا جا رہا تھا۔ وہ آدمی مشین کے ایک بٹن کو پریں گئے ہوئے تھا۔ اور پھر کافی لمبی ہرجا کی ٹیکنٹ گرد باد اور عمران کے ساتھی سکریں پر سے غائب ہو گئے۔ سکریں کے دونوں خانے اب صاف ہو گئے تھے اور چھت پر پیدا ہونے والا شور بھی اب آہستہ آہستہ مدھم ہوتا جا رہا تھا پھر شور ختم ہو گیا اور اس آدمی نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔

جانے۔ وہ تینوں انیس میں بیہوش پڑے ہوں گے۔ انہیں یہاں اسٹاک کرنے آؤ۔ اس آدمی نے کمرے میں موجود چھ مسلح افراد میں سے تین سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں سامنے

کے رُخ موجود دروازے کی طرف بڑھے اور غائب ہو گئے۔
 "تمہارا نام کیسی ہے؟" — "عمران نے پوچھا۔

"ہاں! — میرا نام کیسی ہے۔" — اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈاک کی سہائے ڈاک میں تنظیم کا سربراہ تمہیں ہونا چاہئے تھا۔ تم واقعی عقلمند آدمی ہو۔" — میں دیکھ رہا تھا۔ اگر تم — آپ بچک بن کر برائے کر دیتے تو اب تک تمہارا حشر بھی میرے ساتھیوں جیسا ہو چکا ہوتا۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو تم اس کی کارکردگی جانتے ہو؟" — کیسی کے بچے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اس بات کو چھوڑ دو کہ میں کیا جانتا ہوں۔" — اور کیا نہیں جانتا۔ مجھے یہ بتا دو کہ آخر اس بہاؤ کی کس انداز سے قدر جدید ترین تنصیبات کس مقصد کے لئے کی جاتی ہیں۔" — حالانکہ ڈاک میں تو صرف منشیات منگل کرنے والی تنظیم ہے۔" — عمران نے کہا۔

"اوہ! — تو تمہیں ڈاک میں کے متعلق کچھ علم نہیں ہے۔ ہم صرف منشیات ہی منگل نہیں کرتے۔" — ہم منشیات کی کتنی ہی اقسام بیوقوف بھی کرتے ہیں۔" — کیسی نے منہ سے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تو تین افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے کانپھولوں پر جو لیا۔ خاور اور لغمانی لے کرے ہوئے تھے۔ جو لیا۔ خاور اور لغمانی تینوں کی ناک اور منہ سے خون بہہ بہہ کر منہ کے کونوں اور ان کی مشوڑیوں پر جم گیا تھا۔ ان کے کپڑے آدمی سے زیادہ

پھٹ گئے تھے اور چہروں اور بازوؤں کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ ان کی حالت فیما فیما خاصا خراب تھی۔

"گارنر! — تم ایسا کرو کہ دو آدمی ساتھ لے جاؤ۔" — اب تک ریڈ ایکس کا اثر ختم ہو گیا ہوگا۔ چیت باس شوکر دوسرے میک اپ میں ہے اور ان کا آدمی جو کہ چیت باس کے میک اپ میں ہے۔ ان دونوں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ تاکہ اگر باس (ال) کی موت کا فیصلہ کرے تو میں انہیں ریکس میں ڈال کر گرد باؤ کے ذریعے انہیں بہاؤ پر پٹخاؤں پر پٹخاؤں پر پٹخاؤں کر دوں۔" — کیسی نے گارنر سے مخاطب ہو کر کہا اور گارنر سر ہلانا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھا جھڑپ سے وہ عمران سمیت داخل ہوا تھا۔ وہی دو آدمی جو عمران اور گارنر کو ہمراہ لے آئے تھے کیسی کے اشارے پر ان کے پیچھے چل پڑے۔

جب ڈویلے نما لفٹ کے چلنے کی مخصوص آواز عمران کے کانوں میں پہنچی تو اس کے اعصاب یکجہت تن گئے۔ اب ال نے حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس وقت کمرے میں کیسی کے علاوہ چار مسلح افراد موجود تھے جو کہ چاروں ایک دلوکار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کیسی اس کیمرو نما مشین کے پاس کھڑا تھا۔ جب کہ عمران اس کے سامنے ایک سائیڈ پر اس لفٹ والے دروازے کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔

اس دوران عمران کے ناخنوں میں لگے ہوئے تیز جلیڈ اپنا کام

طرف بڑھ آیا۔ کیونکہ اسے لفٹ کے اوپر آنے کی آواز سنانی دینے لگی تھی۔ لفٹ اسی طرح آہستہ آہستہ اوپر کو آ رہی تھی۔

عمران دروازہ کھول کر اس جگہ آیا جہاں لفٹ کا دروازہ کھلتا تھا۔ اور پھر اس نے سائید میں موجود ایک سوئچ سے آنکھ لگا دی۔ یہ دیوار گٹھری کی تھی۔ اور اس میں سے ایک جگہ ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس غلطی سے نیچے لفٹ کو آسانی سے دیکھا جاسکتا تھا۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ لفٹ آدھے سے زیادہ اوپر پہنچ چکی ہے۔ لفٹ کے ڈبلے میں ٹائیگر اور ڈک ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں پہلو پہلو پہلو بیٹھ پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ گارڈز اور وہ دو سوئچ آدھی ان کے ساتھ بڑے اعلیٰان سے کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ غلط صرف اتنا تھا کہ اس میں سے یا تو صرف دیکھا جاسکتا تھا۔ یا اس میں مشین گن کی نال رکھ کر فائر کیا جاسکتا تھا۔ اور ایسی صورت میں ٹائیگر کو دیکھنا نہ جاسکتا تھا۔

عمران انہیں لفٹ میں ہی ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ لفٹ اوپر پہنچنے کے بعد نظر ہرے ان دونوں کے ڈک اور ٹائیگر کو اٹھا لیا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں گولی مارنے کا مطلب ٹائیگر اور ڈک کو سمجھی گولی مارنا تھا۔ لیکن چونکہ لفٹ مسلسل حرکت میں تھی اس لئے بغیر دیکھنے فائر کھولنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ان تینوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کا بھی خاتمہ ہو جاوے۔ لیکن ان تینوں کا یہیں لفٹ ہی میں خاتمہ ضروری تھا۔ عمران اس موقع پر ریسک نہ لیتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک باہر پھرنے پر

اسے آنکھ لگانی اور لفٹ کی رفتار اور اس کی اونچائی اور پھر ان تینوں کھڑے ہونے آدمیوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کی پوزیشن کو جانچنا رہا۔ پھر اس نے سائیں روک کر مشین گن کی نال سوئچ میں رکھی اور اسے آہستہ سے ڈرا لیا۔ یہی کارروائی اور پھر اسی طرح سائیں روکے ہوئے اس نے ٹائیگر دیا۔ ٹائیگر مشین گن کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی نیچے چلی گئی۔ بلکہ عمران نے جلد ہی سے مشین گن علیحدہ کر کے دوبارہ آنکھ لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سینے میں ٹکا ہوا سائیں چھوڑ دیا۔ وہ تینوں ہی لفٹ سے غائب ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک کے پیرو ڈبلے کے ساتھ گر گئے ہوئے ایک لمحے کے لئے دکھائی دیتے اور پھر غائب ہو گئے۔ عمران سمجھ گیا کہ گولیاں ٹھیک لگنے پر پڑی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ کھڑے تھے اس لئے گولیاں کھا کر وہ ڈبلے سے سائید میں گرے اور پھر پیرو ڈبلے دیوار اور ڈبلے کے درمیان چھینس کر وہ گر گئے۔ ہونے پہنچے جا کر سے ہون گئے۔ لفٹ اسی رفتار سے اوپر کو اٹھتی آ رہی تھی۔

عمران نے جلد ہی سے دروازہ کھولا اور پھر لفٹ کے اوپر تک آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا دل جا رہا تھا کہ لفٹ جلد سے جلد اوپر پہنچ جائے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان تینوں کی باتیں ایک دھماکے سے نیچے گرنے پر پہنچے موجود افراد صورت حال کو سمجھ گئے ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی حرکت کریں۔ اسی لمحے لفٹ اوپر پہنچ کر ڈک گئی تو عمران نے جلد ہی سے ڈک اور ٹائیگر دونوں کو بیک وقت ٹائیگر سے پکڑ کر اندر فرش پر

عمران انہیں لفٹ میں ہی ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ لفٹ اوپر پہنچنے کے بعد نظر ہرے ان دونوں کے ڈک اور ٹائیگر کو اٹھا لیا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں گولی مارنے کا مطلب ٹائیگر اور ڈک کو سمجھی گولی مارنا تھا۔ لیکن چونکہ لفٹ مسلسل حرکت میں تھی اس لئے بغیر دیکھنے فائر کھولنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ان تینوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کا بھی خاتمہ ہو جاوے۔ لیکن ان تینوں کا یہیں لفٹ ہی میں خاتمہ ضروری تھا۔ عمران اس موقع پر ریسک نہ لیتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک باہر پھرنے پر

نمودار ہوا۔ اور عمران نے آپرٹنگ مین پر لیں کر دیا۔ اسی لمحے ان بیسیوں افراد کے گرد ایک خوفناک گردباد پیدا ہوا۔ چھت پر پھر وہی شور مچا۔ جیسے خوفناک آندھی چل رہی ہو۔ گردباد واقعی بہت خوفناک تھا۔ اور وہ بیس کے بیس افراد اس کے اندر پھرتے ہوئے اندر کو بلند ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنز پھوٹ پکی تعین اور وہ بالکل اسی طرح گھوم رہے تھے جیسے لٹو گھومتے ہیں اور چونکہ ان کی تعداد کافی زیادہ تھی اس لئے گھومتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے ٹکرا بھی رہے تھے۔

جب وہ کافی بلندی پر آ گئے تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے آف آپرٹنگ مین پر لیں کر دیا۔ اس مین کے پر لیں ہوتے ہی چھت پر آندھی کا شور یکایکت ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سکریں پر نظر آنے والا گردباد بھی ختم ہو گیا۔ اور گردباد کے اندر پھرتے ہوئے افراد نیچے پہاڑیوں پر گرتے دکھائی دیتے اور چند لمحوں بعد سکریں صاف ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی۔ واقعی یہ ایک خوفناک کلنگ مشین تھی جس سے بچاؤ ناممکن تھا۔

ڈک ٹائیگر اور عمران کے ساتھی بدستور بہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے وائین پیرگی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا تو نوٹ کی ٹوئیس سے ایک چھوٹا سا کمپوسل ماہر آگرا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کو سائیڈ سے پر لیں کیا تو وہ دو میاں سے کھل گیا۔ اس کے دو حصے ہو گئے تھے۔ عمران نے ایک حصہ کان

گھسیٹ کر ڈال دیا۔ اور ڈبے کے ساتھ لگا ہوا جینڈل دبا دیا۔ لفٹ ایک بار پھر واپس نیچے جانے لگی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر اسی سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ لفٹ کا ایک رستہ اس سوراخ کی بالکل سیدھ میں تھا۔ عمران نے جلدی سے مشین گن کی نال دوبارہ سوراخ پر رکھی اور ناکر ہموں دیا۔ چند لمحوں بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تڑخا ہٹ کے ساتھ ہی ایسی آوازیں بلند ہوئیں جیسے لفٹ کا ڈبہ ٹیڑھا ہو کر دیواروں سے ٹکراتا ہو یا نیچے جا رہا ہو۔ پھر نیچے کہیں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکوت چھا گیا۔ لفٹ ٹوٹ کر بے کار ہو چکی تھی۔

عمران جلدی سے نڑا۔ اس نے ڈک کو اٹھا کر اندر کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈالا اور پھر حکمران ٹائیگر کو بھی اٹھا لایا اسی لمحے اس کمرہ نما مشین میں سے ٹوٹوں کی آوازیں نکلتی گئیں۔ اور عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران نے جلدی سے مشین کے وسطی دو مین دبا دیے جو اس کے سامنے کہنی نے دہائے تھے اور اس کے ساتھ ہی مین کی سکریں روشن ہو گئی۔ لیکن اس بار اس میں خالے موجود نہ تھے بلکہ ایک ہی سکریں تھیں۔ اور پھر اس نے سکریں پر مسلخ افراد کے ایک ہجوم کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ تعداد میں تقریباً بیس کے قریب تھے عمران نے جلدی سے ایک ناب گھائی ٹروٹش کر دی۔ وہ مشین کی کارکردگی کو سمجھ چکا تھا۔

چند لمحوں بعد ان بیسیوں افراد کے گرد سکریں پر ایک حلقہ سا

سے لگایا۔ جب کہ دوسرا حصہ منہ سے نکلا کر پہلو میں گرنے لگا۔
لیں۔ انجینئر آؤنگرک۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک شری
مضمون آوازِ عمان کے کانوں میں گونجنے۔

عمران بول رہا ہوں بلکہ زیر و با — کھنڈرات سے ٹوٹے
پہاڑی میں ٹانگ میں کے اٹھ کر میں نے مکمل قبضہ کر لیا ہے —
میں اپنے ساتھیوں اور دُک سمیت اس کی چوٹی پر بسے ہوئے ایک
کمرے میں موجود ہوں — یہاں موجود باقی تمام لوگ میرے غیاں
میں ختم ہو چکے ہیں — تم اگر کاغذ کو نوکھ دو گے دو گے سپیشل دستے
کو پہنچے گا پھر وہیں سے یہاں لگا کر اس اڈے پر قبضہ کر لے —
یہاں نے حد فتنی اور انتہائی عجیب و غریب مٹینری موجود ہے اس
کا خیال رکھا جائے — اور تم ایک بڑا جیل کا پڑے کر کے اس پہاڑی
کی چوٹی پر آ جاؤ — میں وہاں سے تمہیں اشارہ دوں گا تاکہ دُک
اور باقی ساتھیوں کو جبر بے ہوش پڑے ہیں اس جیل کا پڑے ہوئے
کر کے والٹس منزل لے جایا جائے — تم اُنصاف میں آنا — ہو سکتا
ہے تمہارے آنے تک کوئی ہوش میں آجائے — اور — عمران
نے نیرنگی میں اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا —

تھیک ہے۔ میں ابھی آرڈر کرویتا ہوں اور خود ہی پہنچ رہا ہوں۔ میں آپ کی طرف سے کال کا منتظر تھا۔ اور دوسری طرف سے جبکہ زیر و کے اصل ہجے میں کہا۔ اور اینک آئی۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کیسپول کے دونوں حصوں کو دوبارہ جوڑا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر وہ

اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جسے کبھی ٹیکس کوہر رہا تھا۔ اور جہاں اس نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو گردباد سے اٹھا کر گرایا تھا۔ یہ ایک چھتر نما جگہ تھی جس پر کافی وسیع سطح کا پیالہ بچھا ہوا تھا۔ اس پیالہ کو دیکھ کر عمران نے سر ہلایا۔ اب اسے مسجد آتی تھی کہ اس کے ساتھیوں کو گردباد نے جب چھڑا تو انسانی ہڈیاں کیوں نہیں ٹوٹیں۔ یہ شاید خصوصی انتظام تھا کہ کسی آدمی کو براہ راست پہاڑی کی چوٹی پر لے آئے گا۔

علمان اطمینان سے وہاں کھڑا ہو گیا اور پھر اسے بہت سے سیلی کی پٹریوں سے پہاڑی کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ آگے آگے ایک بڑا ٹرانسپورٹ میل کی پٹری تھا۔ پھر وہ ٹرانسپورٹ سیلی کی پٹریں پہاڑی کے اوپر آ کر ٹوک گئیں۔ جب کہ باقی سیلی کی پٹری پہاڑی کے سامنے کئے رخ نیچے اتر گئے۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر زور زور سے لہرایا شروع کر دیا۔ تو وہ بڑا جہلی کا پڑھو حرکت میں آیا اور پھر عین اس جھگڑے کے اوپر آ کر فضا میں مغلہ گیا۔ اوپر سے بیک زبرد نے نیچے جھانکا۔ اس نے نقاب لگایا ہوا تھا اور عمران نے نیچے سے ہاتھ لہرایا۔ دوسرے لمحے میلی کا پڑ سے ایک بڑھی سی نوکری دسی سے بندھی ہوئی اس چھبے پر اترنے لگی۔ عمران نے دسی کچنر نوکری کو اس چھبے پر رکھا اور خود اچل کر سے میں آیا۔

۱ لہا دیا اور بھرنا تھ سے اشارہ کیا تو نوکری تیزی سے اوپر جلی کا کینری

گھوما اور واپس پرواز کرنے لگا۔ عجیب دور آگیا ہے۔ شامش نے کی بجائے ڈانٹ سننی پڑتی ہے۔ عمران نے دونوں اہلکاروں سے سر ہٹ کر ایک ہنچ نما سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

خاموش رہو۔ بلیک زیرو نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لمحے میں اسے ڈانٹ بلاتی اور عمران منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کی شکل ایسی بن گئی تھی کہ دونوں فوجیوں کو اپنے حلق سے ابلنے والے توہم بولوں کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھنے پڑے۔ ظاہر ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کے سامنے سننے کی جرأت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن عمران کی شکل دیکھ کر ان کے منہ چھٹنے کے قریب ہو رہے تھے۔ خود ہی دیر بعد بتیلی کا پٹر ایک فوجی اڈے پر آگیا۔ اور چھڑا کیٹو کے حکم پر ان سب ہیڈوش افراد کو ایک دھچک میں ڈال دیا گیا۔

تم سٹیجنگ سنبھالو۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جو حکم میرے کالے آقا۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دھچک کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ جب دھچک فوجی اڈے سے باہر آگئی تو بلیک زیرو نے چہرے پر پڑا ہوا نقاب اٹا دیا۔ شکریہ سے نقاب کشائی تو ہوئی۔ کاش! یہ نقاب کشائی سب مجبوروں کے سامنے ہو تو کتنا مزہ آتے۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

آپ نے کاش دینے میں بڑی دیر کر دی۔ میں تو بڑی طرح

طرف بلند ہو کر اس کے اندر غائب ہو گئی۔ چند لمحوں بعد کوکری دوبارہ نیچے آئی تو وہ خالی تھی۔ اس بار عمران نے غار اور غلافی کو اٹھا کر ایک دوسرے کے اوپر کوکری پر رکھ دیا۔ اور پھر تیسری بار اس نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس کوکری میں ڈالا اور آخری بار جب کوکری واپس آئی تو عمران نے ڈک کو اٹھا کر کوکری میں ڈالا اور خود بھی رسی پکڑ کر کوکری میں کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد عمران بتیلی کا پٹر کے اندر پہنچ چکا تھا۔ بتیلی کا پٹر میں پائلٹ کے ساتھ بلیک زیرو موجود تھا۔ جب کہ دو اور فوجی ایک سائیڈ پر کھڑے تھے۔ وہ شاید کوکری سے آنے والوں کو اٹھا اٹھ کر ایک سائیڈ پر لٹا رہے تھے۔ عمران اچھل کر کوکری سے باہر آگیا جبکہ فوجیوں نے آگے بڑھ کر ڈک کوکری سے نکالا اور اسے ایک طرف ڈال دیا۔

اور تو کوئی دہاں نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے اکیٹو کے کورسٹ بلجے میں پوچھا۔

لاشیں پڑی ہیں جناب! لیکن حکومت کا پٹرول خرچ ہو رہا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بتیلی کا پٹر پر لاشیں لادنے کا کیا فائدہ۔ عمران نے موہا نہ بلجے میں کہا اور پائلٹ کے ساتھ ساتھ فوجی بھی دھیرے سے مسکرا دیئے۔

تو رٹ آپ!۔ بجواس کی ضرورت نہیں۔ پائلٹ!۔ واپس چلو۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں عمران کو ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ پائلٹ کو بھی حکم دیا اور بتیلی کا پٹر تیزی سے

گھبرا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 یار!۔۔۔ وہ لیڈی بلیک صرف لیڈی بھر ہی نہ تھا۔۔۔۔۔ بلیک
 وہ تو پاکوٹیا کی پوری قوم کو ختم کرنے پر تیار ہوا تھا۔۔۔۔۔ بڑے لمبے
 ہاتھ پھیلا رکھے تھے اس نے۔۔۔۔۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی عام سا
 اڈہ ہوگا۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو پورا ظلم پرورش بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دیکھیں کو اس سرگرم ہر ڈال دیا جس پر
 وائس منرل جھٹی۔

میں نے سبلی کا پڑ سے دیکھا تھا کہ وہاں پٹانوں میں کتنی لاشیں
 بڑی ہوتی تھیں۔۔۔۔۔ یہ لوگ کس طرح ہلاک ہوئے۔۔۔۔۔؟
 بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور عمران نے جب اسے مصنوعی گرد و پا پیدا
 کرنے اور اس کی کارروائی کی تفصیل بتائی تو بلیک زیرو کی آنکھیں
 حیرت سے جھپٹی چلی گئیں۔
 اوہ!۔۔۔۔۔ یہ تو انتہائی خوفناک حربہ ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو
 نے کہا۔

اسی لئے تو میں نے کوشش کی کہ اڈہ صحیح سالم اچھا آجائے۔۔۔۔۔ یہ
 مصنوعی گرد و پا ہماری فوج کے لئے بھی ایک عمدہ ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے
 بالکل جدید اور خوفناک۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی دیکھیں کو وائس منرل کے گیٹ پر روک دیا۔ بلیک زیرو نے تیزی
 سے نیچے اتر کر پھاگ کھول دیا اور عمران دیکھ لیتا گیا۔

عمران نے مخصوص انگار میں ہینڈل گھا کر گیٹ روم کا لاک
 کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے ساتھ کھڑی جولیا کو اپنے
 پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود گیٹ روم میں داخل ہو گیا۔ اور جولیا
 اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئی۔

کمرے کے فرش پر ڈگ سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کا چہرہ کس وقت اصل حالت میں تھا۔ اس کا ایک آپ صاف کر دیا
 گیا تھا۔ اس نے چونک کر عمران اور جولیا دونوں کو اندر آتے دیکھا
 اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تمہاری درخواست چیف نے منظور کر لی ہے جولیا۔۔۔۔۔ یہ
 لیڈی بھر تمہارے سامنے کھڑا ہے۔۔۔۔۔ اب تم اس کے ساتھ گیا
 سکو کرتی ہو۔۔۔۔۔ یہ تمہاری صنعت کا فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ عمران
 نے دروازے کو بند کر کے اس سے لپٹ لگا کر کھڑکے ہوئے ہوئے

ڈاک نے تیز لہجے میں کہا۔

”بہت خوب! — اب ہمیں قانون اور عدالت یاد آگئی ہے۔ جب تم جیتی جاگتی عورتوں کو قتل کر کے ان کے پیٹ میں منشیات بھرتے اور منسل کرتے تھے۔ مصنوعی گرد و باد سے لوگوں کو دھوکا دینے تھے انتہائی خوفناک منشیات تیار کر کے انہیں جان بچانے والی دوا کی صورت میں ایک کر کے پوری دنیا میں پھیلاتے تھے۔ اس وقت قانون اور عدالت تینیں یاد نہ تھیں۔ سونو کو! — تمہارا مقدمہ اور تمہاری عدالت اب یہی جولیاری ہے اس کا فیصلہ تمہارے لئے ختم ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔“ اچانک بولی لے کہا اور دوسرے لئے اس نے تیزی سے گریبان سے ریڈیو نکالا اور اس سے پہلے کہ عمران اور ڈاک کچھ سمجھتے، اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکا سا دھماکا ہوا اور ڈاک بڑی طرح چغیا ہوا اچھل کر نیچے گر پڑا۔ جولیاری مسلسل ٹریگر دبانے چلی گئی اور گولیاں فٹنس پر ترشیتے ہوئے ڈاک کے جسم میں سوراخ کرتی گئیں اور پھر جب ریڈیو اس سے ٹریگر کی آواز نکلی اسی لمحے ڈاک کے ہاتھ پر میری سیدھے ہو گئے۔ دھکم دھکا تھا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ آج میں جولیاری کے داؤد دیکھوں گا تاکہ شادی کے بعد ان حروں کا ڈور کسوں میں لگاؤ۔“ عمران نے سکرلے ہوئے کہا۔

”میں اس سے اور ناپاک آدمی کے جسم کو ہاتھ لگانا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں۔“ جولیاری نے غصے سے کہا اور واپس دروازے کی طرف بھاگ گئی۔

”مہم۔ میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔“ عمران نے

پہلے ہوا سے لہجے میں کہا اور دروازے سے ایک طرف ہٹ گیا۔

”یورسٹ اپ! — تم اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہو۔ لیکن گولیاں

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں اس سے اپنی صنف کو دھوکا دینے کا ایسا بھیاں کہ انتقام لوں گی کہ آئندہ کسی مرد کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا خیال بھی دل میں لائے۔“ جولیاری نے دانت چبیتے ہوئے جواب دیا۔

”شعرو! — سڑک جاؤ۔“ مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیسے پہنچاؤں۔“

ڈاک نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کرونگے ساری تمہانی سُن کر۔“ مختصر طور پر اتنا سُن کر کہ تمہارا پہاڑی والا اڈہ ہمارے قبضہ میں ہے اور اس اڈے میں موجود ساری مشینری صحیح سالم بھی ہمارے قبضہ میں آچکی ہے۔ وہاں سے ملنے والے کاغذات کی مدد سے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے تمہارے تمام اڈے اور وہاں موجود تمام مشینری اور اسلحہ قبضہ میں لے لئے گئے ہیں۔ ڈاک میں تنظیم مکتوں طور پر

نظم ہو چکی ہے۔ تم چونکہ ریڈیو بکھر ہو۔ اس لئے سیکرٹ مرد کے چہیت اچھوٹے جولیاری کی درخواست پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری موت کسی عورت کے ہاتھوں سے ہی ہونی چاہیے۔ چنانچہ یہ عورتوں کی نمائندہ تمہارے سامنے موجود ہے۔“ عمران نے

سنبھلے ہوئے کہا۔

”تم غیر قانونی کام کر رہے ہو۔“ مجھے حکومت کے حوالے کر دو

وہ مجھ پر مقدمہ چلائے گی۔ اور اس کے بعد عدالت جو بھی فیصلہ

کرے۔ مجھے قبول ہے۔ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔“

عمران سیو منعل سے انتہائی دلچسپی منظر دیکھ کر کہا

ایڈ وکسٹ

منظر - حکیم ایم اے

- تربت کے انتہائی دشوار گذار مہاشی جنگلوں میں عمران اور پاکیر شیا
- کیرٹ مریں کا ایسا شبن جہاں ہر طرف لہریں اور خوشنک کے شہ کے چہرے کے چہرے
- مارسیلا - جنگل کوٹن - ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار
- عمران اور کیرٹ مریں کے ارکان بدھ جنگلوں کے رُپ میں جب تربت
- کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو — انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز منظر
- جولیا کو خوشنک جنگل میں جبراً غوا کر لیا گیا اور کیرٹ مریں کے ارکان بے پناہ
- سرچنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے — جولیا کا کیا حشر ہوا —
- مارسیلا - عمران اور کیرٹ مریں کے ارکان اور خوشنک کی گولیوں اور
- بدھ جنگلوں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر طرف موت پر ختم ہوا تھا
- جرنل - جنگلوں کا بادشاہ - ایک نئے اور انوکھے روپ میں —
- ایک ایسا شبن جس کے کل ہونے ہی عمران نے کیرٹ مریں کی بغاوت کر دی اور
- خوشنک جنگلوں میں عمران اور جولیا دونوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے -
- وہ کتنا تھا؟ دلچسپ حیرت انگیز تیز رفتار کیسٹن اور شبنی خیر سہنس -

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ختم ہو گئی ہیں — جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور چہرے
تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی

باپ رہے — اس شیرینی سے شادی تو خود کشی کے مترادف
ہے — بچائے کب یہ گولیاں بھرے — عمران نے دو گول
ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور اسی
لمحے کمرے میں بلیک زیرو کا قہقہہ گونج اٹھا — وہ آپریشن روم میں بیٹھا
یہ سب منظر دیکھ رہا تھا

عمران نے بلیک زیرو کا قہقہہ سُن کر اس طرح سر جھکا لیا جیسے عین
چوری کر رہے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو اور بلیک زیرو کے
دوسرے قہقہے سے تو پورا کرہ گونج اٹھا

بچ ہے — جب اپنے ہی اپنے نہیں تو قریب تو قہقہے
لگاتے ہی ہیں — عمران کے منہ ہلکے ہوئے کہا اور جلدی سے
دروازہ کھول کر باہر نکل گیا

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب منظر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

اول	وٹڈر پلان	نکلی	ایڈیشن ایکٹیوٹ بروڈو
دوم	وٹڈر پلان	نکلی	ریڈ چیف
نکلی	بلیک کالار	نکلی	ڈیجیٹل سرکل
نکلی	ڈیجیٹل گروپ	نکلی	ٹریجنگ فائر
اول	بیکل سیلانی	نکلی	ٹوڈر ک کلب
دوم	بیکل سیلانی	نکلی	شوٹنگ پاور
اول	ایڈی سندرنا	اول	حلقہ سورت
دوم	ایڈی سندرنا	دوم	حلقہ سورت
نکلی	چیلنج مشن	اول	وسے ٹو ایکشن
اول	ساجان سنٹر	دوم	وسے ٹو ایکشن
دوم	ساجان سنٹر	غائب ہارگٹ	آخری حصہ
نکلی	ریڈ پاور	نکلی	لائسنس فائیو
نکلی	ایڈی کلرٹ	نکلی	ایکٹیوٹ فرام پاور لیٹ
اول	پاور لیٹ کی تباہی	نکلی	ہوڈو سائیڈ سٹوری
دوم	پاور لیٹ کی تباہی	نکلی	گریٹ فائر

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان